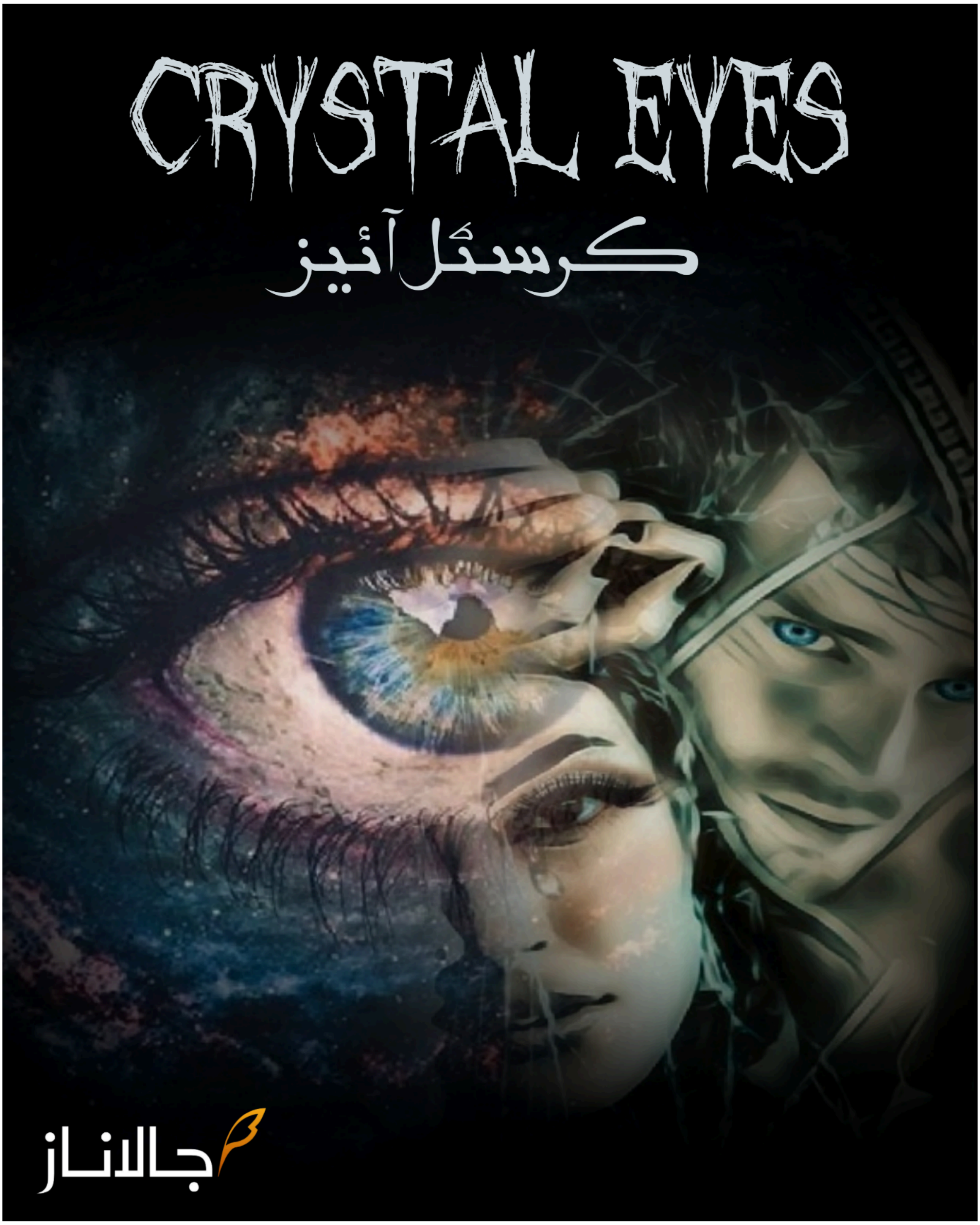

ناول یوٹیوب پر اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

کرسٹل آئیز

(Crystal Eyes)

اجالا ناز

مکمل ناول:

جہاں کو اندھیرے کی آغوش میں دئیے یہ رات، عجیب سنسنی سی چاروں اور پھیلا رہی ہے۔ سڑک مکمل طور پر اندھیرے کی گرفت میں تھی۔ جانے بجلی کی خرابی تھی کہ اس سڑک پر کوئی سٹریٹ لائٹ ہی نہیں جو اس قدر اندھیرا تھا ؟ دونوں اطراف میں درخت ہی درخت ہیں جن کے پتے ہوا کے زور پر آہستہ آہستہ ہل رہے ہیں۔ سڑک پر واحد تھوڑی بہت روشنی اس گاڑی کی ہیڈ لائیٹ سے آرہی ہے جس کی بدولت وہ اس طرح کی اندھیری اور سنسان سڑک پر اپنی منزل کی جانب روا ں ہے۔ سپیڈ میں لمحہ لمحہ تیزی آتی جارہی ہے کہ جیسے وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی ہو مگر۔۔

اچانک ہی گاڑی کی ہیڈ لائیٹ بند ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ یہ تھوڑی بہت روشنی بھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا وجود اس آفتاد پر گھبرا جاتا ہے۔ ناجانے اچانک کیا ہوا تھا کہ کوئی بھی لائیٹ نہیں چل رہی تھی۔۔ گاڑی اندر سے باہر تک، مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوب چکی تھی۔

سڑک کہاں جارہی ہے؟ کس جانب مڑنا ہے؟ اسے کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

یااللہ۔۔ اب کیا کروں؟ “ گھبرائی ہوئی آواز میں اس نے بریک پر پاؤں رکھا " اور گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔

اتنا اندھیرا ہے اور گاڑی کی لائیٹس کو بھی جانے کیا ہوگیا ہے؟ ایسے " کیسے آگے جاؤنگی میں؟ “ وہ پریشانی کے عالم میں کہتی اب اپنے موبائل

پر ایک نمبر ملانے لگی۔ مگر اگلے ہی پل کال ڈسکنٹ ہوگئی۔ اس نے سکرین پر دیکھا جہاں نوسگنل لکھا تھا۔

" یہ سگنلز کو کیا ہوگیا۔ مجھے اکیلے آنا ہی نہیں چاہئے تھا ۔ اب کیسے کانٹیکٹ کرونگی کسی سے؟ یہاں تو دور دور تک کوئی نہیں نظر آرہا " پریشانی کے عالم میں کہتے اس نے ایک بار پھر سامنے خالی اور اندھیری سڑک کی جانب دیکھا ۔ یہاں رکا بھی نہیں جاسکتا تھا اور آگے بڑھنا بھی خطرناک تھا ۔

" چلو انابیہ ۔۔ اللہ کا نام لے کر چلو " ایک گہری سانس لیتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور بہت آہستگی سے چلانے لگی۔ پھر کسی خیال پر گاڑی روکی۔

" پہلے آگے جاکر دیکھ لینا چاہئے کہ مڑنا کس جانب ہے" خودکلامی کرتے اس نے موبائل کی ٹارچ آن کی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ ٹھنڈی ہوا اس کے وجود کو چھو کر گزری اور وہ کانپ گئی۔ درختوں کے ہلتے پتوں کی آوازیں اور یہ سنسان سڑک ، اسکی خاموشی ۔ ۔

اس کا رواں رواں اس وقت ڈر اور خوف کی لپیٹ میں تھا مگر اس کے باوجود وہ مضبوطی سے موبائل تھامے آگے بڑھی ۔ راستہ سیدھا ہی جارہا تھا ۔ بہت دور جاکر موڑ الٹے ہاتھ کی جانب تھا ۔ اس نے موڑ کی دوری کا حساب لگایا ۔ ابھی یہی سب دیکھ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی موجودگی کا احساس ہوا ۔ پلٹ کر دیکھا مگر جہاں تک بھی موبائل کی روشنی دیکھنے کی اجازت دے رہی تھی اسے کوئی نظر نا آیا ۔

وہ دوبارہ پلٹی اور اسی لمحے موبائل کی روشنی جس وجود پر پڑی ، ایک چیخ اسکے حلق سے نکلی ۔ وہ دو قدم پیچھے ہوئی ۔ وہ کوئی وجود تھا ۔ درخت کے پاس کھڑا ۔۔ مگر اسے جس چیز نے خوفزدہ کیا تھا وہ اسکا قد تھا ۔ ۔ درخت سے تھوڑا اونچا جاتا قد ۔ ۔ یہ کوئی انسان نہیں ہوسکتا ۔ تو پھر کیا ہے ;

اور اسی خیال سے اسکی ساری حسیں جاگ گئیں ۔ وہ بھاگتی ہوئی گاڑی میں واپس آئی اور اسے آگے بڑھایا ۔ لائیٹس اب بھی نہیں چل رہی تھیں مگر وہ آگے بڑھ رہی تھی ۔ اس وقت دل و دماغ میں بس ایک ہی بات تھی ۔ اسے کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا تھا ۔

وہ جانتی تھی کہ یہ اسکا الوژن ہے ۔ ایسے حالات میں دماغ کے سیلز انسان کو ایسے ہی الوژنز دکھاتے ہیں جو کہ لگتے تو حقیقت ہیں مگر ہوتے نہیں ۔

وہ بھی جانتی تھی ۔ سمجھدار تھی ، پڑھی لکھی تھی ، پریکٹیکل مائینڈ رکھتی تھی مگر اس وقت ۔ ۔ اس وقت جس جگہ اور حالت میں تھی ۔ خوفزدہ ہونا فطری تھا ۔ غلطی اسی کی تھی ۔ ان تمام کزنز نے مل کر یہ ٹرپ پلین کیا تھا وہ تین گاڑیوں میں شہر سے باہر بک کروائے فارم ہاؤس جارہے تھے ۔ وہ چھ سے سات لوگ تھے ۔ آرام سے دو گاڑیوں میں آسکتے تھے مگر اسے ہی شوق تھا اکیلے ڈرائیو کرنے کا ۔ ۔ سوتین گاڑیاں ہوگئی ۔ شروع میں سب قریب قریب ہی ڈرائیو کر رہے تھے مگر جیسے جیسے اندھیرا پھیلتا گیا جانے کیسے;238; سب اس سے آگے نکل گئے یا پیچھے رہ گئے ;238; وہ نہیں جاتی تھی ۔ جانتی تھی تو بس یہ کہ اسے بھی یہاں سے نکلنا تھا ۔

گاڑی اس اندھیری سڑک پر ایک بار پھر آگے کی جانب بڑھی ۔ فاصلے کی جو کیلکولیش اس نے کی تھی اس حساب سے اب اسے دائیں جانب مڑنا تھا ۔ ایک گہری سانس لیتے اس نے دائیں جانب آہستگی سے گاڑی موڑی ،شاید وہ سڑک ہی تھی اسی لئے گاڑی آرام سے آگے بڑھ رہی تھی ۔ اس نے سکھ کا ایک سانس لیا ہی تھا کہ اچانک کسی چیز سے ٹکرا کر گاڑی رک گئی ۔

" نونونونو ۔ ۔ “ پریشانی سے کہتی وہ تیزی سے موبائل لیتی گاڑی سے باہر نکلی ۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا ۔ گاڑی ایک پیڑ سے ٹکرائی تھی ۔ اس نے دیکھا موڑ تو تھوڑا پیچھے رہ گیا تھا ۔

اللہ کرے یہ چل جائے “ خودکلامی کرتے وہ دوبارہ گاڑی میں آکر بیٹھی " اور اسے سٹارٹ کرکے ریورس کرنے لگی ۔ اگلے ہی پل گاڑی پھر سے کسی چیز سے ٹکرا کر رکی ۔ وہ حیران ہوئی ۔ پیچھے خالی سڑک تھی تو گاڑی کس سے ٹکرائی ہے۔

ایک بار پھر وہ موبائل لئے باہر نکلی اور اگلے ہی پل اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔ ۔ پیچھے ایک لمبا درخت تھا اور گاڑی اسی سے ٹکرا کر رکی تھی ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے ۔ آگے دیکھا تو اسے حیرت کا ایک اور شدید جھٹکا لگا ۔ موڑ آگے تھا ۔ وہیں جہاں سے اس نے گاڑی ریورس کی تھی مگر ۔ ۔ ابھی توموڑ پیچھے تھا ۔خوف کی ایک لہر اسے اپنے جسم میں دوڑتی محسوس ہوئی ۔

" نہیں ۔ ۔ شاید اندھیرے کی وجہ سے کنفیوژن ہورہی ہے “ ایک بار پھر خود کو تسلی دیتی وہ گاڑی میں بیٹھی اور اس موڑ پر مڑی ۔

اور ایک بار پھر ۔ ۔ ۔ اسکی گاڑی شاید اسی درخت سے ٹکرا کر رکی ۔ اسکے خوف میں اضافہ ہوا ۔ بہت آہستگی سے باہر نکلتے اس نے موبائل کی روشنی سے دیکھا ۔ ۔ ایک بار پھر وہ درخت تھا ۔ اب اس نے پیچھے دیکھا ۔ ۔ اور اس بار اسے خوف کے ساتھ ساتھ ، اپنے جسم میں کپکپاہٹ محسوس ہوئی ۔ اسکا وجود مکمل طور پر کانپ رہا تھا ایسے جیسے کرنٹ دوڑ رہا ہو ۔ ۔

اس نے ٹارچ سامنے کی ۔ ۔ پھر پیچھے کی ۔ ۔ وہ بار بار آگے اور کبھی پیچھے دیکھتی اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا رہتا ۔۔

وہاں کوئی موڑ تھا ہی نہیں ۔ ۔ ایک سیدھی سڑک تھی جہاں دور دور تک کوئی موڑ نہیں تھا ۔

پر یہ ۔ ۔ یہ کیسے ممکن ہے

اچانک ٹارچ اس درخت پر رکی جس سے گاڑی ٹکرائی تھی ۔ اور پھر ۔ ۔ اسے محسوس ہوا ۔ ۔ ۔ کوئی اسکے ساتھ کھڑا ہے

اس نے ٹارچ کا رخ درخت کے بائیں جانب کیا ۔ ۔ اور اگلے ہی پل ایک چیخ اسکے حلق سے نکلی ۔ ۔

ایک سایہ زمین سے ہوتا ہوا درخت کے اوپر جارہا تھا ۔ ۔

اس نے دیکھا ۔ ۔ درخت کے بلکل اوپر ۔ ۔ کوئی کھڑا ہے ۔ کوئی بہت دراز قد شخص ۔ ۔ نہیں ۔ ۔ کوئی شخص اس طرح درخت کے بلکل اوپر کسی ڈالی یا پتے پر کیسے کھڑا ہوسکتا ہے ۔ ایسے کہ مکمل درخت اسکے پیروں تلے اور وہ ہوا میں ۔۔

نہیں ۔ ۔ ۔ وہ انسان نہیں ہے ۔ ۔ کچھ بھی ہے پر انسان نہیں ۔ ۔

وہ پلٹ کر بھاگ جانا چاہتی تھی مگر قدم جیسے زنجیر ہوچکے تھے ۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس سائے کو دیکھ رہی جس میں اب کچھ حرکت ہورہی تھی ۔ ۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تھا ۔ جتنی دوری پر وہ تھا اسکا ہاتھ اس تک پہنچنا نہیں چاہئے تھا

لیکن یہ کیا ہاتھ جیسے جیسے اوپر ہورہا تھا ویسے ویسے ہی اسکے نزدیک ۔ ۔ ہاتھ اس کے چہرے کے قریب آرہا تھا ۔ ۔ تیزی سے ۔ ۔

اور اسی لمحے جیسے اسکے قدموں نے تمام زنجیریں توڑی تھیں ۔ ۔ وہ دوڑی ۔ ۔ بہت تیزی سے ۔ ۔ بنا پلٹے ، بنا پیچھے دیکھے

اسے محسوس ہورہا تھا کہ جیسے وہ ہاتھ اب بھی اسکی قریب آرہا ہو ۔ ۔ وہ جتنا تیزی سے بھاگ رہی تھی ہاتھ بھی اسی تیزی سے اسکی قریب آرہا تھا ۔

سڑک سے اتر کر اب وہ ان درختوں کے درمیان بھاگی . . اس امید سے کہ شاید اب وہ یہاں نا آسکے . . مگر نہیں . . وہ غلط تھی

وہ ہاتھ اب بھی اسکے پیچھے تھا . . ہر موڑ پر . . ہر فاصلے پر

اسے اپنی سانس پھولتی محسوس ہورہی تھی . . ٹانگوں میں بھی اب درد ہونے لگا تھا . . ایک ناختم ہونے والا جیسے جنگل تھا کہ جس کے درمیان وہ جانے کتنی دیر سے بھاگ رہی تھی . . نا ہاتھ رک رہا تھا . نا ہی درخت ختم ہورہے تھے . .

اسکی ٹانگوں نے اب جواب دینا شروع کر دیا تھا . . اسے لگا بس آج اس کی زندگی کا یہ آخری دن ہے . .

وہ رکے گی اور وہ ہاتھ اسے پکڑ کر مار ڈالے گا . . تو کیا ایسے مرنا تھا اسے ایک کرنٹ ایک بار پھر اسکے وجود میں دوڑا . .

اگلے ہی پل اسکا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا . . اور اسے تو جیسے موقع مل گیا تھا ہمت ہارنے کا . . وہ دوسرے ہی لمحے منہ کے بل زمین پر گری . .

مگر یہ کیا وہ رکی نہیں تھی .. وہ اب بھی کلبازیاں لیتی کسی ڈھلان کی طرف جارہی تھی . . اسکی رفتار اتنی تیز تھی کہ وہ اپنے وجود کو روک نہیں پارہی تھی اور پھر اسی طرح وہ گرتی گرتی بلکل کنارے پر پہنچی . . کنارہ جس کے نیچے ایک گہری کھائی تھی . .

تو اس نے اس کھائی میں گر کر مر جانا تھا ؟ تو موت ایسے لکھی تھی .

اور پھر اس نے خود کو موت کے منہ میں جاتے محسوس کیا .. اسکے وجود کے نیچے سے زمین نکل چکی تھی ..

وہ اب اس کھائی میں گررہی تھی ۔ ۔ تیزی سے ۔ ۔ اپنی موت کو گلے لگانے کو مکمل تیار

پر اچانک ۔ ۔ اسے اپنی کمر کے گرد کوئی رسی محسوس ہوئی ۔ ۔ وہ رک گئی تھی ۔ ۔ کھائی اور زمین کے بیچوں بیچ ۔ ۔ ہوا میں ۔ ۔ وہ رک گئی تھی ۔

کیا وہ مر گئی ؟

اس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں ۔ ۔ اور ایک بار پھر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔ ۔

وہ رسی نہیں تھی ۔ ۔ اسکی کمر کے گرد ۔ ۔ وہ کسی کا بازو تھا جس نے اسے روکا تھا ۔ ۔

اسے اپنے پاس کسی کا وجود محسو س ہوا ۔ ۔ پر اسے کوئی چہرا نظر نہیں آرہا تھا ۔ ۔ وہ وجود مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا ہواتھا ۔ ۔ ایسے جیسے بنا ہی اندھیروں سے ہو ۔ ۔

مگر ۔ ۔ جب دماغ کچھ سوچنے کے قابل ہوا تو اسے سمجھ آیا کہ وہ تو اب بھی کھائی اور اونچائی کے درمیان ہوا میں ہے ; اور یہ وجود

اس نے دیکھنا چاہا ۔ ۔ شاید کوئی رسی ہو ؟ مگر نہیں ۔ ۔ کوئی رسی نہیں تھی

وہ دونوں ہی ہوا میں تھے ۔ ۔ بنا کسی سہارے کے ۔ پر کیسے؟

اسے اپنی کمر پر گرفت کچھ سخت ہوتی محسوس ہوئی ۔ ۔ درد کی شدت پر ایک سسکی نکلی تھی ، آنکھوں میں کچھ نمی آئی ۔ ۔

اگلے لمحے اس نے محسوس کیا ۔ ۔ خود کو دوبارہ اوپر کی جانب جاتے

ہوئے . . اسی ہوا میں سوار ہوکر

یہ کوئی خواب نہیں تھا . پر حقیقت سے بھی توبہت دور تھا۔ پھر کیا تھا یہ ؟ کوئی جادو ؟ تو کیا یہ وجود کسی جادوگر کا

ہے ؟

پر کیا کوئی جادوگر ہوا پر سیر کر سکتا ؟ نہیں . . ایسا تو صرف . .

اور اگلی سوچ پر ہی اسکا دل تیزی سے دھڑکا تھا . . ایسے جیسے سینے سے باہر آجائے گا ابھی ابھی

سو لاوَڈ ‘‘ ایک گھمبیر آواز اسکے کانوں میں گونجی . . ایک بارپھر اسے " حیرت کا جھٹکا لگا . . کیا یہ آواز اس ڈارک شیڈو کی تھی ؟

کیا وہ اسکے دل کی دھڑکن کے بارے میں کہہ رہا تھا ؟ کیا وہ اسکی دھڑکن سن سکتا تھا ؟
کیا وہ انسان تھا ؟
وہ اب کھائی سے باہر آچکے تھے . . قدم آہستہ آہستہ زمین کے قریب جارہے تھے . . اور چاند کی چاندنی اب ان دونوں پر پڑی تھی .

یہ چاندنی جس نے اسے موقع دیا تھا . . اس ڈارک شیڈو کو دیکھنے کا . .

بے حد سفید رنگ، بلکل دودھ جیسا . . اسکے بال ڈارک بلو کلر کے بلکل سیدھے تھے . اسکے ہونٹ بھی ہلکے نیلے رنگ کے تھے ، آسمانی رنگ جیسے اور آنکھیں . .

اس نے دیکھا . . اسکی آنکھیں بند تھیں .. تو کیا اسکی آنکھیں اس پورا عرصہ بند رہی تھیں ؟

اسکے قدم اب زمین کے بے حد قریب تھے . . چاند کی چاندنی انکے وجود

سے آہستہ آہستہ ہٹ رہی تھی ۔۔ ایک بار پھر وہ ایک شیڈو بن رہا تھا ۔۔

اسکے کاندھے ، سفید گردن ، نیلے ہونٹ ، اٹھی ہوئی ناک ۔۔ آہستہ آہستہ ایک بار پھر سب اندھیرا ہوتا جارہا تھا ۔۔ چاندنی اب اسکی آنکھوں سے بھی اوپرجانے ہی والی تھی کہ اچانک اس نے اپنی آنکھیں کھولیں ۔۔

ایک شعاع تھی ۔۔ کوئی چمک تھی ۔۔ لاءٹ کا کوئی ریفلکشن جو کانچ پر پڑے اور وہ چمک اٹھے ۔۔

اسکی دونوں آنکھوں سے وہ چمک نکلی تھی ۔۔ کرسٹل جیسی چمک ۔۔ نیلی اور سفید آنکھوں سے نکلتی نیلی چمک ۔۔

اور یہاں اسکی حواس جواب دے گئے تھے ۔۔ اسے اپنی آنکھیں بند ہوتی محسوس ہوئیں اور اگلے ہی لمحے وہ ہوش و ہواس کھو چکی تھی ۔

یہ محسو س کئے بغیر کے وہ اب دوبارہ زمین پر تھی ۔۔

****

منہ پر محسوس ہونے والی نمی نے اسے جاگنے میں مدد دی ۔ آنکھیں آہستہ سے کھل رہی تھیں ، اندھیرا ہٹ رہا تھا ۔

" شکر ہے ہوش آرہا ہے اسے “ ایک نسوانی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی ۔ اس آواز کو وہ پہچانتی تھی ۔ یہ لیزا کی آواز تھی ۔ اسکی کزن اور بیسٹ فرینڈ ۔۔ تو یعنی وہ زندہ ہے

" آنکھیں کھولوں ۔۔ کیا ہوگیا تمہیں اچانک ؟ تم ٹھیک تو ہو ؟ “ اس بار آواز زمان کی تھی اوراس آواز میں پریشانی واضح تھی ۔ کیسے نا ہوتی ؟ اسکی اکلوتی بہن اس حال میں جو تھی ۔

اس نے آنکھیں مکمل کھول کر اپنے پاس جمع لوگوں کو دیکھا ۔ چہرہ بے

تاثر تھا جبکہ ان سب کے چہرے پر ایک اطمینان کے ساتھ ساتھ فکر بھی تھی ۔

" منع بھی کیا تھا تمہیں کہ اکیلے ڈرائیو مت کرو ۔۔ مگر نہیں ، تمہیں تو ایڈونچر کرنا تھا ۔ ہوگیا ایڈونچر ؟ آگیا مزا " شارک کی جانب سے طنزیہ انداز میں کہا گیا ۔ وہی طنزیہ انداز جو کہ اسکی شخصیت کا خاص حصہ ہے ۔

" مم ۔۔ میں یہاں کیسے آئی ؟ " کمرے کو چاروں اطراف سے دیکھنے کے بعد اس نے پوچھا ۔

" آفکورس ہم لے کر آئے ہیں ۔ اُڑ کر تو نہیں آئی ہونا ؟ " ایک بار پھر شارک کی جانب سے طنز آیا ۔

" اُڑ کر ؟ " دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا ۔ اچانک کچھ مناظر اسکی آنکھوں کے سامنے روشن ہوئے ۔

تمام لائیٹس کا بند ہوجانا ۔۔ اندھیری سڑک ۔۔ درخت سے ٹکراوَ ۔۔ سایہ ۔۔ ہاتھ ۔۔ اسکا بھاگنا اور پھر ۔۔۔

اُڑنا ۔۔ ہاں ۔۔ ہوا میں محلق کسی کے حصار میں ، کھائی میں گرتے اچانک رُک کر واپس اوپر آنا ۔۔۔

وہ چاندکی چاندنی ۔۔ وہ ٹھنڈا وجود

وہ دودھ جیسا سفید رنگ ۔۔ وہ گہرے نیلے چمکدارب بال

وہ ہلکے نیلے ہونٹ اور ۔۔ وہ آنکھیں

چمکتی ہوئی ۔۔ روشن ۔۔ نیلی آنکھیں

;کرسٹل آئیز ۔ ۔ اور اسکے بعد ؟؟

اندھیرا ۔ ۔ مکمل اندھیرا

اور اسی کے ساتھ کرنٹ کی ایک لہر اسے اپنے وجود میں دوڑتی محسوس ہوئی ۔

وہ ایک دم ہی اٹھ کر بیٹھی ۔ ۔ جسم پسینے سے شرابور ہونے لگا ۔ ۔ دل کی دھڑکن میں کچھ تیزی آئی

آنکھیں خوف اوربے یقینی سے کھلیں ۔ ۔

" کیا ہوا انابیہ تم ٹھیک ہو ؟ ‘‘ لیزا نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا ۔ ان سب کو ہی اسکی یہ حالت کچھ عجیب لگی ۔

" تم ۔ ۔ تم لوگ کیسے پہنچے وہاں ‘‘ اس نے ایک سوال کیا ۔ سوال جس پر سب نے اُسے حیرت سے دیکھا ۔

" تم نے ہی تو بلایا تھا ہ میں ۔ کیا تمہیں یاد نہیں " زمان کی جانب سے آئے جواب پر اس نے چونک کر اسے دیکھا ۔

" میں نے بلایا تھا ؟ ‘‘ اس نے الجھتے ہوئے پوچھا ۔

" ہاں ۔ ۔ تمہاری کال آئی تھی کہ تم راستہ بھول گئی ہو ۔ تم نے ہ میں لوکیشن بھیجی تھی اور جب ہم وہاں پہنچے تو تم اپنی گاڑی میں بے ہوش پڑی تھی ‘‘ زمان نے اسے عجیب نظروں سے دیکھتے جواب دیا ۔ جس پر اسکی آنکھیں اب مزید حیرت سے پھیلیں ۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ وہاں تو سگنل ہی نہیں آرہے تھے کہ وہ کسی سے

رابطہ کرتی . .

اور وہ راستہ تو نہیں بھولی تھی . . جبکہ اسکی توگاڑی خراب ہوئی تھی پھر درخت سے ٹکراوَ . .

جہاں تک اسے یاد تھا تو . . وہ گاڑی میں نہیں تھی . بلکہ وہ تو . . ہوا ، ہوا میں تھی

" مجھے تم کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی انابیہ . . میرا خیال ہے تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے '' اسکے ماتھے پر پسینہ اور سفید پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے نیہا جو کب سے خاموش تھی ،نے کہا .

" ہاں تم آرام کرو . ہم صبح بات کرتے ہیں '' شارک نے اس بار فکرمندی سے کہا . انابیہ کی یہ عجیب حالت اسے پریشان کر رہی تھی .

ہاں . . تم لیٹ جاوَ '' لیزا کہتے ہوئے بیڈ سے اٹھی . انابیہ کو دوبارہ لٹایا " اور سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا .

اب سب ایک ایک نظر اس پر ڈالتے باہر نکلتے گئے جبکہ انابیہ . . وہ اب بھی ایسے ہی آنکھیں کھولے، سکتے کے سے عالم میں چھت کو گھور رہی تھی .

" تو کیا وہ سب خواب تھا ؟ لیکن اگر وہ خواب تھا تو مجھے کال کرنا یاد کیوں نہیں آرہا ؟ "

" اور جو مجھے یاد ہے اگر وہ واقعی سچ میں ہوا ہے تو میں گاڑی میں کیسے پہنچی اور انہیں کال کیسے کی ؟

اسکا دماغ اب کئی سوالات کر رہا تھا اور وہ کسی بھی سوال کا جواب ڈھونڈ نہیں پارہی تھی . بہت زور دینے پر بھی اسے کال کرنا یاد نہیں آرہا تھا .

مگر یہ ہوا تھا ۔ اس نے ہی کال کی تھی تبھی وہ لوگ اس تک پہنچے تھے ۔

تو یعنی جو اس نے دیکھا ، جو محسوس کیا اور جو کچھ ہوا ۔ ۔ وہ بس ایک خواب تھا ؟

ہاں ۔ ۔ خواب ہی تو ہوسکتا ہے ۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ کھائی میں گری اور زمین تک نا پہنچی ؟ بلکہ ہوا میں اڑ کر واپس اوپر آگئی ؟ اور وہ وجود ؟ وہ چمکتی آنکھیں ۔ ۔ ہاں ۔ ۔ خواب ہی تھا ۔ ۔ اسے واقعی اب آرام کی ضرورت ہے ۔ ۔
اسے سوجانا چاہئے ۔ ۔

اور بس اسی سوچ کی دیر تھی کہ اسے اپنی آنکھیں بھاری ہوتی محسوس ہوئیں اور پھر ۔ ۔ وہ گہری نیند کی وادی میں جاچکی تھی ۔

جبکہ اسکی آنکھیں بند ہوتے ہی دروازے کے پاس کھڑی لیزا پلٹی اور باقی سب کی جانب دیکھا جن کے چہروں پر فکرمندی تھی ۔

" وہ سوگئی ہے '' اس کے کہتے ہی زمان نے ایک گہری سانس خارج کی ۔
" لیکن وہ بہت عجیب رئیکٹ کر رہی تھی ۔ ایسے جیسے اس نے ہ میں بلایا ہی نا ہو اوراسے اپنے یہاں ہونے پر حیرانی ہو '' نیہا نے کہا جس پر سب نے سر ہلایا ۔

" مجھے لگتا ہے کہ سنسان سڑک پر اس طرح گم ہوجانے سے وہ ڈر گئی ہوگی اسی لئے بے ہوش ہوگئی ۔ ۔ ڈاکٹر نے بھی تو یہی کہا تھا نا '' لیزا نے جیسے ایک پوائینٹ نکالا تھا ۔
" ہاں شاید ڈر ہی کی وجہ سے اس وقت وہ ایسا رئیکٹ کر رہی ہے ۔ ۔ نیند پوری کرکے اٹھے گی تو نارمل ہوجائے گی '' زمان نے مطمئن ہوتے کہا ۔

چلو پھر ۔ ہم بھی سوتے ہیں '' لیزا نے نیہا کی جانب دیکھتے کہا اور اسی " کے ساتھ وہ دونوں اپنے مشترکہ ساتھ والے کمرے کی جانب چلی گئیں ۔

" ہم بھی سو جاتے ہیں ‘‘ زمان نے شارک کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور اپنے کمرے کی جانب چلا گیا جبکہ شارک نے ایک بار پھر اندر سوتی انابیہ کی جانب دیکھا ۔ اس کے چہرے پر اب بھی فکرمندی تھی ۔

" گڈ نائیٹ ‘‘ دھیمی آواز میں اس سے کہتے اس نے انابیہ کے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پلٹ کر زمان ، شاہد اور اپنے مشترکہ کمرے کی طرف چلا گیا ۔

....

یہ فارم ہاؤس تین کمروں پر مشتمل تھا۔ ایک کمرا انابیہ کا تھا۔ دوسرا نیہااور لیزا کا جبکہ تیسرے کمرے میں تینوں لڑکے تھے۔

انابیہ اور زمان بہن بھائی ہیں۔ دونوں کی عمروں میں دو سال کا فرق تھا۔انابیہ بڑی اور وہ چھوٹا۔۔

شارک اور نیہا اسکے چچا ز کزنز ہیں۔دونوں بہن بھائی ہیں۔ شارک،انابیہ سے تین سال بڑا ہے۔

تیسرا لڑکا شاہد جوکہ انابیہ کا خالہ زاد کزن اور نیہا کا منگیتر تھا۔ جبکہ لیزا انابیہ کی یونیورسٹی کی دوست ہے۔۔

انابیہ کے امتحانات کے بعد ان سب نے یہ ٹرپ پلین کیا تھا۔شہر سے باہر فارم ہاؤس میں دو دن کا ٹرپ۔۔

یہ فارم ہاؤس انکا اپنا تھا اسلئے وہ جتنا چاہے یہاں رک سکتے تھے مگر گھر والوں سے بس دو دن ہی کی اجازت ملی تھی۔ سو آج ہی وہ رات میں یہاں آگئے تاکہ وہ دو دن مکمل انجوائے کر سکیں۔ مگر ہمیشہ کی طرح اپنے اکیلے ڈرائیو کرنے کی خواہش پر انابیہ ان سے پیچھے رہ گئی۔ سب باتوں میں مصروف یہاں پہنچے تو احساس ہوا کہ انابیہ کی گاڑی نہیں آئی۔ پھر اچانک لیزا کے نمبر پر انابیہ کی کال آئی کہ وہ راستہ بھول گئی ہے۔ اس نے ساتھ لوکیشن بھیجی تو زمان اور شارک اسے لینے واپس گئے مگر

وہاں پہنچ کر انہیں انابیہ اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بے ہوش ملی۔ انہو ں نے کوشش کی تھی اسے جگانے کی مگر وہ نہیں جاگی تو پریشان ہوتے وہ لوگ اسے وہی کسی علاقے کے چھوٹےسے ہسپتال لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر نے بتایا کہ کسی شاک یا خوف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوئی ہے۔ کچھ دیر میں ہوش میں آجائے گی۔ وہ سمجھ گئے کہ اتنی سنسان سڑک پر یقینا اکیلے میں وہ گھبرا گئی ہوگی اسی لئے اسے واپس فارم لے آئے۔ لیکن جب اسے ہوش آیا تو ایسے حیران تھی کہ جسے اسکا وہاں ہونا ناممکن ہو۔۔ پر کیونکہ اسکی طبیعت خراب تھی اور وہ ڈری ہوئی تھی تو سب مطمئن ہوگئے کہ صبح اٹھے گی تو نارمل ہوجائے گی۔۔

پر کیا واقعی وہ نارمل تھی؟

یا پھر۔۔ بات کچھ اور ہے؟

*****

اسکی آنکھ مسلسل ہونے والی دستک پر کھلی۔کمرا اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔ شاید کھڑکی بند ہونے کی وجہ سے؟

آرہی ہوں" مسلسل دستک پر اس نے اٹھتے ہوئے کہا اوردروازے کی " جانب بڑھی۔ لائیٹ آن کرتے اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی لیزا اسے گھور رہی تھی۔

کمرا لاک کرنے کی کیا ضرورت تھی؟دیکھو صبح سے دوپہر ہوگئی ہے۔ " اتنی بار میں نے دروازہ بجایا لیکن تم تو جیسے سارے گھوڑے بیچ کر سوئی تھی" اسے سناتی ہوئی وہ کمرے کے اندر آئی۔

میں گہری نیند میں تھی اور میں نے کمرا لاک نہیں کیا تھا" انابیہ کہتی " ہوئی کھڑکی کے پاس آئی اور پردہ ہٹایا۔ سورج کی کرن اسکے چہرے پر پڑی۔ یہ گرمی اسے اچھی لگی اور بے اختیار ہی اس نے آنکھیں بند کیں۔

" جہاں تک مجھے یاد ہے کہ دروازہ باہر نہیں،اندر سے لاک ہوتا ہے اور میڈم آپ بھول رہی ہیں کہ ہم یہاں ایجوائے کرنے آئے ہیں وہ بھی بس دو دن کے لئے۔ تم اس کمرے میں بند رہ کر انجوائے کرنا چاہتی ہو کیا؟"

اسکے سوال سے زیادہ دروازہ اندر سے لاک کرنے والی بات نے انابیہ کو چونکایا تھا۔ آنکھیں فوراً کھلیں۔

" کیا میں نے لاک کیا تھا ؟" خود سے ایک سوال کیا۔ مگر جہاں تک اسے یاد تھا۔ ان سب کے جانے کے بعد سے اب تک وہ سوتی رہی تھی۔ پھر دروازہ کیسے لاک ہوا؟

" کہاں گم ہوگئی؟" اس کے چہرے کے پاس چٹکی بجاتے ہوئے لیزا نے اسے ہوش کی دنیا میں واپس لانے کی کوشش کی۔

" نن۔۔ نہیں کچھ نہیں۔۔ کیا کہہ رہی تھی تم؟" کھوئے ہوئے انداز میں پوچھتی وہ دوبارہ بیڈ پر آکر بیٹھی۔

" تم ٹھیک تو ہو انابیہ؟ میں تم سے کہہ رہی ہو کہ ہم یہاں انجوائے کرنے آئے ہیں کمرے میں بند رہنے نہیں۔۔ پر تم تو مجھے اس کمرے میں بھی کہیں نظر نہیں آرہی۔۔ کہاں گم ہو تم؟" اسکے سامنے کھڑے وہ پوچھ رہی تھی جبکہ اسکے انداز پر انابیہ مسکرائی۔

"" یہی ہوں ڈئیر فرینڈ۔۔ تم جاؤ میں بس تھوڑی دیر میں فریش ہوکر آتی ہوں"

" اوک۔۔ جلدی آنا۔۔ ہم نے آج بوائیز کو میچ میں ہرانا ہے" اسکی جانب انگلی اٹھاتے،ایک آنکھ دبا کر کہتی وہ باہر کی جانب بڑھی جبکہ انابیہ اسے مسکراتا دیکھتی رہی۔ اور یہ مسکراہٹ اسکے جاتے ہی غائب ہوگئی۔ نظر اس دروازے پر اٹک گئی جسے وہ بند کر کے گئی تھی۔

" کیا میں نے لاک کیا تھا؟" ایک بار پھر اس نے خود سے سوال کیا۔ مگر جواب نا ملنے پر اس نے اپنا سر جھٹکا اور واش روم کی جانب بڑھی۔ لیزا ٹھیک کہہ رہی تھی۔ وہ یہ دودن انجوائے کرنے آئے تھے تو اسے فضول سوچوں میں انہیں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

پر کیا واقعی سوچ فضول تھی؟

*****

" کیچ کیچ۔۔“ شارک چیخا تھا جبکہ زمان بال پر نگاہیں جمائے اسے تک ٹک دیکھتا پیچھے کی جانب چل رہا تھا۔

بیڈ ہاتھ میں پکڑے نیہا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ کہیں وہ آؤٹ ہی نا ہوجائے۔ جبکہ لیز ا اور انابیہ کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔ زمان رکتا ہے۔ ہاتھوں کا پیالہ بنا کر اپنے چہرے سے کچھ اوپر لاتا ہے اور اسی لمحے بال اس پیالے پر گرتی ہے اور زمان فوراً سے ہاتھ بند کر دیتا ہے۔۔

" یس۔۔۔ یا ہو۔۔“ لڑکوں کی چیخیں نکلتی ہیں جبکہ نیہا منہ بناتی ہوئی بیڈ اب انابیہ کے ہاتھوں میں دے کر ایک سائڈ پر جاکر بیٹھ جاتی ہے۔

" ہار گئے گیم“ لیزا نے افسوس سے سر ہلاتے کہا۔ ان تینوں میں سب سے اچھا نیہا کھیلتی تھی۔ جسے وہ لوگ آؤٹ کر چکے تھے۔

لیزا بھی بہتر کھیل لیتی تھی مگر انابیہ۔۔ میچ اسکے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ دو چار گیندوں میں ہی آؤٹ ہوجایا کرتی تھی۔

اب اکیلی لیزا تو کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ سو میچ ہارنا یقینی تھا۔

انہیں دو اوورز میں تیس رنس بنانے تھے جوکہ اب ناممکن تھا کیونکہ کسی ایک کے آؤٹ ہونے پر ہی گیم ختم ہوجانی تھی اور یقینا وہ ایک انابیہ ہونے والی تھی۔ ایک ہاتھ میں بیڈ پکڑے دوسرا ہاتھ کمر پر ٹکائے وہ ایک ہارے ہوئے کھلاڑی جیسی سڑی ہوئی شکل بنائے شارک کی پہلی پھینکی ہوئی گیند کو انابیہ کے جانب جاتے دیکھ رہی ہے۔ جس سے بہت آسانی سے چھکا لگ سکتا ہے مگر انابیہ میڈم نے بلے کو ایسے گمایا کہ بال اوپر جانے کے بجائے نیچے لگی اور آرام سے چلتی ہوئی زمان کے ہاتھوں میں آگئی۔۔

بلکل ایسے جیسے۔۔ کوئی محبوبہ بھاگتے ہوئے اپنے محبوب کے سینے سے جالگتی ہے۔

دوسری جانب مظلومیت کی تصویر بنی نیہا نے ایک جمائی لی اور جوس کا کین اٹھا کر منہ سے لگایا۔ اس کے لئے یہ میچ اب بس ایک موووی کی طرح تھا۔ جسکا اختتام بہت قریب تھا۔

زمان نے بال شارک کی جانب پھینکی جسے مسکرا کر پکڑتے اس نے انابیہ کی جانب دیکھا۔ جو اس وقت شاید اپنی زندگی کے سب سے بڑے محاظ پر کھڑی تھی۔

بے اختیار ہی اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔۔اور اس کی مسکراہٹ پر جہاں لیزا نے آنکھیں گمائیں۔۔ وہیں انابیہ کے چہرے پر شرمندگی پھیلی۔۔

اب شارک نے ایک کے بعد ایک، پانچ بہت آسان شاٹ دیئے جسے لیزا میڈم نے اتنی مہارت سے کھیلا کہ رنز بننا تو دور انہیں رننگ کرنے کا بھی موقع نا ملا۔ اسی کے ساتھ انابیہ کو آنکھ مارتے شارک صاحب نے اپنا اوور پورا کیا اور گیند شاہد کے حوالے کی۔

اب شاہد چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے لیزا سے کچھ پیچھے آکھڑا ہوا۔۔

" ویسے میرا خیال ہے بلاوجہ میری انرجی ویسٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چھ بالز میں تیس رنس تو کوئی مائی کا لال نہیں بنا سکتا پھر بچاری لالی کو کیوں تھکا رہی ہو۔۔ ہار مان لو" ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں گیند لہراتے ہوئے اس نے کہا۔۔ جس پر جہاں لیزا نے اسے گھورا وہی، انابیہ مزید شرمندہ ہوئی۔

" میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں میں سے نہیں ہیں ہم۔کھیل کر ہارینگے" لیزا کی جانب سے جواب دیا گیا جبکہ نیہا نے اب ایک بار پھر جوس کا کین اپنے منہ سے لگایا۔

" ایز یور وش " کاندھے اچکا کر کہتا شاہد اب تھوڑا پیچھے گیا۔پھر گیند اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑتے، اسے گماتے بھاگتے ہوئے آگے آیا اور بہت نارمل سپیڈ میں انابیہ کی جانب پھینکی۔۔ جسے ایک بار پھر انابیہ نے بہت مہارت سے دھول چٹخا دی۔

ایسے تو گلی میں سات سال کے بچے بھی نہیں کھیل سکتے جیسا پچیس " سالہ انابیہ "دی لیجنڈ" کھیل رہی ہیں۔۔ میرا خیال ہے زمان،ایک میڈل کا حق تو رکھتی ہے یہ۔۔ کیا خیال ہے؟" شاہد نے مزاق اُڑانے والے انداز میں کہا جس پر جہاں زمان اور شارک کا قہقہہ بلند ہوا۔ وہیں نیہا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔ جیسے مووی میں کوئی اچھا جوک مارتا سن کر آتی ہے۔

دوسری اور لیزا نے اس بار نیہا کو گھورا۔۔ جیسے کہہ رہی ہوکہ تم ہماری ٹیم میں ہو یا انکی؟

جس کے جواب میں نیہا نے دونوں ہاتھ پھیلائے۔۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ میں تو آڈئینس ہوں۔

اب شاہد ایک بار پھر پیچھے کی جانب گیا۔۔ بال کو چوما اور گماتے ہوئے آگے بھاگتا آیا۔

انابیہ کا ہاتھ پسینے سے تر تھا۔ پانچ بالز تھیں اور ہر بال پر اب اسی طرح اسکا مزاق بننا تھا۔ بیڈ پر اسکی گرفت اب بلکل ڈھیلی تھی جیسے اب اسے اس بیڈ کو پکڑنے میں بھی کوئی انٹرسٹ نہیں۔ مگر مجبوری تھی۔ بالز پوری جو کرنی تھی۔

اس نے سامنے دیکھا جہاں شاہد اب بھاگتا ہوا لیزا کے قریب آیا اور بال اسکی جانب پھینکی۔ لیزا بیڈ پر چہرہ ٹکائے وہیں بیٹھ گئی۔ نیہا نے ایک بار پھر کین منہ میں لگایا۔

تمام لڑکوں کے چہرے پر مسکراہٹ اب بھی چپکی تھی جبکہ انابیہ۔۔

اس نے انہیں ڈھیلے ہاتھوں کے ساتھ بیڈ اوپر کیا مگر۔۔۔ ایک لمحے میں۔۔ بس ایک لمحے میں اسکے ہاتھ کی گرفت بیڈ پر مضبوط ہوئی۔۔ اسے ایک دباؤ محسو س ہوا اپنے ہاتھ پر کہ جیسے کسی نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھاہو۔ اب وہ ہاتھ بیڈ کو اونچا کر کے تیزی سے گماتا ہے۔ بال بیڈ پر آکر لگتی ہے اور اس بار زمین کی دھول نہیں، بلکہ فضا کا حصہ بنتی ہوئی اوپر جاتی ہے۔۔

لیزا کا منہ کھلتا ہے اور وہ بال پر نظر ٹکائے اب کھڑی ہونے لگتی ہے۔

نیہا کے منہ کا جوس ایک فوارے کی طرح باہر نکلتا ہے۔

لڑکوں کے چہرے سے مسکراہٹ ایک سکینڈ غائب ہوتی ہے اور آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہیں۔

جبکہ انابیہ بے یقینی سے منہ کھولے بال کو دیکھ رہی ہے۔۔

بال جو تیزی سے ہوا کی سی بلندی پر جاتی ہے اور اسی تیزی سے فارم ہاؤس کی دیوار کے بلکل پا س آکر گرتی ہے۔۔

سس۔۔۔ سکس؟؟؟ “ لیزا کی ہونٹوں نے بڑبڑاہٹ کی۔ "

سکس۔۔“ نیہا کین سائیڈ پر رکھتی کھڑی ہوئی۔ "

چھکا۔۔ “ زمان، شارک اور شاہد کی نظریں ایک ساتھ انابیہ پر گئیں جو " اب بھی حیرت سے منہ کھولے اس بال کو دیکھ رہی ہے۔

کیا تکا لگا ہے یار “ شارک نے بال اٹھا کر شاہد کی جانب پھینکتے کہا۔ "

ہاں تکے میں تو ماہر ہے یہ “ مسکرا کر مزاق اُڑانے والے انداز میں کہتا " وہ ایک بار پھر پیچھے ہوا۔۔

ایک بار پھر شاہد گیند گماتا ہوا تیزی سے آگے آیا۔ ایک بار پھر اسے ہاتھوں میں دباؤ محسوس ہوا۔

ایک بار پھر بیڈ گمایا گیا اور ایک بار پھر۔۔ گیند ہوا میں اُڑتی ہوئی گراؤنڈ کی حدود سے باہر گری۔

ایک با ر پھر سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

ایک بارپھر انابیہ کو اپنے وجود میں کرنٹ دوڑتا محسوس ہوا۔

فائنلی۔۔ انابیہ فارم میں آگئی “ لیزا نے مڑ کر نیہا کو دیکھتے کہا۔جس کے " چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیلی۔۔

اب وہ موووی نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ بلکہ اب وہ اپنی ٹیم کی سپورٹ میں کھڑی تھی۔

"لگتا ہے انابیہ غصے میں آگئی ہے۔۔ فاسٹ بال دے" زمان نے چیختے ہوئے کہا جس پر شاہد نے سر ہلاتے چیلنجنگ انداز میں انابیہ کی جانب دیکھا۔۔ یقیناً اب وہ مشکل گیند پھینکنے والا تھا۔۔

"گئی کام سے" دھیمی آواز میں خودکلامی کرتے ایک بار پھر اس نے اپنی پوزیشن سنبھالی۔ اب شاہد کچھ مزید پیچھے گیااور اسی تیزی سے آگے آیا۔

بال اس بار بہت سپیڈ سے بیڈ کی طرف بڑھی اور اسی سختی سے دباؤ بڑھا، بیڈ گوما۔

گیند اور بلے کے تیز ٹکراؤ پر ایک بار پھر۔۔ گیند ہوا کے سپرد ہوئی۔ پہلے سے زیادہ اونچی۔

اس بار منہ کھلنے کی باری تمام لڑکوں کی تھی۔ جبکہ لیزا اور نیہا کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ۔۔

"دو بالز میں۔۔ بارہ رن" لیزا نے مسکرا کر کہتے انابیہ کی جانب دیکھا۔ چہرے پر خوشی اوراُ مید جگمگا رہی تھی۔

جبکہ نیہا کی جانب سے اس بار بھرپور تالیاں سننے کو ملیں۔۔

"یس انابیہ۔۔ وی کین ون۔۔ یو کین ڈو اٹ" نیہا اب باقاعدہ نعرے لگانے لگی۔

جبکہ اب شاہد اور لڑکے چہرے کچھ سنجیدہ نظر آئے۔

"اسے اچانک کیا ہوگیا؟ ایک کے بعد ایک چھکا؟" شارک نے بڑبڑاتے ہوئے انابیہ کی جانب پرسوچ نظروں سے دیکھا۔ جو اپنی جگہ اب بھی حیران اور پریشان کھڑی تھی۔

"سوئینگ" زمان نے ایک بار پھر بلند آواز میں کہا جس پر سر ہلاتا شاہد اب پھر گیند پھینکنے کو تیار تھا۔

گیند اب سوئینگ ہوکر آتی ہے۔ دباؤ پھر بڑھتا ہے۔۔ بلا گومتا ہے۔۔ گیند سے ٹکراتا ہے اور بال ہوا میں۔۔

"ایک بال۔۔ چھ رن " ایک فاتحانہ مسکراہٹ لئے لیزا چیختی ہے۔۔ نیہا کی تالیاں اور نعرے بڑھتے ہیں۔۔

شاہد ایک بار پھر کسی نئی تکنیک سے گیند پھینکتا ہے۔۔ لیزا اور نیہا کی سانسیں رکتی ہیں۔۔ لڑکوں کی نظریں گیند میں ٹکتی ہیں۔۔

انابیہ ایک گہری سانس لیتی اپنی ہاتھوں کر دیکھتی ہے جہاں ایک بار پھر دباؤ آتا ہے۔ بلا گومتا ہے۔۔ بال سے ٹکراتا۔۔ بال اوپر جاتی ہے۔۔۔ پر اس بار بلندی کم ہوتی ہے۔۔

"کیچ۔۔ کیچ " شاہد اور شارک چیختے ہیں۔۔ زمان نگاہ گیند پر ٹکائے اب پیچھے کی جانب چلنے لگتا ہے۔۔ بال اب نیچے کا سفر طے کر رہی ہے۔۔ لڑکیوں کی سانسیں اب بھی رکی ہیں۔۔ زمان اب رکتا ہے۔۔ ہاتھ کی پیالی بناتا ہوا گیند پر نظر ٹکائے اسے اپنے چہرے کے قریب کرتا ہے۔۔ گیند اب زمان کے ہاتھ کے قریب آتی ہے اور۔۔

ہاتھ کے بلکل پاس سے ہوتی وہ تیزی سے زمین پر جالگتی ہے۔۔

"یس۔۔۔ ہم جیت گئے!! " چیختے ہوئے نیہا بھاگتی ہوئی آتی ہے اور انابیہ کو سختی سے گلے لگاکر گمانے لگتی ہے۔۔

"ہم۔۔ ہم جیت گئے؟ " خود کو حیرت سے نکالتی لیزا بھی اب بھاگتی ہوئی انابیہ اور نیہا کے گر بازو پھیلا کر ساتھ ساتھ گومنے لگتی ہے۔

"کیا زمان۔۔ اتنا ایزی کیچ تھا یار " شارک نے افسوس سے اسکے بازو پر مکا مارتے کہا۔

"پتہ نہیں کیسے مس ہوگیا۔۔ انابیہ کا لک چل گیا ہے بھئی آج " حیرت بھری نگاہوں سے انابیہ کی جانب دیکھتے کہا۔ جو خود بھی لڑکیوں کی گرفت میں گومتی ہوئی بظاہر مسکراتی، مگر اندر سے خوف اور حیرت میں ڈوبی ہے۔۔

جو ہوا وہ نارمل نہیں تھا۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں پر باقاعدہ گرفت محسوس کی تھی۔۔ ایسے جیسے کوئی اسے کھلا رہا ہو۔۔

مگر ایسا کوئی نہیں تھا۔۔

لیکن اب بھی۔۔ اب بھی وہ احساس اسے محسوس ہورہا تھا۔ اسکے ہاتھ ہولے ہولے کانپ رہے تھے اور اسکا وجود ٹھنڈہ ہورہا تھا۔۔

لڑکیاں اپنی جیت میں خوش لڑکوں کو چڑانے میں مصروف تھیں۔۔ لڑکے اسے انابیہ کا لک کہہ کہہ کر اور اپنی گزشتہ جیت گنوا گنوا کر جواب دے رہے تھے جبکہ وہ۔۔ کبھی مسکرا کر انہیں دیکھتی تو کبھی اپنے ہاتھوں کو۔۔ جو نامحسوس انداز میں کانپ رہے تھے۔۔

*****

" ہر جگہ ڈھونڈ لیا تمہیں اور تم یہاں بیٹھی ہو " لیزا نے کافی کا کپ اسکی جانب بڑھاتے کہا۔ وہ جو کسی گہری سوچ میں گم، سامنے دیکھ رہی تھی اسکی اچانک آئی آواز پر ڈر گئی ۔

" کیا ہوا؟ تم تو ڈر گئی" مسکرا کر اسکے ساتھ بیٹھتے کہا۔

" نہیں بس تم اچانک آگئی اس لئے۔۔" کافی کا گھونٹ لیتے اس نے جواب دیا۔

یہ رات کے دس بجے کا وقت تھا۔ پورے دن کے ہلے گلے اوررات کا کھانا کھانے کے بعد سب نے کافی پینے کی فرمائش کی جو کہ لیزا بہت اچھی بناتی تھی اس لئے وہ کچن چلی گئی۔ لڑکے اب لاؤنج میں بیٹھے ٹی-وی پر کوئی کرکٹ میچ دیکھنے لگے تھے۔ نیہااپنے موبائل میں مصروف تھی جبکہ وہ جو دن سے تنہائی چاہتی تھی اب موقع کا فائدہ اٹھاتی باہر لان میں لگے جھولے پر آبیٹھی۔ نظر سامنے سامنے اس جگہ تھی جہاں آج شام سب میچ کھیل رہے تھے۔ اسے اب تک سمجھ نہیں آرہا کہ سب کیسے ہوا؟ اور وہ رات۔۔ ایک بار پھر وہ رات ذہن میں تازہ ہوئی تھی اور اسی پل آتی لیزا کی آواز پر وہ ڈر گئی ۔۔

" آج تو تم نے کمال کر دیا۔۔ بہترین سے بہترین کھلاڑی بھی ایک ساتھ چھ چھکے نہیں مار سکتا اور تم نے اناڑی ہوکر یہ کارنامہ کرلیا؟ میں اب تک

بہت حیران ہو۔۔ کیسے کیا تم نے یہ؟ “ وہ ایکسائیٹڈ ہوتی اس سے پوچھ رہی تھی۔

پتہ نہیں۔۔ میں خود بھی نہیں جانتی یہ کیسے ہوا “ کپ کی سطح پر گولائی " سے انگلی پھیرتے اس نے سر جھکاتے کہا۔ لیزا نے دیکھا۔۔ وہ بہت الجھی الجھی لگ رہی تھی۔

شاید شارک ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمہارا لَک چلا ہے۔ ورنہ میچ کی تو تمہیں " الف بھی نہیں آتی “ کاندھے اچکا کر اس نے شرارتی انداز میں کہا جبکہ انابیہ نے اسکی بات سے اتفاق کرتے سر ہلایا۔

تم ٹھیک ہو انابیہ؟ میں نوٹ کر رہی ہوں ہم جب سے یہاں آئے ہیں تم بہت " چپ چپ رہنے لگی ہو “ اب کی بار وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔ انابیہ نے نظریں کپ سے ہٹا کر اسکے چہرے پر کیں۔ وہ اسکی یونیورسٹی کی فرینڈ تھی۔چار سال ساتھ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ بہت قریبی دوستیں بن گئیں تھیں۔ کزنز کے ساتھ پلین کئے ہوئے اس دو دن کی ویکیشن پر اسی لئے وہ اسے ساتھ لائی تھی کہ دونوں کی فیملیز بھی اب ایک دوسرے کو جانتی تھیں۔

اس وقت جو وہ محسوس کر رہی تھی کسی سے کہہ نہیں پارہی تھی مگر لیزا کسی نہیں تھی۔ وہ اسکی بیسٹ فرینڈ تھی۔ اس سے وہ کھل کر بات کر سکتی تھی۔ سب شئیر کر سکتی تھی۔

ایک بات بتاؤ “ کچھ سوچتے ہوئے اس نے کہا "

“ " پوچھو

کل رات میں نے کسے کال کی تھی؟ “ اسکے سوال پر لیزا نے کچھ " حیران ہوکر اسے دیکھا۔

تمہیں نہیں معلوم؟ “ انابیہ نے نفی میں سر ہلایا۔ "

مجھے کال کی تھی تم نے انابیہ۔۔ اپنی لوکیشن بھیجی اور میں نے وہ زمان " کو دی “ لیزا اسے عجیب نظروں سے دیکھتے کہہ رہی تھی۔

" لیکن لیزا۔۔ اس جگہ سگنل نہیں تھے۔ پھر میں نے کال کیسے کی؟ نیٹ کیسے چلا اور۔۔" وہ رکی۔۔

" اور؟ "

" اور مجھے کچھ یاد کیوں نہیں ہے؟" ایک بار پھر انابیہ کا سر جھک گیا تھا۔ ایک بار پھر لیزا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

" اگر تمہیں یہ یاد نہیں تو تمہیں کیا یاد ہے؟ " اور اس سوال پر انابیہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ لیزا ان آنکھوں میں واضح دیکھ سکتی تھی۔ ایک خوف۔۔ ایک ڈر۔۔ پر کس سے؟

" مجھے بتاؤ انابیہ۔۔ تمہیں اس رات کے بارے میں کیا یاد ہے؟ " اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے جیسے اس نے انابیہ کو حوصلہ دیتے سوال کیا۔ جبکہ انابیہ نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ آہستہ سارا قصہ اسے بتا دیا۔

وہ خاموش ہوئی تو لیزا کا قہقہہ بلند ہوا۔۔ وہ تالیاں مارتی ہوئی کھڑی ہوئی اور ملسل ہنستی رہی جبکہ انابیہ ویسے ہی خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔ وہی ہوا تھا جو اس نے سوچا تھا۔لیزا نے اسکی بات کا یقین نہیں کیا تھا۔ کرتی بھی کیسے؟ سب کچھ حقیقت سے کوسوں دور تھا۔

" تمہارا مطلب ہے تم سپر مین کی طرح ہوا میں اُڑ کر کھائی سے باہر آئی؟ وہ بھی کسی چمکیلی آنکھوں والی مخلوق کی بانہوں میں؟'' ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

" زبردست یار۔۔ کیا کمال خواب دیکھا ہے تم نے " تالیاں بجاتے ہوئے اس نے جیسے اسے داد کی۔

" وہ کوئی خواب نہیں تھا لیزا۔۔ یہ سب سچ میں ہوا ہے " اس نے روتی سی صورت بناتے کہا۔

" کچھ بھی سچ نہیں ہے ڈئیر۔۔ سچ یہ ہے کہ تم راستہ بھول گئی تھی۔ پھر تم نے مجھے کال کر کے وہاں آنے کا کہا۔ میں نے زمان اور شارک کو بھیج دیا اور جب تک وہ دونوں وہاں پہنچے تم ڈر کر بے ہوش ہوچکی تھی اور

یقینا اسی بے ہوشی میں تم نے یہ فینٹسی سے بھرپور خواب دیکھا ۔۔ سمپل “ کاندھے اچکا کرکہتی وہ جیسے سارے مسئلے ہی حل کر گئی۔

وہ خواب نہیں سچ تھا لیزا۔۔ اگر وہ خواب تھا تو ایسا کیوں ہے کہ مجھے " وہ خواب تو یاد ہے مگر اپنا راستہ بھولنااور تمہیں کال کرنا۔۔ کچھ بھی یاد نہیں مجھے؟ بھلایا تو خواب جاتا ہے نا؟ پھر میں حقیقت کیسے بھول گئی؟ “ کافی کا کپ جھولے پر رکھتے وہ اسکے سامنے کھڑے ہوکر سمجھانے والے انداز میں بولی جس پرلیزا نے آنکھیں گمائیں۔

کیونکہ تم نے اسے سچ مان لیا ہے۔۔ تم یہ ماننے کو تیار ہی نہیں کہ وہ " خواب تھا۔۔ تمہارے دماغ پر وہ اتنا سوار ہوچکا ہے کہ تم حقیقت سمجھنے لگی ہو اسے “ لیزا کے جواب پر اب اسے غصہ آیا۔

“تمہیں اتنا یقین کیسے ہے کہ وہ خواب تھا؟”

کیونکہ ڈئیر ۔۔ بقول تمہارے، تمہاری گاڑی درخت پر لگی تھی۔۔ جب " کوئی گاڑی درخت پر لگتی ہے تو اس پر کچھ نشانات پڑتے ہیں۔کوئی ڈیمیج ہوتا ہے مگر نہیں۔۔ جاکر پارکنگ میں اپنی گاڑی دیکھو،، ہلکا سا نشان نہیں ہے اس میں۔ جیسی گھر سے نکلی تھی بلکل ویسی ہی ہے۔۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ گاڑی کہیں نہیں لگی۔۔ یعنی وہ صرف خواب تھا“ اور لیزا کے جواب پر انابیہ لاجواب رہ گئی۔۔

وہ جو کہہ رہی تھی۔ وہ فیکٹ تھا۔ گاڑی بلکل ٹھیک ہے تو اسکا مطلب وہ واقعی کہیں نہیں لگی۔۔تو اسکا مطلب وہ واقعی خواب تھا؟

مگر۔۔ اتنا رئیل کیسے لگ سکتا ہے سب؟

تم فضول میں اس خواب کے بارے میں اتنا سوچ رہی ہو۔ اس لئے ذہن اُلجھ " رہا ہے تمہارا۔۔ اپنے ذہن سے یہ سوچیں نکالو ں اور جاکر سو جاؤ “ اسکے بازو پر ہاتھ رکھتے لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جس پر انابیہ نے بھی مسکرا کر مثبت انداز میں سر ہلایا۔۔

وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔ اسے واقعی زیادہ سوچنا نہیں چاہئے۔۔

ہمارا مووی دیکھنے کا پلین ہے پر میں سب سے کہہ دونگی کہ تم سونے ” چلی گئی ہو “

تھینکس “ دھیمی آواز میں کہا۔ "

اوک گڈ نائیٹ “ مسکرا کر کہتے لیزا پلٹی۔۔اورپلٹتے ہی اسکی مسکراہٹ " چہرے سے غائب ہوئی۔

اب چہرے پر ایک پریشانی سی تھی۔ اسی پریشان چہرے کے ساتھ وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔

جبکہ دوسری اور انابیہ اب کچھ مطمئن سی کافی کا کپ اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب جانے لگی۔

****

دن کے جاگتے کردار راتوں کو اکثر سوجایا کرتے ہیں بلکل ایسے جیسے دن کی کہانیاں راتوں کو خواب بن جایا کرتی ہیں۔

مگر رات کے جاگے کردار کبھی نہیں سوتے۔۔ جاگے رہتے ہیں بلکل ایسے جیسے رات کا اندھیرا، دن کے اجالے کو آہستہ آہستہ کھاتا رہتا ہے ۔۔

اِس گزری رات میں بھی کوئی ایسا ہی کردار جاگا تھا ۔۔

اِس گزری رات کے اندھیرے نے ایسا پَر پھیلایا ۔۔

کہ سب کی زندگیوں کا اُجالا اب آہستہ آہستہ اندھیرے کی نظر ہورہا تھا ۔۔

پر۔۔ ایسا ہوا کیا؟

*****

چاند مکمل آسمان پر چمک رہا ہے۔۔ انتہائی خوبصورتی کے ساتھ

وہ اپنی بڑی بڑی سرمئی آنکھوں سے اس چاند کو دیکھتی مسکرا رہی ہے-- چہرے پر ایک عجیب سا اطمینان ہے-ایسے جیسے یہ لمحہ اُسے بہت سکون دے رہا ہو- شاید وہ دے بھی رہا تھا-

مگر

خوشی اور سکون کی مُدت انسان کی زندگی میں بہت کم ہی ہوتی ہے یا پھر شاید انسان اپنی زندگی میں بہت کم ہی چیزوں سے خوشی یا سکون محسوس کرتا ہے--

بات احساس کی بھی ہے-- بات معیار کی بھی ہے

اور اِس وقت اسکے اندر کا احساس پرسکون اور خوشگوار تھا- شاید فضا کی خاموشی اور یہ اندھیرے آسمان میں ستاروں کے بیچ مکمل گولائی میں چمکتا چاند تھا جو اسکے چہرے کی مسکراہٹ کی وجہ تھا--

خیر وجہ جو بھی-- خوشی اور سکون تو ہوتا ہے چاہے مدت کم ہی کیوں نا ہو-

انابیہ، لیزا سے بات کرنے کے بعد واقعی مطمئن ہوچکی تھی اوریہ مسکراہٹ، یہ سکون اسکی اطمینان کا گواہ تھا-

وہ یہاں اپنی ویکیشنز انجوائے کرنے آئے تھے اور اس نے ایک دن اپنے وہموں کے ساتھ ضائع کر دیا تھا-

اب باقی بچا ہوا ایک دن وہ ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی- آج وہ کھل کر انجوائے کرنا چاہتی تھی- اسی لئے وہ اس چاند کو آہستہ آہستہ مدھم ہوتا دیکھنا چاہتی تھی وہ روشنی کو آہستہ آہستہ پھیلتا دیکھنا چاہتی تھی-

کتنا پرسکون نظارہ ہوتا ہے نا-- اندھیرے کے مٹنے اور روشنی کے پھیلنے کا

ایک عجیب سی امید جاگتی ہے-- ایک عجیب سا سکون محسوس ہوتا ہے

پر کیا ہر روشنی سکون لے کر آتی ہے؟

شاید نہیں--

اندھیرا اب مٹ چکا تھا۔ روشنی پھیل چکی تھی۔ سورج کے نکلنے میں ابھی کافی وقت تھا مگر وہ آج سب کو جلدی جگانے کے موڈ میں تھی۔

بس اسی لئے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی۔ ارادہ سب سے پہلے باہر لان میں جاگر تازہ ہوا کو محسوس کرنے کا تھا۔ اس کے بعد سب کو جگانے کا۔ چہرے پر سکون اور مسکراہٹ لئے وہ لان میں آئی۔ ٹھنڈی گھانس پر ننگے پیر چلتے اسے اپنے وجود میں ایک بار پھر سکون محسوس ہوا۔

لان کے بیچو بیچ آکر اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور چہرا آسمان کی جانب کرتے آنکھیں بند کیں۔

ہو ا سے اسکے بال اڑنے لگے، چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی، چڑیوں کی چہچہاہٹ نے اسے کانوں کو جیسے سکون سا دیا۔

کچھ دیر ایسے ہی ٹہلتے رہنے کے بعد وہ پلٹی۔۔ ارادہ اب سب کو جگانے کا تھا مگرسامنے کے منظر نے جیسے اسے مکمل طور پر اس خوبصورت خواب سے جگایا جسے وہ کچھ دیر پہلے محسوس کر رہی تھی۔

اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔۔ ہونٹ ایک دوسرے سے جدا ہوئے،ایک گہری سانس اندر کی جانب کھینچی اور۔۔ جیسے وہ سانس اندر ہی کہیں اٹک سی گئی۔۔

اسے اپنے قدم زمین پر دھنستے محسوس ہوئے۔ٹانگیں کانپنے لگیں۔

اور اگلے ہی لمحے اٹکی سانس ایک زورداز چیخ کی صورت میں خارج ہوئی۔

بھاری قدموں کو پوری اپنی پوری طاقت لگا کر اٹھاتے وہ تیزی سے اندر کی جانب بھاگی۔

اندر آتے ہی اسکا ٹکراؤ شارک سے ہوا۔ وہ گرنے کی والی تھی کہ اس نے انابیہ کو دونوں بازاؤں سے پکڑ کر سہارا دیا۔ لیکن انابیہ یہ سب محسوس نہیں کر رہی تھی وہ مسلسل پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ گردن موڑ کر باہر دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا نابیہ؟ تم چیخ کیوں رہی تھی؟ “ اسکی حالت دیکھتے ہوئے شارک " نے پریشانی سے پوچھا۔ انابیہ کہ ماتھے پر پسینے کے واضح قطرے تھے اور اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

وہ--- وہ “ دائیں ہاتھ کی انگلی سے باہر کی جانب اشارہ کرتی ہوئی وہ کچھ " کہنے کی کوشش کرنے لگی--

کیاہوا سب ٹھیک ہے؟ “ اب باقی سب بھی وہاں جمع ہوچکے تھے-- "

وہ-- وہ شاہد “ وہ اب بھی مسلسل باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔ "

کیا ہوا؟ کیا شاہد نے کچھ کیا ہے؟ “ زمان سے اس کے پاس آتے پوچھا۔ "

“ باہر--- وہ-- شاہد-- مر-- مرڈر ”

اور بس-- یہی کہنے کی دیر تھی کہ سب کے قدم باہر کی جانب بھاگے---

سب سے آگے زمان-- جس کی نظر لان کے ایک جانب پڑی اور اسکے قدم وہی رک گئے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ سب ہی کے قدموں کو سامنے کا منظر دیکھتے ہی بریک لگی۔

انابیہ ان سب سے پیچھے-- ایک بار پھر اسی منظر کو کانپتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

یہ منظر-- جو اسکی زندگی کا سب سے بھیانک منظر تھا۔

سامنے درخت کے نیچے شاہد کی خون میں لت پت لاش پڑی تھی--

لاش جس کی گردن کے درمیان کوئی سوراخ بنا تھا۔جس سے خون بہہ کر زمین میں جذب ہوتا جارہا تھا--

اُسکی آنکھیں مکمل کھلیں ہوئیں تھیں-- ایسے جیسے کچھ بہت خوفناک دیکھ لیا ہو--

اسکا چہرہ مکمل نیلا پڑا تھا-- جیسے اسے کوئی زہر دیا گیا ہو--

اسکے ہاتھ زمین پر پھیلے ہوئے تھے-- جیسے وہ ہمت ہار کر گِر گیا ہو۔

"شش۔۔ شاہد " نیہا چیختی ہوئی اسکی جانب بھاگی مگر زمان سے اسے پکڑ کر روک دیا۔ وہ ایک ریپورٹر تھا۔ جانتا تھا کہ اس وقت کسی کا بھی لاش کے قریب جانا ٹھیک نہیں ہے۔

نیہا اب اسکے بازؤں میں مچلنے لگی تھی۔

یہ دن اُسکی زندگی کا خوفناک ترین دن تھا۔

اس دن نے اسکی زندگی بدل کر رکھ دی تھی۔

یہ دن اس سے ساری روشنیاں چھین چکا تھا۔

آج بس اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

اور اُس اندھیرے میں۔۔ اُسکی محبت کی لاش

"شارک پولیس کوکال کرو " نظریں شاہد کی لاش پر ٹکائے، نیہا کو مضبوطی سے تھامے زمان نے کہا جس پرشارک آہستگی سے سر ہلاتے جیب سے موبائل نکالتے پلٹا۔ اور نظر سیدھا انابیہ پر گئی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

دونوں ہی کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

دونوں ہی صدمے سے چُور تھے۔

دونوں ہی کا وجود کانپ رہا تھا۔

کیسے نا کانپتا؟ وہ اپنے دوست کی لاش پر کھڑے تھے۔

******

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ نے موت پر صبر کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

بے شک انسان اللہ کی جانب سے آیا ہے اور اسے اُسی کی جانب واپس جانا ہے۔اس پر صبر آہی جاتا ہے۔

مگر۔ جب انسان ہی کسی دوسرے انسان کو اسکی جانب بھیج دے۔ تو ایسی موت پر صبر آسانی سے نہیں آتا۔ تب تک نہیں جب تک اُس انسان کو اپنے گناہ کی سزا نہیں مل جاتی۔

جگہ وہی تھی پر منظر بدل گیا تھا۔

شاہد کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے پولیس بھیج چکی تھی۔ قتل کی جگہ اب دوپولیس افسران ایک جانب کھڑے تھے۔ اس جگہ اب پولیس کے علاوہ کسی بھی انٹری منع تھی۔

فارم ہاؤس کے اندر آؤ تو لوگوں میں اب کچھ اضافہ ہوچکا تھا۔ ایک صوفے پر نیہا، شاہد کی والدہ زبیدہ عدیل کے گلے لگی رورہی ہے۔

دوسرے صوفے پر شاہد کے والد محمد عدیل کسی صدمے کی کیفیت میں نظر زمین پر ٹکائے بیٹھے ہیں۔ ساتھ زمان اور انابیہ کے والد فیصل ہمدانی، اور ان کے ساتھ شارک اور نیہا کے والد زبیر ہمدانی بھی سر پکڑے بیٹھے ہیں۔

شارک اور زمان ایک جانب کھڑے ہیں جبکہ انابیہ اور لیزا اندر کمرے میں۔۔

منع کیا تھا۔۔ میں نے منع کیا تھا کہ بچوں کو اکیلے اتنا دور نا بھیجیں۔۔ " مگر نہیں آپ نے بھیجا انہیں اور دیکھیں۔۔ دیکھیں عدیل میرا بیٹا ہمیشہ کے لئے دور چلا گیا “ مسلسل روتے ہوئے زبیدہ بیگم اپنے شوہر سے شکوہ کر رہی ہیں جوکہ اس وقت جیسے کچھ بھی سن نہیں رہے تھے۔

یہ سب کیسے ہوا؟ “ فیصل ہمدانی نے زمان کی جانب دیکھتے پوچھا۔ "

ہم نہیں جانتے۔ انابیہ کی چیخ سن کر ہم باہر آئے تو شاہد۔۔“ اس سے آگے " اس سے کچھ کہا ہی نہیں گیا اور آنسو جنہیں وہ روکنے کی کوشش کر رہا تھا تیزی سے بہنے لگے۔

اتنا بڑا حادثہ ہوگیا اور تم لوگوں کوپتا بھی نہیں چلا؟“ اس بار اسکی آواز " میں غصہ تھا جس پر شارک اور زمان، دونوں ہی نے گردن جھکا لی۔

وہ اندر ہی اندر خودکو قصوروار سمجھ رہے تھے۔

اب اگر انابیہ کے کمرے میں آؤتو انابیہ بیڈ پر بیٹھی ہے۔ آنسو خاموشی سے رخسار پر بہہ رہے ہیں جبکہ لیزا بیڈ کی دوسری جانب سرپکڑے بیٹھی ہے۔

" یہ سب کس نے کیا لیزا؟ " یہ سوال وہ جانے کتنی ہی بار کر چکی تھی اور ہر بار کی طرح لیزا نے افسوس سے اسکی جانب دیکھا کہ وہ بار بار یہ سوال کیوں کر رہی ہے؟ جبکہ وہ جانتی ہے کہ اسکا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔

" ہوسکتا ہے رات کو چور آئے ہوں؟ ایسے علاقوں میں تووارداتیں ہوتی رہتی ہیں نا؟ " ایک اور سوال ہوا۔

اور اس سوال پر لیزا نے اسکی جانب دیکھا۔

جا نے وہ خود کو سمجھا رہی تھی، تسلی دے رہی تھی یا جھوٹا دلاسہ۔۔

" چور چوری کئے بغیر نہیں جاتے انابیہ۔ خاص طور پر جب انہیں معلوم ہو کہ وہ پکڑے نہیں جائینگے" لیزا نے دھیمی آواز میں کہتے جیسے اسکی امید توڑی۔

" تو۔۔ پھر یہ کس نے کیا لیزا؟ " سوال ہوا۔ وہی سوال دوبارہ ہوا۔ لیزا اسکی آنکھوں میں خوف واضح دیکھ رہی تھی۔

کسی اپنے کی موت، کسی اپنے ہی کے ہاتھوں ہونے کا خوف

" یہ پولیس پتہ لگائے گی"

" پولیس۔۔ وہ کیا کر رہی ہے ؟ " ایک اور سوال ہوا۔ جس پر لیزا نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ باہر پولیس کیا کر رہی ہے؟ کیونکہ کسی نے بھی، ان سے کچھ بھی تفتیش نہیں کی تھی اب تک۔ تو پھر وہ کر کیا رہی ہے؟

باہر لان میں آؤ تو دو پولیس آفیسرز اب بھی اسی کونے میں کھڑے باتوں میں مصروف ہیں۔ ایسے جیسے کرنے کو کام کچھ نہیں۔۔اور باتیں بے شمار ہوں۔

" مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ہم اندر جاکر کسی سے تفتیش کیوں نہیں کررہے؟" ان میں سے ایک آفیسر نے کہا۔

" اوپر سے آرڈر ہے جب تک سینئر انوسٹیگیٹر آفیسر نہیں پہنچتے ہم کسی سے کوئی بات نا کریں“ دوسرے آفیسر نے جواب دیا۔

" تین گھنٹے ہوگئے وہ کب پہنچے گئے؟ “ پہلے کی جانب سے پوچھا گیا۔

" دوسرے شہر سے آرہے ہیں تھوڑا وقت تو لگے گا “ موبائل نکال کر وقت دیکھا۔

"“ پہنچنے ہی والے ہونگے

" ویسے یہ کونسے آفیسر ہیں جو دوسرے شہر سے اس کیس کے لئے آرہے ہیں؟“ تجسس سے پوچھا گیا۔

فارم ہاؤس کے سامنے ایک بلیک کرولا آکر رکتی ہیں۔۔

“ " تم نئے ہو اس لئے انہیں نہیں جانتے سلیم ۔۔ بڑی کمال پرسنیلٹی ہے

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلتا ہے اور بلیک صاف اور چمکتے بوٹ پہلے ایک پاؤں باہر نکلتا ہے۔

" ڈیسیپلین اور صفائی کا کیڑا “ مزاق اڑانے والے انداز میں کہا گیا جس پر انسپکٹر سلیم مسکرائے۔

اب وہ شخص گاڑی سے باہر نکلتا ہے۔ بلیک جینس، وائیٹ ٹی شرٹ پر بلیک کوٹ، دائیں کلائی میں رولیکس کی قیمتی گھڑی، سٹائیلش ہلکے براؤن بال جو دھوپ پڑنے کر گولڈن شیڈ دیتے ہیں، صاف سفید رنگت، کلین شیو اور آنکھوں میں گلاسس۔۔

" چلتے ہیں تو زمین کانپتی ہے۔۔ اور آواز جو سنے وہ گر جائے “ آفیسر اب کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے جبکہ انسپکٹر سلیم قہقہہ ۔۔

" اور کان ۔۔ “ ایک بھاری آواز پر جہاں سلیم کی ہنسی کو بریک لگتی ہے۔ وہیں دوسرا آفیسر خوف سے آنکھیں پھیلائے پلٹا

دونوں کی نظریں ایک ساتھ اس شخص پر پڑیں جو اپنی روب دار پرسنیلٹی کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھائے کسی طوفان کی طرح انکی جانب بڑ رہا ہے۔

طوفان جس کی لپیٹ میں وہ دونوں آنے والے تھے۔

سر ۔۔ “ دونوں نے سلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "

وہ اب انکے قریب پہنچا۔۔نظر اس انسپکٹر کی جانب تھی جو کچھ دیر پہلے اسکی تعریفوں کو پل بنا رہا تھا۔

میرے کانوں کے بارے میں کیا رائے ہے تمہاری انسپکٹر۔۔“ سوالیاں انداز " میں جملہ ادھورا چھوڑا۔۔

نظر اسکے چہرے سے ہٹا کر نام پر نہیں ڈالی جو اسکے سینے کے پاس لگے ٹیگ میں لکھا تھا۔

جاوید سر ۔۔ “ ان گلاسس میں بھی وہ اسکی آنکھوں کی سختی کو " محسوس کر سکتے تھے۔

مسٹر جاوید۔ میں بہت امپریس ہوا ہوں تمہاری گہری تجزیہ نگاری ہے۔ کیا " مجھے بتا سکتے ہوں کہ اس قتل کے معاملے میں تمہارا تجزیہ کیا کہتا ہے؟“ ایک اور سوال ہوا جس پر انسپکٹر نے تھوک نگلا اور کہنا شروع کیا۔

قتل انہیں میں سے کسی ایک نے کیا ہے سر۔۔ کیونکہ ہمیں کسی کے بھی " “باہر سے آنے کے کوئی نشانات نہیں ملے

زبردست۔۔ میں پوری رات بھی سوچتا تو کبھی یہ نا جان پاتا کہ قاتل انہیں " میں نے کوئی ہے “ طنزیہ انداز میں کہا جس پر سلیم نے اپنی مسکراہٹ روکنے کہ کوشش کی۔ جس پر اس انوسٹیگیٹر کی نظر اسکی جانب مڑی۔

تمہارا تجزیہ کیا کہتا ہے سلیم؟ “ وہی سوال ہوا مگر اس بار نام اسے معلوم " تھا۔۔ یقینا یہ نام انہیں کی باتیں سن کر معلوم ہوا ہوگا۔

سر قاتل ایک بہترین نشانے باز ہے۔۔ کسی پینسل جیسی گول ہر لمبی چیز " سے گردن کے بلکل بیچ وار کیا گیا اور پھر فوراً اسے نکال کر کہیں پھینک دیا گیا یا چھپا لیا۔پھر مقتول کو اسی جگہ چھوڑ کر وہ قاتل واپس وہی چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔۔ یہ میرا آئیڈیا ہے سر کیونکہ ایک ہی وار میں گردن کے بیچ وار کرنا بہت تیزی اور مہارت کا کام ہے جو کہ یقینا کوئی مضبوط اور بہترین نشانے بعض ہی کر سکتا ہے۔“ اسکی بات ختم ہوتے ہی

ایک مسکراہٹ اس انوسٹیگیٹر کے ہونٹوں پر پھیلی۔ یقینا وہ اس سے امپریس ہوا تھا۔

گڈ ورک۔۔ تم اس کیس پر میرے ساتھ رہوگے اور آپ۔۔“ گردن دوبارہ " انسپکٹر جاوید کے جانب مڑی۔

" آپ واپس جاسکتے ہیں۔ پوسٹمارٹم کی ریپورٹ آجائے تو ہمیں بتا دیجیئے گا “

یس سر “ مرجھائے انداز میں کہتا انسپکٹر جاوید اب باہر کی جانب بڑھتے " ہیں جبکہ سلیم نے اپنے سامنے کھڑے اس نئے انوسٹیگیٹر کی جانب دیکھا۔ جو اب بھی گلاسس لگائے ہوئے تھا۔

کیا بتانے کو کچھ اور بھی ہے؟ “ اور اسکے سوال پر سلیم کچھ حیران " ہوا۔۔ انہیں کیسے معلوم؟

“ یس سر۔۔ لاش کے پاس سے ہمیں کچھ ملا ہے۔۔ شاید وہ قاتل کا ہو ”

اور اسی کے ساتھ سلیم نے اپنی جیب سے ایک پلاسٹک پیپر میں لپٹی چیز اسکی جانب بڑھائی۔۔ جسے دیکھتے ہی اسکے چہرے پر ایک عجیب سی مشکوک مسکراہٹ آئی۔

چلو پھر۔۔ جاکر معلوم کرتے ہیں کہ یہ کس کا ہے “ اور اسی کے ساتھ وہ " شخص وہی روب دار اور تیز قدم اٹھائے اندر کی جانب بڑھا۔ جبکہ سلیم اسکے پیچھے۔

ایک بات پوچھوں سر“ سلیم کے کہنے پر وہ رکا۔ "

بدر۔۔ بدر اقبال “ سوال سے پہلے جواب دیتے وہ تیزی سے اندر بڑھا " جبکہ سلیم کی حیرت میں اضافہ ہوا۔ اسے کیسے معلوم کہ وہ نام پوچھنا چاہتا ہے۔

....

کچھ دیر بعد لان میں آؤ تو منظر اب بدلا ہوا ہے۔

یہاں موجو د تمام لوگوں کو کمروں میں بھیج دیا گیا تھا۔لان میں اب ایک صوفے پر بد راقبال ہاتھ میں ایک پین پکڑے بیٹھا ہے۔ اسکی دائیں جانب سلیم کھڑاہے جبکہ کونے میں پولیس اہلکار۔

تین لڑکیا ں اور دو لڑکے۔۔ لڑکوں سے شروع کرو “ بدر نے کہا جس پر " سلیم نے اُس اہلکار پر اشارہ کیا۔ جو اب اندر گیا اور جب واپس آیا تو اسکے ساتھ زمان تھا۔

سلیم نے اسے بدر کے بلکل سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سامنے بیٹھا اور اس شخص کی جانب دیکھا۔ عجیب روب تھا اسکی شخصیت میں، مگر عجیب وہ گلاسس سے تو اس نے فارم ہاؤس کے اندر بھی لگا رہے تھے۔

اپنے تعارف سے شروع کرو “ بدر نے کہا اور زمان نے آنکھیں بند کیں۔ " ایک گہر ی سانس لی

میرا نام زمان ہمدانی ہے۔ "

شاہد میرا کزن اور اس سے بھی بہترین دوست تھا۔

اُس دن ہم نے میچ کھیلا، اسکے بعد موویز دیکھیں اور پول میں کچھ ووقت گزار کر ہم اپنے کمروں میں چلے گئے۔

تھکن کی وجہ سے ہم سب ہی جلد گہری نیند سوگئے تھے۔ وہ کب اٹھا؟ کب باہر نکلا؟ ہمیں معلوم نہیں ہوا ۔

“ ہماری آنکھیں انابیہ کی چیخ سے کھلی تھیں۔ اور جب ہم باہر آئے تو۔۔۔

وہ کہتے کہتے خاموش ہوا۔ اس سے آگے کہنا اسکے لئے بہت مشکل تھا۔

کسی پر شک ہے آپکو؟ “ بدر کی جانب سے سوال ہوا۔ "

نہیں۔۔ “ فوراً نفی میں سر ہلایا۔ "

تو پھر اسے مارا کیوں ؟ کیا کوئی جھگڑا ہوا تھا؟“ اور اس سوال پر زمان " نے حیرت سے اسے دیکھا۔

وہ کزن تھا میرا، دوست تھا، ہم یہاں انجوائے کرنے آئے تھے جھگڑا " کرنے نہیں۔میں اسے کیوں مارونگا؟“

" یہی تو میں پوچھ رہا ہوں۔ باہر سے کوئی آیا نہیں اور اندر والوں میں نے ایک آپ بھی ہیں۔ تو آپ اسے کیوں مارینگے؟ موٹیو کیا ہے؟“ دائیں ہاتھ میں پکڑا پین انگلیوں کے بیچ مسلسل گول گول گماتے ہوئے پوچھا۔ جس پر زمان کے چہرے پر غصیلے تاثرات آئے۔

یہ معلوم کرنا آپکا کام ہے آفیسر۔ بنا کسی ثبوت کے آپ مجھ کر الزام نہیں لگا سکتے " “

" نیکسٹ“ کچھ دیر تک خاموشی سے اسے دیکھتے رہنے کے بعد بدر نے کہا۔ جس پر زمان وہا ں سے چلا گیا اوراب اس صوفے پر شارک بیٹھا تھا۔

" میرانام شارک ہمدانی ہے۔

شاہد میرا کزن اور میری بہن کا منگیتر تھا۔

کل پورا دن میچ کھیلنے، مووی دیکھنے اور پول میں جانے کے بعد ہم اپنے کمرے میں آکر سوگئے تھے۔

وہ آدھی رات کے قریب اٹھا تھا۔ میں نے پوچھا کہا ہوا تو کہنے لگا پیاس لگی ہے۔

پھر وہ پانی پینے چلا گیا اور میں سوگیا۔

اس کے بعد میری آنکھ انابیہ کی چیخ سے کھلی۔

ہم باہر نکلے تو انابیہ گھبرائی ہوئی اندر آرہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا ہوا تو اس نے باہر کی جانب اشارہ کیا۔ پھر جب ہم باہر گئے تو وہاں شاہد تھا۔ اسی حالت میں جس میں آپ لوگوں نے دیکھا “

” کسی پر کوئی شک؟ “

" نہیں “

" نیکسٹ “ اور اسی کے ساتھ شارک وہاں سے جاتا ہے اور اسکی جگہ لیزا آکر بیٹھتی ہے۔

" میرا نام لیزا ہے

میں اور انابیہ کالج کے فرینڈز ہیں۔ ایک دوسرے کے گھروں میں ہمارا آنا جانا ہے۔

اس دن میچ کھیلنے کے بعد ہم نے مووی کا پلین بنایا۔ مووی دیکھی اور پھر ہم پول میں چلے گئے۔ وہاں نے آکر ہم سوگئے۔

پھر آنکھ انابیہ کی چیخ سے ہی کھلی " لیزا کی بات ختم ہوتے ہی بدر نے الجھتے ہوئے اسے دیکھا۔

آپکی سکرپٹ میں انابیہ کا اٹھ کر جانا نہیں ہے؟ " اور بدر کے طنزیہ " سوال کر لیزا نے اسکی گلاسس میں چھپی آنکھوں کو گھورنے کی کوشش کی۔

یہ کوئی سکرپٹ نہیں حقیقت ہے سر۔۔ اور نہیں۔۔ انابیہ کے جاگنے سونے " کا ہمیں کچھ نہیں معلوم کیونکہ اسکا کمرا الگ ہے۔ اور ویسے بھی وہ ہم سب سے پہلے اپنے کمرے میں جاکر سوگئی تھی"

اوہ۔۔ تو انابیہ میڈم پورا وقت آپ لوگوں کے ساتگ نہیں تھیں؟" پین ایک بار " پھر اسکی انگلیوں میں گھوما۔

نہیں۔۔ اسے نیند آرہی تھی تو وہ مووی دیکھنے کے بجائے اپنے کمرے میں چلی گئی " "

"" اوک۔۔ تو کسی پر شک ہے آپکو؟

نہیں سر۔۔ یہاں کوئی ایسا نہیں کر سکتا " لیزا نے جس کانفیڈنس سے کہا۔ " بدر کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ آئی۔

پر کسی نے کیا تو ہے۔ قتل ہوا ہے اور آپ سب کے درمیان ہی ہوا ہے۔۔ " نیکسٹ " صوفے پر ہاتھ پھیلاتے اس نے کہا۔

اب اسکی جگہ انابیہ تھی۔

میرا نام انابیہ ہے۔ "

شاہد میرا کزن تھا۔ میں صبح باہر لان میں ٹہلنے گئی تھی تو میری نظر اس پر پڑی۔۔ میں چیخی اور باقی سب بھی میری چیخ سن کر وہاں آگئے"

وہ خاموش ہوئی تو بدر نے ایک آئیبرو اُٹھا کر اسے دیکھا۔

" بس۔۔؟ "

" جی۔۔۔ بس " انابیہ نے الجھتے ہوئے جواب دیا۔

" انٹرسٹنگ۔۔ تو آپ یہ نہیں بتائینگی کہ کل آپنے میچ کھیلا، پھر موووی دیکھی اور پھر پول میں وقت گزارنے کے بعد سونے چلی گئیں۔ "

" میچ کے بعد ہم نے کھانا کھایا تھا۔ پھر سب کا پلین مووی دیکھنے کا تھا مگر میں تھک چکی تھی۔ اس لئے میں کچھ دیر لان میں بیٹھی اور پھر اپنے کمرے میں سونے چلی گئی۔ "

" تو آپ پہلے لان میں بیٹھیں۔۔ کیوں؟ کچھ پلین کرنا تھا کیا؟ " معنی خیز سوال پر انابیہ نے اسکی جانب دیکھا۔

" میں لان میں کچھ وقت تنہا گزارنے کے لئے بیٹھی تھی۔ مگر لیزا آگئی۔ پھر ہم نے کچھ باتیں تھیں اور میں اپنے کمرے میں چلی گئی " اس بار اسکا لہجہ ایسا اٹل تھا کہ یہ واضح تھا کہ اسے بدر کا یہ طنزیہ لہجہ پسند نہیں آیا۔

" اپنے کمرے میں۔۔ باقی سب کمرا شئیر کر رہے ہیں سوائے آپ کے؟ آپ کا کمرا الگ کیوں ہے مس انابیہ " ایک بار پھر بدر کی انگلیوں کے بیچ پھنسے پین نے گولائی میں گومنا شروع کیا۔ چشمے کے پیچھے چھپی آنکھیں گہرائی سے اس لڑکی کا جائزہ لینے لگیں جو باقیوں کے مقابلے میں کچھ مختلف طبیعت کی معلوم ہوہی تھی۔

" کیونکہ مجھے نہیں پسند کہ کوئی میری پرسنل سپیس میں دخل اندازی کرے " اس بار انابیہ کا لہجہ بھی بدر اقبال ہی کے لہجے کی طرح کھرا، روب دار اور طنزیہ تھا۔ اور اسکا یہی انداز بدر کے چہرے پر مسکراہٹ لے آیا۔

گومتا پین رکا۔۔ صوفے پر پھیلے ہاتھ اب اسکی گود میں آئے۔۔۔ وہ سیدھا بیٹھا۔۔ پین صوفے پر رکھتے اسی ہاتھ سے آنکھوں سے آہستگی سے گلاسس ہٹائے۔

تھوڑا آگے جھکا۔ انابیہ کی حیرت سے پھیلتی آنکھوں کو دیکھتے ۔۔

یقین کریں۔۔ مجھے دوسروں کی پرسنل سپیس میں دخل اندازی کرنا بہت " پسند ہے " معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اس نے معنی خیز انداز میں کہا۔۔

لیکن دوسری اور انابیہ اسے سن نہیں رہی تھی۔۔ بلکہ وہ تو بس اسکی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ مسکراتی ہوئیں، گہری شفاف نیلی آنکھیں۔۔

اور یہ نیلی آنکھیں اسے کچھ یاد دلا گئی تھیں۔۔

ایک پل میں ہی اسے سب یاد آگیا تھا۔ جسے وہ اتنے گھنٹوں سے بھولی ہوئی تھی۔۔

نیکسٹ " بدر کی آواز پر وہ کسی ٹرانس میں اٹھی اور وہاں سے نکل " گئی۔ جبکہ اسے تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ وہاں سے چلی نا گئی۔

کچھ تھا اس لڑکی میں جو اسے ایٹریکٹ کر رہا تھا۔۔ پر کیا؟

انابیہ اب کمرے میں آتے ہی نیہا کو جانے کا اشارہ کرتے ہے اور خود باتھروم میں گھس جاتی ہے۔۔

اب لان کے اس صوفے میں نیہا بیٹھی ہے۔۔

جبکہ باتھروم میں انابیہ شیشے کے سامنے کھڑی ہے۔۔ جہاں اس رات کے مناظر اسکی آنکھوں کے سامنے چل رہے ہیں۔

وہ رات۔۔ وہ کھائی۔۔ وہ مخلوق۔۔۔ کرسٹل آئیز

وہ میچ۔۔وہ گرفت کا احساس۔۔ اور پھر یہ قتل

انابیہ کی آنکھیں کسی سوچ پر خوف اور حیرت سے پھیلتی ہیں۔۔ کیا یہ سب اس مخلوق نے کیا؟

میرا نام نیہا ہے۔ "

قتل ہونے والا میرا منگیتر۔۔ میری محبت تھا

اس رات وہ مجھ ہی سے ملنے آیا تھا وہاں مگر لیزا کے سونے کا انتظار کرتی خود بھی سوگئی" اسکی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو ؤں بہنا شروع ہوئے۔

انابیہ نے اب نلکا کھولا اور ہاتھ کی پیالی میں پانی پھر کر اپنے چہرے پر چھینٹا دیا۔

" میں سوتی رہ گئی اور وہ۔۔ اسے کسی نے مار دیا " الفاظ ہونٹوں سے نکلے اور اسکے آنسوؤں میں روانی آئی۔ بدر نے سلیم کو اشارہ کیا۔ جس کے پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔

ایک بار پھرانابیہ نے پانی کا چھینٹا چہرے پر مارا۔ ایسے جیسے اپنے چہرے کے ساتھ ساتھ دماغ میں آنے والی اس سوچ کو بھی دھو دینا چاہتی ہو۔

اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے پانی کا گلاس واپس رکھا۔

" میں آپکو زیادہ مشکل میں نہیں ڈالونگا۔ بس مجھے اتنا بتا دیں کہ کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ کس کا ہے؟ " بدر نے اب وہ پلاسٹک بیگ میں پڑی چیز اسکے سامنے رکھی جو انہیں لاش کے پاس سے ملی تھی۔

انابیہ نے ایک اور چھینٹا اپنے چہرے پر مارا۔

" یہ۔۔۔ یہ بریسلٹ " نیہا نے حیرت سے اس بریسلٹ کو دیکھتے اٹکتے ہوئے کہنے کی کوشش کی۔

"جی۔۔ یہ قاتل کا ہوسکتا ہے۔۔ کس کا ہے یہ ؟ " بدر نے ایک بار پھر سوال دہرایا۔۔ جس پر نیہا نے حیرت میں ڈوبی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"یہ۔۔۔

انابیہ نے ایک اور چھینٹا اپنے چہرے پر مارا اور دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتی سیدھی ہوئی۔۔ نظر سیدھا شیشے پر گئی جو اب صاف نہیں تھا۔۔۔

وہاں کچھ لکھا تھا۔۔۔ انابیہ کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلیں۔۔ چہرے سے پانی ٹپکتا ہوا اسکی شرٹ بھگا رہا تھا۔

مگر اسکی لال آنکھیں۔۔ لال خون سے لکھے الفاظ پر ٹکی تھیں۔۔

یہ انابیہ کا ہے " اور نیہا کے جواب پر بدر اقبال کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔ وہ لڑکی ؟؟؟

یو آر مرڈرر (تم قاتل ہو) " اور یہ الفاظ انابیہ کے جسم سے ساری جان نکال چکے تھے۔۔ وہ اگلے ہی لمحے زمین بوس ہوگئی۔

****

وہ ایک اندھیرے میں ڈوبی کالی رات ہے۔جسے اس جنگل نے خوفناک بنا رکھا ہے۔ اسی خوف کو اپنے پورے وجود میں لپیٹتی وہ تیزی سے ان درختوں کے بیچ بھاگ رہی ہے۔

مسلسل بھاگنے سے اسکی سانس پھول رہی ہے۔ پاؤں اب درد کرنے لگے ہیں مگر وہ رک نہیں رہی۔ وہ رک سکتی بھی نہیں تھی۔ گردن موڑ کر وہ پیچھے دیکھتی ہے جہاں اندھیرے میں ڈوبا ایک سایہ ہوا میں اڑتا ہوا تیزی سے اسکی جانب آرہا ہے۔ وہ اپنی رفتار بڑھاتی ہے مگر اسکے پاؤں اب ہمت ہارنے لگتے ہیں اور اچانک دایاں پاؤں مڑنے پر وہ منہ کے بل نیچے گرتی ہے۔

ایک سسکی کے ساتھ وہ اپنی پھولی ہوئی سانس کو ہموار کرتی اٹھ کر دوبارہ پیچھے دیکھتی جہاں وہ سایہ اب اسکے نزدیک آتا اسکے پورے وجود کو اندھیرے کی لپیٹ میں دے رہا ہے۔

خوف سے اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہیں۔۔

وہ سایہ اب اسکے زخمی پاؤں کے پاس رکتا ہے اور اپنا چہرہ آہستہ آہستہ اسکے چہرے کے قریب لاتا ہے۔

اٹھ کر بھاگنے کی طاقت وہ کھوچکی ہوتی ہے۔ اس لئے کانپتے ہاتھوں کی مدد سے وہ خود کو پیچھے کی اور گھسیٹتی ہوئی، خود کو اس سائے سے دور کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگتی ہے۔ جوکہ لمحہ لمحہ اسکے نزدیک آتا جارہا ہے۔

وہ اندھیرے میں ڈوبا چہرہ، اب اسکے چہرے سے ایک انچ کے فاصلے پر آکر رکتا ہے۔ انابیہ کا پورا وجود خوف سے کانپنے لگتا ہے۔

اب وہ سایہ آہستہ آہستہ اپنی آنکھ کھولتا ہے۔

آنکھیں جن سے روشنی نکلتی ہے۔

اور وہ روشنی، ایک سیدھی لائن کی صورت میں اسکے آنکھوں کی جانب بڑھ رہی ہے۔

وہ اپنی آنکھیں بند کر دینا چاہتی تھی مگر جیسے اسکا پورا وجود اسکے کنٹرول سے باہر تھا۔ وہ نا خود کو ہلا پارہی تھی اور نا اپنی آنکھیں جھپک پارہی تھی۔

وہ روشنی اس سائے کی آنکھوں سے کچھ کم ہوتی اب اسکی آنکھوں کو چھوتی ہے۔ اور اسی کے ساتھ اس سائے کا چہرہ اس پر واضح ہوتا ہے۔

یہ وہی تھا۔۔ وہی سفید چہرہ

وہی نیلی چمکتی آنکھیں۔۔ وہی نیلے بال

یہ وہی تھا جو اپنی آنکھوں کی چمک اسکی آنکھوں میں جیسے منتقل کر رہا تھا۔۔

اور پھر۔۔ اس نے اسکے نیلے ہونٹوں کو ہلتے دیکھا۔

بھاری، اونچی آواز میں اس نے دو الفاظ کہے۔

ویک اپ۔۔۔ " اور انابیہ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ "

اسکا ماتھا، گردن اور پورا وجود پسینے سے شرابور تھا۔

وہ سیدھی لیٹی، لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی۔ ایسے جیسے اسکی مسلسل مشقت سے اسکی سانس پھول گئی ہو اور اب وہ اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سرمئی آنکھیں چھت پر لگے پنکھے پر ہیں جوکہ چل نہیں رہا۔۔ پر وہ اسے پہچانتی تھی۔

" جاگ گئی تم؟ ٹھیک تو ہو؟ “ اسکی والدہ نے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے کہا۔ جس پر انابیہ نے اپنی خوف اسے پھیلی آنکھیں انکی جانب کیں۔

" کیا ہوا؟ کیا کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے؟“ اسکی آنکھوں میں خوف دیکھتے انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

" جج۔۔ جی “ اپنا سر ہلاتے اس نے اٹکتے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے شاہد کی موت کا بہت اثر لیاہے بیٹا۔ دیکھو کیسے بخار سے تپ رہی ہو “ شاکرہ ہمدانی نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔ جہاں پسینہ آنے کے باعث اسکے بخار میں اب تھوڑی کمی آئی تھی۔

" شکر ہے کچھ کم ہوا۔۔ چوبیس گھنٹوں سے تم بخار میں بے ہوش رہی ہو۔ میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں “ اسکا ماتھا چومتیں وہ اب وہاں سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلیں۔

انکے جاتے ہی اس نے اب اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔ یہ اسکا کمرا تھا۔ تو یعنی وہ لوگ فارم ہاؤس سے واپس آگئے۔

" کون ہے وہ؟ کیوں بار بار نظر آتا ہے مجھے؟“ وہ اب اس خواب کے بارے میں سوچنے لگی۔

" لگتا ہے تم نے ایک نئی ہابی شروع کی ہے۔۔ بار بار بے ہوش ہوجانے کی“ ایک طنزیہ آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔

اور اس آواز کے مالک کی جانب دیکھا جو سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدہ چہرا لئے اسے دیکھ رہا ہے۔

" ہاں۔ بیڈ پر لیٹے رہنے کا بہانہ مل جاتا ہے نا“ پھیکی مسکراہٹ لئے اس نے جواب دیا۔ جس پر شارک نے افسوس سے سر ہلایا۔

" تمہیں کیا ہوگیا ہے انابیہ؟ تم اتنے کمزور اعصاب کی تو نا تھی کہ بے ہوش ہوجاؤ؟“ شار ک کے ساتھ کھڑے زمان کے چہرے پر اپنی بہن کے لئے فکرمندی تھی۔ جانے اسے کیا ہوتا جارہا تھا؟

" اعصاب کمزور نہیں ہیں۔۔ بس واقعات خوفناک ہیں “ اس نے ایک بار پھر چھت کی جانب دیکھتے کہا۔

" شاہد کی اس طرح موت اور وہ منظر ہم سب کے لئے ناقابلِ فراموش ہے۔مگر ہمیں خود کو سنبھالنا ہوگا انابیہ۔۔ کیونکہ ہمارے اس طرح پریشان رہنے سے نا تو وہ واپس آئے گا اور نا ہی وہ منظر ہماری یاداشت سے مٹ سکے گا۔ اس طرح ہمت ہارنے سے بس ہمیں نقصان ہی ہوگا۔۔ اور میں تمہیں نقصان میں نہیں دیکھ سکتا " انابیہ نے اسکی جانب دیکھا۔ اسکا پیارا بھائی اپنی اکلوتی بہن کے لئے پریشان تھا۔ پھر نظر شارک کی جانب گئی جو بظاہر اسے بے تاثر چہرے سے دیکھ رہا تھا مگر اسکی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ اسے اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہے۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔۔ ہمیں ہمت سے کام لینا ہوگا۔ فکر مت کرو۔ میں کل تک دوبارہ تمہیں اس گھر میں گومتی نظر آؤنگی " ایک جاندار مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا جس پر ان دونوں ہی کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری۔

" گڈ۔۔ ممی تمہارے لئے سوپ لارہی ہیں۔ پی کر میڈیسن لے لینا اور آرام کرو " زمان کی نصیحت پر انابیہ نے مسکراکر سر ہلایا جس پر وہ دونوں اب واپس پلٹتے کمرے سے باہر چلے گئے۔ جبکہ انکے جاتے ایک بار پھر انابیہ کے چہرے کی مسکراہٹ خوف میں بدلی۔۔

وہ کسی کو کچھ بھی بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جو اس کے ساتھ ہورہا تھا کوئی اس پر کبھی یقین نہیں کرتا۔

پر وہ ہو تو رہا تھا؟ اب وہ کیسے کسی کو بتاتی کہ اسکی حالت کی وجہ شاہد کی موت نہیں۔۔ بلکہ وہ الفاظ ہیں جو اس نے اس آئینے میں لکھے دیکھے۔

ایک بار پھر اسے چھت پر خون سے لکھے وہ الفاظ نظر آئے۔ ایک بار پھر اسکی آنکھیں خوف سے پھیلیں۔۔

بے ساختہ اسکی گردن نفی میں ہلنے لگی۔۔

" مم۔۔ میں نے نہیں۔۔ آئی۔۔ آئی ایم ناٹ آمرڈرر " ان الفاظ کو دیکھتی وہ بڑبڑا رہی تھی۔

" چلو اٹھو۔۔ یہ سوپ پیو شاباش " ممی کی آواز ایک جھٹکے سے اسے جیسے کسی ٹرانس سے باہر لائی۔

اس نے فوراً اپنی ممی کی جانب دیکھا جو اب سائیڈ ٹیبل پر سوپ کی ٹرے رکھتی ہوئیں اسکے اٹھنے میں مدد دینے لگیں۔

اور پھر نظر دوبارہ چھت کی جانب کی--- جہاں صرف وہ رکا ہوا پنکھا تھا۔ کوئی الفاظ نہیں

....

تجھ سے دوری کا دکھ نہیں

تیرے بچھڑنے کا درد باقی ہے

تیرے ساتھ کی طلب نہیں

تیری محبت کا نقش باقی ہے

وہ ٹیرس پر کھڑی نیلے آسمان کی جانب دیکھ رہی ہے ۔ آنکھیں سوجی ہوئی اور اداس سی ہیں ۔ چہرا مرجھایا ہوا اور بال بکھرے ہوئے ۔ ۔

اسے جو بھی دیکھتا تو جان جاتا کہ وہ مکمل طور پر اجڑ چکی ہے ۔ ۔ شوخ سی زندگی انجوائے کرنے والی نیہا، اچانک مرجھایا ہوا وہ پھول بن گئی ہے جو اپنی تازگی ، خوبصوری اور خوشبوں سب ہمیشہ کے لئے کھو چکا ہے ۔ اب بچا ہے تو بس ۔ ۔ یہ وجود

تم جانتی ہو میں نے کبھی تمہیں اُس نظر سے نہیں دیکھا تھا ۔ ۔ پر آج " دیکھ رہا ہوں تو خود پر افسوس ہورہا ہے ‘‘ منگنی کی تقریب کے بعد جب سب کھانا کھانے میں مصروف تھے تو دونوں اسی ٹیرس پر کھڑے چاند دیکھ رہے تھے جب شاہد نے کہا تھا اور اسکی بات پر نیہا نے الجھ کر اسکی جانب دیکھا ۔

افسوس کیوں؟ ‘‘ اسکے دل میں ڈر جاگا۔ کہیں وہ اس منگنی سے ناخوش " تو نہیں؟

" افسوس اس بات کا کہ اتنے سال تم میرے سامنے ہی تھی پر میں نے تمہیں ایسے دیکھا نہیں۔۔ " اب شاہد نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔ نظر تیسری انگلی میں موجود چمکتے نگینے والی انگلی میں پر ٹکی تھی۔

" کاش کہ بہت پہلے یہ نظر تم پر ڈال دیتا تو یہ انگوٹھی بہت پہلے اس انگلی میں ہوتی اور آج تم یہاں نہیں، میرے گھر میں، میری دلہن بنی میرے سامنے ہوتی " نظر انگوٹھی سے ہٹا کر نیہا کے لال ہونے چہرتے پر گئی۔ جو اسکے الفاظ ختم ہوتے ہی بے ساختہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ کر رخ پھیر گئی۔

" یہ تم کس طرح کی باتیں کر رہے ہو؟" اپنی دلکش مسکراہٹ چھپائے وہ لال چہرے اور چمکتی آنکھوں سے چاند دیکھتی کہنے لگی۔

" اسی طرح کی باتیں تو منگیتر کرتا ہے " اب شاہد نے بھی رخ سیدھا کیا اور نظر آسمان پر چمکتے چاند پر ڈالی۔

بس اب جلدی سے شوہروں والی باتیں کرنے کا بھی موقع مل جائے تو زندگی کا مزا آجائے "

اور اب کی بار نیہا کے لئے وہاں کھڑا رہنا بھی محال ہوچکا تھا۔۔

" شاہد۔۔ تم۔۔ بد تمیز " اور اسی کے ساتھ وہ اسکے بازو پر مکا مارتی تیزی سے اندر کی جانب بھاگی جبکہ پیچھے شاہد کا قہقہہ گونج اٹھا۔

کسی گاڑی کے ہارن کی آواز اسے ماضی سے حال میں لے آئی۔

چہر ے پر بے اختیار پھیل جانے والی مسکراہٹ مرجھا گئی۔

آنسوؤں کا سیلاب ایک بار پھر اسکی آنکھوں سے بہنے کو تیار تھا۔۔

اور اسے نیہا نے روکا نہیں تھا۔ وہ خاموش آنسو اب چہرا بھگا رہے تھے۔

" تم کتنے بڑے جھوٹے ہو شاہد۔۔ مجھے دلہن بنانے کے بجائے، مجھے چھوڑ گئے۔۔ بے وفا ہو تم " دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپائے وہ اب رونے لگی۔

محبت زخم نہیں دیتی، محبت تو ایک خوشگوار احساس ہے۔۔ مگر جب وہ چھن جائے تو اس سے بڑا غم شاید کوئی نہیں

وہ بھی وہی غم سہہ رہی تھی۔۔

کسی نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

" خود کو سنبھالوں نیہا " امی کے آواز پر وہ انکے گلے لگے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

" میرے ساتھ اس نے ایسا کیوں کیا امی؟ کیوں چلا گیا وہ مجھے چھوڑ کر؟" وہ ہچکیوں کے درمیان سوال کر رہی تھی۔

" اسے کچھ مت کہو نیہا۔۔ وہ گیا نہیں ہے۔ اسے بھیجا گیا ہے۔ ہی از وکٹم " اور امی کے الفاظ پر اسکی ہچکیاں رکیں۔ فوراً ان سے الگ ہوکر انکی جانب دیکھا۔ جو اب اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو اسکے چہرے سے صاف کرتی ہوئیں مزید کہنے لگیں۔

" یہ رونے نہیں بلکہ سنبھلنے کا وقت ہے۔ تمہیں اسکے قاتل کو سزا دلوانی ہے بیٹا۔شاہد کو انصاف دلوانا ہے تو رونا بند کرو " اور امی کی بات پر اسے کچھ یاد آیا۔۔

" یہ بریسلٹ ہمیں شاہد کی لاش کے پاس سے ملا تھا۔۔ یہ قاتل کا ہوسکتا ہے " کانوں میں بدر کے الفاظ اور ذہن میں و ہ بریسلٹ روشن ہوا۔

" آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں امی " سر ہلا کر کہتے اس نے اپنے آنسو صاف کئے۔

" ہمیں اسکے قاتل کو سزا دلوانی ہے۔" ایک عزم سے کہتی وہ اب پہلے سے بہت بہتر لگ رہی تھی۔ ایسے جیسے اسے جینے کا نیا مقصد مل گیا ہو۔

" شاباش۔۔ جاکر فریش ہوجاؤ پھر کھانا کھاتے ہیں" امی کی بات پر وہ سر ہلا کر پلٹی۔۔ اور چہرے پر بے حد سنجیدہ تاثرات آئے۔

" انابیہ ۔۔ " بدر کو دیا اپنا جواب اسے ایک بار پھر سنائی دیا۔۔ تاثرات خطرناک حد تک سنجیدہ ہوئے۔

جانے وہ کچھ سوچ رہی تھی یا کوئی ارادہ کر بیٹھی تھی۔

****

یہ پولیس ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے کا منظر ہے۔ جہاں سامنے دیوار پر لگے وائیٹ بورڈ پرشاہد کی باڈی کی تصویر کے ساتھ ساتھ انابیہ،لیزا،نیہا،شارک اور زمان کی تصاویردائرے کی صورت میں لگی ہیں۔

ہر تصویر کے نیچے انکا ڈیٹا لکھا ہے اور درمیان میں ایک سوالیاں نشان بنا ہے۔

جبکہ اس بورڈ کے بلکل سامنے بلو جینس پرڈیپ مہرون شرٹ پہنے، میز سے ٹیک لگائے، دونوں ہاتھ میز کے کونوں پر ٹکائے، دائیں ہاتھ میں مسلسل پین گماتے وہ گہری نیلی آنکھیں اس بورڈ پر ٹکائے کھڑا ہے۔

کمرے کا دروازہ کھلتا ہے اور سلیم کافی کے دو کپ لئے اندر آتا ہے۔۔

کافی سر“ ایک کپ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "

تھینک یو “ نظر بورڈ سے ہٹائے بنا، گرم گرم کافی کا کپ اسکے ہاتھ سے " لیتے ایک گھونٹ بھرتے اس نے دھیمی مگر سنجیدہ آواز میں کہا۔

یقین نہیں آتا کہ ایک لڑکی، اتنے مضبوط شخص پر ایسا وار کر سکتی " ہے۔“ سلیم نے بائیں جانب رکھی کرسی پر بیٹھتے کہا۔

ضروری نہیں کہ وار اسی نے کیا ہو؟ ہوسکتا ہے کوئی اور ہو؟ “ بدر نے " ایک اور گھونٹ لیتے کہا۔

پر ثبوت اسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ وہ بریسلٹ ہمیں شاہد کے ہاتھ " “ کے پاس سے ملا تھا اور وہ انابیہ کا ہی ہے

بلکل، مگر ایک بات بتاؤ “ اب بدر نے اسکی جانب دیکھا۔ "

اگر یہ انابیہ نے کیا ہے تو پھر اپنا بریسلٹ اس نے کیوں نہیں اٹھایا؟ “ " بدر کی جانب سے سوال ہوا۔

کیونکہ اسے احساس ہی نہیں ہوا اس کے گرنے کا۔ اکثر جلدبازی میں مجرم “" ایسی غلطیاں کر جاتا ہے

رائیٹ۔۔ مگر کوئی بھی مجرم جب دوبارہ سب سے پہلے اس جگہ جاتا ہے جہاں اس نے جرم کیا ہو، تو دوسروں کو بلانے سے پہلے وہ ایک نظر ضرور ڈالتا ہے۔ ہر چیز پر کہ کہیں کچھ رہ ناگیا ہو۔ عجیب بات یہ ہے کہ شاہد کو سب سے پہلے دیکھنے والی انابیہ تھی اور اس نے شاہد کی جانب ایک بھی قدم نہیں بڑھایا جبکہ سیدھا اندر کی جانب بھاگی۔ جو کہ ایک نارمل انسان کا رئیکشن ہوتا ہے، کسی مجرم کا نہیں“ بدر کی بات پر سلیم نے شاہد کی تصویر پر نظر ڈالی۔ بریسلیٹ ٹھیک شاہد کے ہاتھ کے پاس گرا تھا۔ جیسے قتل کی وقت اس نے وہ اسکی کلائی سے نکالا ہو۔ اس بریسلٹ پر نظر پڑنا بلکل بھی مشکل نہیں تھا۔ اگر انابیہ قتل کر کے جلدی سے اندر چلی بھی گئی تھی تو صبح اسکے پاس بہت وقت تھا۔ وہ آرا م سے اسے دیکھ اور اٹھا سکتی تھی۔ کیا وہ اتنی بے وقوف تھی کہ اس نے دیکھنا بھی گوارہ نا کیا یا پھر۔۔ وہ واقعی پینک میں تھی؟

بات تو ٹھیک ہے آپکی مگر۔۔ “ سلیم نے نظر دوبارہ بدر کی جانب کی۔ "

میں جانتا ہوں کہ یہ بس ایک تھیوری ہے۔ ثبوت اسی کی جانب اشارہ " کرتے ہیں اور۔۔“ اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا۔ جانے وہ کس سوچ میں گم تھا؟

پوسٹ مارٹم کی ریپورٹ آگئی ہے سر “ سلیم نے اسے کچھ دیر خاموش " پایا تو کہا۔

قتل درخت کی کسی مضبوط شاخ سے کیا گیا ہے۔۔ ہے نا؟ “ اور بدر کے " سوال پر سلیم کو ایک بار پھر حیران ہونا پڑا۔ وہ شخص واقعی کمال کا تھا۔

جی۔۔ ڈاکٹر کو گھاؤ میں سے کچھ دھاگے نماشاخیں ملی ہیں جن سے ایسا " لگتا ہے کہ قاتل نے اسی درخت کی کوئی مضبوط ڈالی کو توڑ کر اس پر وار کیا۔ یہ بہت عجیب ہے “ سلیم اب کافی کا کپ میز پر رکھتے کھڑا ہوا۔

اس نے کچھ ایسا دیکھا تھا جوکہ بہت خوفناک یا شاکنگ تھا۔ اسی لئے " اسکی آنکھیں اس طرح کھلیں ہوئی ہیں اوریہ گھاؤ کا رئیکشن تھا کہ اسکے ہونٹ اس طرح نیلے تھے ۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں اس طرح کا قتل نہیں دیکھا۔ کوئی کسی ڈالی سے کیسے کسی کا قتل کرسکتا ہے؟ “ سلیم نے

الجھتے ہوئے بدر کی جانب دیکھا۔ جس کے چہرے پر دنیا جہان کی سنجیدگی تھی۔

یہ قاتل ہی بتائے گا " بدر نے کافی کا ایک اور گھونٹ لے کر، اسے میز پررکھتے سیدھے ہوتے کہا۔ جیسے وہ اب کوئی ارادہ کرچکا ہو۔

" آپکا مطلب ہے ؟ "

باڈی گھر والوں کے حوالے کردو۔۔ ہم تدفین کے فوراً بعد انابیہ کو کسٹڈی میں لے رہے ہیں " وہ اپنا فیصلہ سناتا تیزی سے اس کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ سلیم نے ایک بار پھر اس وائیٹ بورڈ پر لگی انابیہ کی تصویر کی جانب دیکھا۔

صاف رنگت، سرمئی بڑی آنکھیں، شولڈرکٹ سلکی ہلکے براؤن بال، کھڑی ناک، پتلے گلابی ہونٹ اور سمارٹ پرسنیلٹی کے ساتھ مسکرائی ہوئی انابیہ۔۔

کیا واقعی یہ قاتل ہے ؟ " سلیم نے خودکلامی کی۔۔ اتنی معصوم دکھنے والی، سنجیدہ مزاق کی یہ لڑکی کسی بھی اینگل سے قاتل نہیں لگتی تھی۔

اور شاید وہ قاتل تھی بھی نہیں۔۔

یا شاید۔۔ وہی تھی ؟؟

*****

آپکو بتاتے چلیں کہ ایک ہفتے پہلے شہر سے باہر فارم ہاؤس میں قتل ہونے والے " شاہد عدیل " کی پوسٹ مارٹم ریپورٹ آچکی۔ جسے پولیس نے خفیہ رکھا ہوا ہے۔

مزید اپڈیٹ یہ ہے کہ مقتول "شاہد عدیل" کی باڈی کل صبح انکے گھروالوں کے حوالے کر دی جائے گی اور ظہر کے وقت انکا نمازِجنازہ ادا کیا جائے گا۔تفصیلات کچھ دیر بعد دی جائیں گی "

کیمرے کی روشنی ریپورٹر کے چہرے سے ہٹتے ہی اس کے چہرے پر سنجیدگی اور غصیلے تاثرات ظاہر ہوئے۔ سامنے پڑے میز سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس نے ایک ہی گھونٹ میں پیا۔ ایک میک اپ آرٹس تیزی سے ہاتھ میں برش اور کٹ پکڑے اس کی جانب آتا ہے جسے وہ دایاں ہاتھ

اٹھا کر روک دیتا ہے۔ اب بائیں اور سے ایک اور شخص ٹی۔شرٹ اور جینس میں نمودار ہوتا ہے۔

" خود کو سنبھالو یار۔۔ ایسے کیسے کام چلے گا؟ " اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے اس شخص نے کہا جس پر اس نے سخت نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

" مجھے یہاں زبردستی بٹھا کر میرے ہی کزن کی رپورٹنگ کرنے کا کہا جارہا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں خود کو سنبھالوں؟ تمہیں ذرا بھی اندازہ ہے کہ یہ کتنا مشکل ہے میرے لئے؟" زمان نے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر میز پر مارتے کہا۔

میں سمجھ سکتا ہوں۔۔ مگر ہم مجبور ہیں۔باس نے کہا ہے کہ تمہیں ہی یہ رپورٹ کرنا ہوگا " "

" بلکل۔۔ مجھے ہی کرنا ہوگا کیونکہ جب میرے دوست نما کزن کی لاش میرے سامنے پڑی تھی۔ تو میرا فرض بنتا تھا کہ میں پولیس کے بعد سب سے پہلے اپنے چینل کو بلاتا تانکہ یہ تازہ خبر سب سے پہلے ہمارے چینل پرچلتی مگر میں نے ایسا نہیں کیا اور کوئی اور چینل اوپر آگیا۔۔ یہ غلطی ہے میری " زمان نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔ اسے اس قدر بے حسی پر غصہ آرہا تھا اور افسوس بھی ہورہا تھا کہ جس چینل کو اس نے چار سال دیئے وہ آج اسے اتنی اذیت سے گزار رہا ہے کہ اپنے کی دوست کی موت کی تازہ اپڈیٹ اسے دینی پڑ رہی ہے۔

" سوری یار۔۔ یقین کر یہاں موجود کوئی ایک شخص بھی یہ نہیں چاہتا۔ " اس شخص نے شرمندگی سے کہا۔ ابھی زمان نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ایک اسسٹنٹ بھاگتا ہوا ہاتھ میں کچھ پیپرز لے کر آیا۔

" تازہ خبر ملی ہے " پیپرز زمان کی جانب بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔ جس پر زمان نے اس شخص کی جانب غصیلی نگاہ ڈالی اور ایک بار پھر کیمرے کے سامنے اداکاری کرنے کے لئے خود کو کمپوس کرنے لگا۔۔

انابیہ کا بخار اب تقریباً اتر چکا تھا۔ وہ ٹی۔لاؤنچ میں مما اور بابا کے ساتھ بیٹھی نیوز چینل دیکھ رہی تھی۔ جہاں کچھ ایڈز کے بعد اب دوبارہ بریکنگ نیوز کی ہیڈ لائن نمودار ہوئی اور اس کے بعد زمان کا چہرا۔

وہ سمجھ سکتی تھی کہ زمان اس وقت کس اذیت کے گزر رہا ہے۔ چینل کے پریشر پر وہ یہ ریپورٹنگ تو کر ہی رہا ہے پر یقینا وہ اندر ہی اندر اس کیمرے کو توڑ دینے سے خود کو روکنے میں

مصروف بھی ہے۔ وہ سب اب نئی آنے والی اس نیوز کے منتظر تھے۔ میں انابیہ بھی ہاتھ میں گرم چائے کا کپ تھامے ٹی۔وی پر نظر ٹکائے بیٹھی ہے۔

آپکو بریکنگ نیوز دیتے چلیں کہ شہر سے باہر ایک فارم ہاؤس میں قتل " ہونے والے شاہد عدیل کی پوسٹ مارٹم ریپورٹ اور کچھ ثبوت ملنے کے بعد پولیس آفیسرز قاتل کو پتا لگا چکے۔ شاہد عدیل کو قتل کرنے والے کا نام ” انابیہ ہمدانی “ ہے ۔ “ اچانک سے زمان کے چہرے کا رنگ بدلتا ہے۔ آنکھیں غصے سے کھلتی ہیں جوکہ سیدھا انابیہ پر ٹکی ہیں۔

تم ہو قاتل۔۔ تم نے مارا ہے اسے۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا؟ کیوں کیا؟ کیوں " کیا؟؟؟؟؟ “ وہ اب باقاعدہ چیخنے لگتا ہے جس پر انابیہ کے ہاتھ سے گرم چائے کا کپ اسکے پاؤں میں گرتا ہے اور ایک درخراش چیخ اس لاؤنج میں گونجی ہے۔۔

شاکرہ ہمدانی تیزی سے اسکے پاس آتی ہیں۔ جبکہ وہ گھبرا کر پیچھے ہوتی ہے۔

میں نے نہیں کیا۔۔۔ میں نہیں۔۔ میں نے نہیں مارا اسے۔۔“ اپنے دونوں " ہاتھوں کو نفی میں ہلاتے وہ مسلسل روتے ہوئے کہہ رہی ہے جبکہ شاکرہ ہمدانی کی توجہ اسکے گرم چائے سے جلتے پاؤں کی جانب تھی۔۔

یہ کیا کردیا تم نے انابیہ۔۔“ وہ پریشانی سے گویا ہوتی ملازمہ کو آواز " دینے لگیں۔ جبکہ انابیہ اب بھی نفی میں سر ہلاتے کچھ کہہ رہی ہے۔

میں نے نہیں کیا ممی۔۔ یہ “ اب انگلی ٹی وی کی جانب اٹھاتی ہے جہاں " زمان کا چہرا اب بھی کچھ کہہ رہا ہے۔

" یہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔۔ میں نے نہیں کیا قتل "

کیا کہہ رہی ہو۔۔ خود کو سنبھالوں پورا پاؤں جل گیا ہے تمہارا " اب کی بار فیصل ہمدانی کے اسکے پاس آتے کہا۔

میں قاتل نہیں ہوں پاپا۔۔ زمان جھوٹ کہہ رہا ہے " اور اب وہ دونوں چونکے تھے۔ یہ انابیہ کیا کہہ رہی تھی؟ وہ اور قاتل۔۔

تم کیا کہہ رہی ہو انابیہ۔۔ زمان نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔ سنو اسے " فیصل ہمدانی نے اب ٹی وی کا والیم تیز کیا۔ جبکہ انابیہ نے ایک بار خوف سی پھیلی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔

ایک بار پھر آپکو بتاتے چلیں کہ پوسٹ مارٹم کی ریپورٹ اور کچھ ثبوت ملنے کے بعد پولیس مقتول شاہد عدیل کے قاتل کا پتا لگانے میں کامیاب ہوگئی۔ قاتل کا نام اور اسکی شناخت ابھی نہیں کی گئی پولیس کا کہنا ہے کہ کل مقتول کی تدفین کے بعد وہ تمام صورتحال سے آگاہ کردے گی اور قاتل کو بھی گرفتار کرلیا جائے گا " زمان ایک بار پھر نیوز دہرا رہا تھا۔ اور اس بار انابیہ نے کانوں نے وہی سنا تھا جو کہ وہ سچ میں کہہ رہا تھا۔۔

آؤچ ۔۔ " پاؤں پر کسی جلن کے احساس پر اس نے سسکتی لیتے نیچے دیکھا جہاں شاکرہ ہمدانی اسکے جلے ہوئے پاؤں پر کوئی مرہم لگارہی ہے۔

پتانہیں تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ دھیان ہی نہیں ہے کسی طرف بھی۔ سارا پاؤں جلا دیا۔۔ چلو اب جاکر آرام کرو اور خبردار جو تم نے شاور لیا۔ اسے پانی نہیں لگنے دینا۔ جاکر چپ کر کے لیٹ جاؤ " اسے سختی سے کہتیں وہ اب انابیہ کو سہارا دیتی اوپر اسکے کمرے کی جانب لے جارہی تھیں جبکہ انابیہ کو اب جلن کا احساس ہوا تو چلنا بھی محال بھی تھا۔

کچھ دیر بعد شاکرہ ہمدانی اسے اسکے کمرے میں چھوڑ واپس آئیں تو فیصل ہمدانی کو پریشانی میں پایا۔

کچھ دنوں سے انابیہ بہت عجیب بہیو کرنے لگی ہے " فیصل ہمدانی نے فکرمندی سے کہا۔

" ہاں۔۔ جب سے وہ واقعہ ہوا ہے۔ انابیہ حد سے زیادہ حساس ہوگئی ہے۔ ہر وقت ڈری سہمی رہتی ہے " شاکرہ ہمدانی بھی اس کے پریشان تھیں۔

" میرا خیال ہے ہمیں اسے کل تدفین پر نہیں لے کر جانا چاہئے "

" ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔ اسکا پاؤں بھی زخمی ہے اور اس حالت میں اسکا ناجانا ہی بہتر ہے " شاکرہ ہمدانی نے بھی ہامی بھری۔

" ٹھیک ہے ۔ تم ایک کام کرو، اسکی دوست ہے نا۔۔ لیزا۔۔ اسے یہاں اسکے پاس بلا لوں۔۔ وہ انابیہ کا خیال رکھ لے گی اور ہم تینوں وہاں چلے جائینگے " فیصل ہمدانی کے مشورہ دیا جب پر شاکرہ ہمدانی نے سر ہلاتے ہوئے موبائل اٹھایا اور اسے کل انابیہ کے پاس آنے کا کہا۔

*****

محبت زندگی میں رنگ بھر دیتی ہے۔ ایسی حسین رنگ کے انسان ان میں کھو کر رہ جاتا ہے۔

اور پھر وہی محبت زندگی سے ہر رنگ چھین لیتی ہے۔۔ ایسے کہ کھویا ہوا انسان، جاگ جاتا ہے۔

اور ایک بار جاگ جانے کے بعد۔۔ دوبارہ کھونے کا کوئی تصور بھی نہیں ہوتا

نیہا کے زندگی کے رنگ بھی چھین لئے گئے تھے۔۔ وہ بھی جاگ گئی تھی۔

آج وہ اپنی محبت کے وجود کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوتا دیکھ رہی ہے۔

آج وہ اسے الوداع کہہ رہی تھی جس کے ہمیشہ ساتھ رہنے کا کبھی وعدہ کیا تھا۔

آج وہ روئی نہیں تھی۔۔ بس آنکھوں میں نمی تھی جوکہ خشک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

اس نے ان نو دنوں میں اتنے آنسو بہالئے کہ اب اسکی آنکھوں کا پر آنسوجیسے خشک ہوگیا تھا۔ اور رہ گئی تو بس۔۔ نمی

لیکن اس نمی کے پیچھے ایک انتظار بھی چھپا تھا۔۔

اسکی محبت کے قاتل کو سزا ملنے کا انتظار۔۔

****

زمان اور شارک اس وقت شاہد کی قبر کے پاس کھڑے تھے۔ تمام مرد حضرات ان سے مل کر جاچکے تھے۔ پر وہ دونوں اب بھی وہیں تھے۔

" میں بہت شرمندہ ہوں شاہد۔ " زمان نے آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں سے کہا۔

" مت ہو۔۔ یہ تمہارا کام ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ تمہارے اوپر بھی چینل کا پریشر ہے " شارک نے اسے سمجھتے ہوئے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

" ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں اسکے ساتھ ہوئے حادثے لا فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ چھوڑ دوں نوکری " زمان نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

" جیسا تم سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم اسکی موت کا فائدہ نہیں اٹھا رہے بلکہ اگر تم چاہو تو اس نوکری کا فائدہ اٹھا سکتے ہو " اور شارک کی بات پر زمان نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔

" مطلب ؟ "

" مطلب یہ کہ اس طرح تمہیں اندر کی رپورٹ ملتی رہے گی۔ پولیس اور انوسٹیگیٹر کبھی بھی گھر والوں کو پوری بات نہیں بتاتے، جو چھپانا چاہتے ہیں چھپا لیتے ہیں اور جو بتانا چاہتے ہیں بتا دیتے ہیں۔ انکے اپنے بھی بہت چکر ہوتے ہیں۔ مگر تم سے کچھ نہیں چھپ سکے گا۔ تم لوگوں کی پہنچ

اندر تک ہوتی ہے تو اس طر ح تم شاہد کو انصاف دلانے میں مدد کر سکتے ہو“

شارک کی بات پر زمان نے مثبت انداز میں سر ہلایا۔

شارک ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ چینل کے بندے اور ایک ریپورٹر ہونے کی حیثیت سے وہ ہر معلومات حاصل کرنے اور انوسٹیگیٹ کرنے کا حق رکھتا تھا۔

وہ شاہد کو انصاف دلانے میں یقینا مدر کر سکتا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پولیس کا اس قاتل کا نام گرفتاری سے پہلے ڈسکلوز ناکرنے کے پیچھے بھی یقینا کوئی وجہ رہی ہوگی۔ “

"بلکل۔۔ ان کا شک ہم سب کی طرف ہی ہے۔ وہ اصل قاتل کو پکڑ بھی سکتے ہیں اور ہمیں پھنسا بھی سکتے ہیں “ اور شارک کی بات نے زمان کو ایک نئی شوچ دی۔

اسکے اندر کی شرمندگیاور غصہ اب ختم ہوچکا تھا۔۔

****

پوری رات اسکی درد میں گزری۔۔پاؤں کی جلن جیسے سب کچھ اسکے ذہن سے مٹا چکی تھی۔

کبھی آرام آجاتا تو کبھی رات بے خبری میں پاؤں ہلانے یا کمبل لگنے پر درد پھر جاگ جاتا۔

اسکی رات بھی اس درد کے ساتھ جاگنے میں ہی گزر گئی تھی۔ صبح سب شاہد کے گھر اسکی تدفین کے لئے گئے تھے جبکہ وہ اس جلن کو لئے اپنے کمرے میں لیٹی۔

دل کے کسی کونے میں وہ اس جلن کا شکریہ بھی ادا کر رہی تھی جس نے اسے وہاں ناجانے کا بہانہ دیا تھا۔

جو کچھ اسکے ساتھ ہورہا تھا۔ وہ شاہد کے وجود کو دوبارہ اس حالت میں دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

لیزا بھی صبح ہی اسکے پا س آگئی تھی۔ اس وقت وہ کچن سے اسکے لئے کھانا لینے گئی تھی۔

" لو۔۔ کھانا کھاؤ " ایک ٹرے ہاتھ میں لئے اس نے اندر آتے کہ اور اسکے پاس ہی بیڈ پر وہ ٹرے رکھی۔

" میرا دل نہیں چاہ رہا لیزا " ایک بار پھر اس نے انکار کیا۔

" بس۔۔ صبح سے تم یہی کہہ رہی ہو۔۔ ناشتہ بھی نہیں کیا اور اب کھانا بھی نہیں کھانا۔ کیا بھوکی مر جانا چاہتی ہو؟ " اس بار لیزا نے غصے سے کہا تو انابیہ نے ہار مانتے ہوئے بریانی کا ایک چمچ منہ میں ڈالا۔

" مزے کی ہے نا؟ " لیزا نے ایکسائیٹڈ ہوتے کہا جس پر انابیہ نے مثبت انداز میں سر ہلایا۔

" میں نے نہیں بنائی " اپنے جوک پر وہ خود ہی ہنسنے لگی جبکہ انابیہ بس دھیما سا مسکرائی۔

" کیا ہے یار۔۔ بور کرتی ہو تم بھی " اسے اتنا سنجیدہ دیکھتے اس نے کہا اورخود بھی کھانے میں مشغول ہوگئی۔

ابھی وہ دونوں کھانا ہی کھا رہی تھیں کہ ملازمہ نے دروازے پر ناک کیا۔

" جی کہئے ؟ " انابیہ نے اسکی جانب دیکھتے پوچھا۔

" وہ بی بی جی۔۔ نیچے پولیس والے آئے ہیں " اور اسکی بات پر ان دونوں نے ہی حیرانی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

" یہ یہاں کیوں آئے ہیں ؟ " انابیہ نے پوچھا۔

" پھر کوئی سوال جواب کرنے ہونگے۔ تم بیٹھو، میں دیکھتی ہوں " وہ کہہ کر اٹھی۔

" نہیں۔۔ وہ یہاں آئے ہیں تو یقینا سوال مجھ سے یا زمان سے کرنے ہونگے۔۔ میں بھی چلتی ہوں " وہ کہتی ہوئی اپنے زخمی پاؤں کے ساتھ بیڈ سے

اتری۔ لیزا نے اسکی ہیلپ کی اور کچھ دیر بعد وہ دونوں لاؤنج کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اس شخص کے سامنے تھیں۔

انابیہ نے دیکھا۔ آج اس نے گلاسس نہیں لگائے تھے۔ گہری نیلی آنکھیں اسی پر مرکوز تھیں۔ جبکہ اسکے ساتھ وہی انسکپٹر سلیم اور دو مزید پولیس آفیسرز بھی تھے۔

آپ جنازے میں نہیں گئیں مس انابیہ ؟ “ بدر نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "

جی نہیں۔۔ میرے پاؤں پر چوٹ لگی ہے “ اسکے جواب پر بدر نے انابیہ " کے پیروں کی جانب دیکھا۔ جہاں پٹی بندھی تھی۔

سنبھل کر چائے پیا کریں “ اس نے مشورہ دیا۔ مشورہ کے جس ہر وہاں " موجود ہر شخص ہی حیران ہوا۔ اسے کیسے معلوم کہ چائے گری ہے؟

ویل۔۔ عموماً لوگ خود پر چائے ہی گراتے ہیں۔۔ ایک انوسٹگیٹر اب اتنا تو " گیس کر ہی سکتا ہے “ سب کی سوالیاں نگاہوں کے جواب میں کہا۔ جس پر اپنی جگہ ہر کوئی اس سے تھوڑا امپریس ہوا۔

تو یقینا آپکو چلنے میں مشکل ہورہی ہوگی ؟ “ اس نے سوال کیا تھا یا بتایا " تھا؟ انابیہ سمجھ نہیں سکی پر سر ہلا دیا۔

پر مجھے افسوس ہے کہ آپکو تھوڑی اور ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے " ہمارے ساتھ چلنا ہوگا “ اور بدر کی بات پر لیزا اور انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

کیا مطلب ہے آپکا ؟ “ لیزا نے الجھتے ہوئے سوال کیا جس پر بدر نے کن " انکھیوں سے سلیم کی جانب دیکھا۔

جو اشارہ ملتے ہی دو قدم آگے بڑھااور انابیہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔

مطلب یہ کہ مس انابیہ، آپکو شاہد عدیل کے قتل کے جرم گرفتار کیا جاتا ہے " “

اور سلیم کے الفاظ انابیہ کے پیروں تلے زمیں نکال چکے تھے۔۔ اسے ایک بارپھر وہ الفاظ نظر آئے

یو۔ آر۔۔ مرڈر " اور پھر اس نے اپنے ہاتھوں کو ہتھکڑیوں کی قید میں " محسوس کیا۔۔

*****

جیل کی سلاخیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔

انسان کو قید کئے وہ مضبوطی سے اپنی جگہ ایسے کھڑی ہوتی ہیں کہ جیسے اس نے دنیا کا کوئی بہت بڑا معارکہ سر انجان دے دیا ہو۔

اب اسے کیا معلوم کہ انسان تو خود اپنے ہی دل و دماغ کی قید میں ہے۔ یہ وجود قید ہوبھی جائے تو سوچیں انسان کو دنیا کی سیر کروا دیتی ہیں۔

اسکی آنکھوں سے سامنے اندھیرا تھا۔۔ مکمل اندھیرا

پھر اچانک ایک سایہ اس اندھیرے میں لہرایا۔۔ وہی جانا پہچانا سایہ

جس سے اب اسے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔ شاید اسے اسکی عادت ہورہی تھی۔۔ اسی لئے جاگنے کے باجود اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

وہ سایہ اب اسے ان سلاخوں سے زیادہ بہتر لگ رہا تھا۔ جن کے بیچ وہ گٹنوں پر چہرا جھکائے، آنکھیں بند کئے بیٹھی ہے۔

اب وہ سایہ آہستہ آہستہ اسکے قریب ہورہا تھا۔ اور اس بار وہ اس سائے کو اپنے قریب ہوتا دیکھ رہی تھی۔

ایک نامحسوس سی کپکپی اسکے جسم پر طاری تھی۔ پروہ اتنی خوفزدہ نہیں تھی کہ اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتی۔

وہ اب اسکا سامنا کرنا چاہتی تھی۔ جو وہ چاہتا تھا۔ جو وہ کہہ رہا تھا، وہ تو ہوچکا۔۔ وہ قاتل بن کر جیل پہنچ چکی تھی تو اب وہ اور کیاکہنے آیا ہے؟

وہ یہ جاننا چاہتی تھی۔

وہ ایک بار پھر اسکے چہرے کے قریب آکر رکا۔ ایک بار پھر اس نے آنکھیں کھولیں

ایک بار پھر ان کرسٹل آئیز سے روشنی نمودار ہوئی۔ جو اسکے چہرے کو بھی واضح کر رہی تھی۔

وہی نیلے بال اور ہونٹ، وہی سفید رنگ اور وہی نیلی آنکھیں جنکی چمک آہستہ آہستہ کم ہوتی ہیں اور اسکے ہونٹ ایک بار پھر کچھ کہنے کے لئے ہلتے ہیں۔

" (لیٹ می ہیلپ یو (مجھے اپنی مدد کرنے دو "

او بی بی -- " پاؤں پر کچھ لگنے سے وہ اپنی آنکھیں کھولتی ہے۔ اسی " کے ساتھ وہ چہرا، اور وہ روشنی غائب ہوتی ہے۔ وہ کسی ڈرانس کی کیفیت میں سامنے کھڑی حولدارنی کو دیکھتی ہے۔

....

چلو، صاحب نے بلایا ہے " اسے کہتے وہ اب اسے باہر کی جانب " بڑھنے کا اشارہ کرتی ہے جبکہ وہ اپنی سوچوں میں گم سم اسکے پیچھے چلتی ہے-- اسکا کیا مطلب تھا؟

وہ اسکے الفاظ کے بارے میں سوچتی اب اس کمرے میں آتی ہے جوکہ انٹیروگیشن روم تھا۔ جہاں میز کے پاس رکھی ایک کرسی پربدر اقبال ہاتھ میں پین لئے بیٹھا ہے جبکہ اسکے سامنے رکھی کرسی پر وہ بیٹھتی ہے۔ جس کے آگے میز پر منرل واٹر کی بوتل رکھی ہے۔

اب آپکا پاؤں کیسا ہے مس انابیہ؟ " اس نے سنجیدگی سے انابیہ کی جانب " دیکھتے کہا۔ جبکہ انابیہ کی نظر اسکی آنکھوں پر ٹکی تھی۔ نیلی آنکھیں اسے ایک بار پھر اس کرسٹل آئیز والی مخلوق کی یاد دلا گئی جو ابھی ابھی اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔

مس انابیہ " دائیں ہاتھ سے میز پر دو بارناک کرتے ہوئے وہ جیسے " اسے ہوش کی دنیا میں واپس لایا۔

جی ؟ " انابیہ نے الجھتے ہوئے پوچھا۔ "

آپکا پاؤں کیسا ہے؟ " بدر نے گہری نظروں سے اس عجیب سی لڑکی کو " دیکھتے پوچھا-- جو جانے کس جہاں کھوئی ہوئی سی لگتی ہے۔

ٹھیک ہے " اپنے پاؤں کی جانب دیکھا جو اب بلکل بھی تکلیف نہیں دے " رہا تھا۔

" تو کیوں مارا آپ نے مسٹر شاہد کو ؟ " اگلے سوال پر انابیہ نے دوبارہ بدر کی اور دیکھا۔

" میں نے نہیں مارا " سنجیدگی سے جواب دیا گیا۔

" یہ آپکا ہی ہے نا ؟ " بدر نے اب پلاسٹک بیگ میں رکھا وہ بریسلٹ میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔ جسے دیکھتے ہی انابیہ کو حیرت ہوئی۔ یہ اسکا بریسلٹ تھا مگر یہ ان کے پاس کیسے آیا؟

" جی ہاں۔۔ مگر یہ آپکو کہاں سے ملا؟ " حیرانی سے پوچھا۔

" شاہد کی لاش سے " اور بدر کے جواب پر اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ بریسلٹ تو اس دن اس نے پہنا ہوا تھا اور اسکے بعد اسے ہوش کہاں تھا کہ بریسلٹ کا سوچتی یا اسے ڈھونڈتی؟ اسے لگا وہ کہیں گر گیا ہوگا پر۔۔ وہ شاہد کے پاس کیسے پہنچا؟

" میں نہیں جانتی یہ وہاں کیسے پہنچا؟؟ اس دن میں نے یہ پہن رکھا تھا اور مجھے احساس نہیں ہوا کہ یہ کب میرے ہاتھوں سے گرا؟ شاید تب جب پچھلی رات میں وہاں بیٹھی تھی" ان سے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

" اگر تب گرا ہوتا تو یہ شاہد کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اسکے پاس یا نیچے ہوتا۔۔ مگر یہ بریسلٹ اسکے ہاتھ میں تھا۔۔۔ جیسے اس نے قتل ہوتے وقت قاتل کے ہاتھ سے کھینچ کر نکالا ہو"

بدر کی بات پر اسے وہ الفاظ یاد آئے، پھر خود پر غصہ آیا۔

" میں نے نہیں کیا اسے قتل۔۔ ایک بریسلٹ کی وجہ سے آپ مجھے گرفتار نہیں کر سکتے اور نا ہی مجھ پر اس کے قتل کا الزام لگا سکتے ہیں " اب کی بار انابیہ کا انداز اتنا غصیلا تھا کہ بدر نے ایک آئیبرو اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھا۔ پھر کچھ سوچ کر دھیما سا مسکرایا۔۔

" ریلیکس۔۔ پانی پیجئے " ہاتھ سے پانی کی بوتل کی جانب اشارہ کیا۔ جس پر انابیہ نے گہری سانس لی اور میز سے بوتل اٹھائی۔ اسکا سر درد سے جیسے پھٹنے کو تیار تھا۔

پانی کی بوتل سیل تھی جسے اس نے ہاتھ سے کھولنے کی کوشش کی۔ پر ہاتھ میں وہ چبھ کر درد تو دے رہی تھی پر اپنی جگہ سے ہل نہیں رہی تھی۔

بدر خاموشی سے اسے بوتل کھولنے کی کوشش کرتا دیکھتا رہا۔

تھوڑی کوشش کے بعد انابیہ نے بوتل کے کیپ کو دانتوں کے بیچ پھنسایا اور اسے ہلانے میں کامیاب ہوگئی۔۔ پھر ایک گھونٹ میں اس نے آدھی بوتل خالی کی اور میز پر اسے رکھا۔

دیکھیں۔۔ " خود کو ریلیکس کرتے اس نے کہنا شروع کیا۔ "

میں نے اسے نہیں مارا۔۔ مجھے پھنسایا جارہا ہے " وہ جیسے اسے نرمی " سے سمجھانا چاہتی تھی۔

کون پھنسا رہا ہے آپکو ؟ " اور اس سوال کر اسے وہ کرسٹل آئیز والا " سایہ یاد آیا۔ مگر وہ اسے بتا نہیں سکتی تھی۔ یہ بات ایسی تھی ہی نہیں کہ ایک انوسٹیگیٹرکو بتائی جائے۔

کاش میں بتا سکتی " دھیمی آواز میں خودکلامی کی جوکہ بدر کے تیز " کانوں تک پہنچ گئی۔

آپ جو بھی جانتی ہیں مجھے بتا سکتی ہیں مس انابیہ " اس نے اس بار " اپنا لہجہ نرم کیا۔

کوئی میری با ت پر یقین نہیں کرے گا " بیچارگی سے کہتے وہ " مسکرائی۔ جیسے خود پر ہی ہنس رہی ہو۔

میں کرونگا۔۔" بدر اب آگے ہی جانب جھکا اسے دیکھتے ہوئے۔ "

میں آپکی ہر بات پر یقین کرونگا " اس نے جس سنجیدگی سے کہا۔۔ انابیہ " کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

یہ ٹرک مجھ پر نہیں چل سکتی مسٹر بدر۔۔ مجھ سے باتیں نکلوانے کے " بجائے، آپ اتنے ثبوت اکھٹا کریں جو مجھے قاتل ثابت کریں یا پھر آپکو " اصلی قاتل تک پہنچائیں

اور اب بدر کو انابیہ کے اندر وہی کانفیڈنس نظر آیا۔ جو پہلی بار بات کرنے پر نظر آیا تھا۔ اسے ایک بار پھر یہ لڑکی دلچسپ لگی۔ جو کبھی ڈرپوک لگتی ہے تو کبھی بہادر۔

" یہ کوئی ٹرک نہیں ہے میں۔۔۔ " ابھی وہ اپنی بات مکمل کر ہی نہیں پایا تھا کہ ایک پولیس حولدار اندر آیا۔

" سر۔ انکے وکیل آئے ہیں بیل کے لئے " اس نے کہا جس پر انابیہ نے سکھ کا سانس لیا۔ جبکہ بدر نے سر ہلا یا۔

حولدار کے جانے کے بدر نے دوبارہ انابیہ کی جانب دیکھا۔

" آپکی بیل ہو بھی جائے تو آپ شک کے دائرے سے باہر نہیں ہوتیں۔۔ پولیس آپکی جان نہیں چھوڑے گی اور دنیا آپکو ملزم نہیں مجرم ہی سمجھے گی " وہ سنجیدگی سے کہتا اب

اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

" یہاں صرف میں ہوں جویہ دیکھ سکتا ہوں کہ آپ نے قتل واقعی نہیں کیا۔۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ قاتل آپکے آس پاس ہے اور آپکو پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے "

بدر کے الفاظ پر انابیہ کو حیرت ہوئی۔۔ وہ اس پر یقین کیوں کر رہا ہے؟

" اگر قاتل اس میں کامیاب ہوگیا تو میں بھی آپکو سزاسے نہیں بچا سکونگا " اب وہ چلتا ہوا انابیہ کی کرسی کے پاس آیا۔۔

" لیکن آپ مجھے سب کچھ بتا کر خود کو بچا سکتی ہیں " وہ اب ایک ہاتھ میز پر ٹکائے اس پر تھوڑا جھکا۔۔

" آپکو مجھ پر یقین کیوں ہے ؟ " انابیہ نے حیرت سے اسکی گہری نیلی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔۔ جو سنجیدگی لئے اسی کو دیکھ رہی ہیں۔

" کیونکہ میری آنکھیں انسان کو پڑھنے کا ہنر رکھتی ہیں اور آپ مجھے اچھی لگی ہیں " بے حد سنجیدگی سے بہت ہی خاص الفاظ کہے گئے جو انابیہ کو مزید حیرت میں ڈال گئے۔ وہ اسے اچھی لگی ہے؟

اسکے حیران چہرے کو دیکھتا وہ مسکرایا۔۔ انابیہ کو محسوس ہوا۔ اسکی مسکراہٹ قریب سے بہت دلکش لگتی ہے۔

وہ اب سیدھا ہوا اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔ پھر دروازہ کھولتے ہوئے رکا۔۔

گردن موڑ کر ایک بار اس حیران لڑکی کی جانب دیکھا جسکی سرمئی آنکھیں اب بھی حیرت سے پھیلی ہیں۔۔

لیٹ می ہیلپ یو " یہ چار الفاظ بول کر وہ اس روم سے چلا گیا۔ "

مگر پیچھے بیٹھی انابیہ اپنی جگہ سن رہ گئی۔۔

لیٹ می ہیلپ یو " اسے اس مخلوق کی آواز میں کہے الفاظ اپنے کانوں " میں سنائی دیئے۔

لیٹ می ہیلپ یو " اسے بدر کے کہے الفاظ سنائی دیئے۔ "

اسے بار بار دو الگ الگ آوازوں میں کہے الفاظ سنائی دیئے۔۔

اسے آئینے میں لکھے الفاظ دکھائی دیئے۔۔

اسے گرفتاری کا منظر دکھائی دیا۔۔

اسے کرکٹ کے دوران ہاتھ میں گرفت محسوس ہوتی دکھائی دی۔۔

اسے کھائی سے بچنے کا منظر دکھائی دیا۔

لیٹ می ہیلپ یو " اسے ایک بار پھر دونوں آوازیں سنائی دیں۔ "

اور اسی کے ساتھ ذہن میں جیسے ایک دھماکہ ہوا۔۔

کیا وہ کرسٹل آئیز۔۔ واقعی اسکی مدد کر رہی ہیں یا وہ اسے فیوچر کے ا شارے دے رہی؟

*****

کیمرا۔۔ موجودہ وقت میں کیمرا انسان سے، انسان سے زیادہ قریب تر اور بہترین دوست ہے۔

انسان اپنا ہر مومنٹ اس کیمرے میں مسکراتے چہرے کے ساتھ قید کرلیتا ہے۔ پھر جب کبھی کوئی گزرا لمحہ یاد آئے۔تو کیمرے سے قید کی گئی ان خوشیوں کو، ان لمحات کو دیکھ کر مسکراتا رہتا ہے۔

دیکھا جائے تو ایسے وقت میں یہ کیمرا واقعی انسان کا سب سے بہترین اور قریبی دوست ثابت ہوتا ہے جو اسکے ہر لمحے کو ہمیشہ کے لئے تصویر کی صورت میں قید کر لیتا ہے اور وہ تصویر ہر لمحے انسان کی دسترس میں ہوتی ہے۔ وہ جب چاہے دوبارہ اس لمحے کو دیکھ سکتا ہے، یاد کر سکتا ہے۔

مگر بعض اوقات یہی کیمرا اپنی تمام تر روشنیوں کے ساتھ انسان کے وجود میں ایسا پڑتا ہے کہ وہ لمحہ انسان کی زندگی کا سب سے دردناک لمحہ بن جاتا ہے اور یہی کیمرا ان لمحات کو پوری زندگی کے لئے قید کر لیتا ہے۔

پھر انسان جتنا چاہے اسے بھولنا چاہے۔۔ جتنا چاہے اسے یاد نا کرنا چاہے

یہ کیمرا اس تصویر کو بار بار اسکی نظروں کے سامنے لاکر اسے وہ لمحہ یاد دلاتا ہے۔

اور انسان بار بار گزرا ہوا درد دوبارہ محسوس کرتا ہے۔

اسکی لائر اسکی بیل کروانے میں کامیاب ہوگئی تھیں۔ صرف ایک بریسلٹ کی بنیاد پر وہ اسے جیل میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ اور پھر وہ ہتھیار یا ڈالی جس سے قتل کیا گیا تھا وہ بھی پولیس کو نہیں ملا تھا تو اب۔۔ انابیہ اپنی لائر تانیہ، شارک اور زمان کے ہمراہ پولیس سٹیشن سے باہر نکل رہی ہے۔ ساتھ چلتے ان چار لوگوں میں سے بس تانیہ ہی تھی جو کہ مسلسل کچھ نا کچھ کہہ رہی تھی۔ کبھی وہ انابیہ کو یہ حوصلہ دیتی کہ وہ اسے بچا لے گی تو کبھی وہ اسے مختلف ہدایات دیتی۔ جبکہ شارک اور زمان پتھریلے تاثرات لئے خاموشی سے تیز تیز قدم اٹھاتے جلد ازجلد اس جگہ سے نکلنا چاہتے تھے۔

مگر پولیس سٹیشن میں جانا جتنا آسان ہوتا ہے وہاں نے نکلنا اتنا ہی مشکل۔۔

باہر قدم رکھتے ہی کیمرے کے کئی فلیشز نے انابیہ کے چہرے پر وار کیا۔ میڈیا ریپورٹر مائک ہاتھ میں پکڑے مکھیوں کی

طرح اس پر جھپٹ پڑنے کو تیار تھا جبکہ کچھ شارک اور زمان ان سب کو گھسیٹتے انابیہ کے لئے جگہ بناتے اسے کسی بھی طرح گاڑی تک پہچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

" مس انابیہ کیا یہ سچ ہے کہ آپنے ہی مسٹر شاہد کا قاتل کیا ہے؟ "

کیا آپ کو باعزت بری کیا گیا ہے یا کم ثبوتو ں کی وجہ سے پولیس کو چھوڑنا پڑا ؟ " "

" کیا آپکے پاس انہیں مارنے کا کوئی موٹیو تھا ؟ "

تمام ثبوت آپکے خلاف ہیں تو کیا کوئی آپکو پھنسا رہا ہے یا اسکے پیچھے آپکا ہی ہاتھ ہے ؟ " "

سوال پر سوال تھا۔۔ فلیش پر فلیش

اور زندگی میں پہلی بار انابیہ کی گردن جھکی تھی۔۔ زندگی میں پہلی بار اسے اپنا منہ چھپانا پڑا تھا۔

زندگی میں پہلی بارزمان اور شارک خود کو اس قدر بے بد محسوس کررہے تھے۔ وہ جلدی سے اس بھیڑ سے نکل کر گاڑی میں چھپ جانا چاہتی تھی پر یہ راستہ۔۔ یہ راستہ تھا کہ ختم ہی نہیں ہورہا تھا۔

سنا ہے مسٹر شاہد کی منگیتر نے آپکا نام لیا ہے تو کیا وہ جھوٹ کہہ رہی ہیں ؟ "

اور اس سوال نے انابیہ کے قدموں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ وہ اچانک رک گئی۔

حیرت اور بے یقینی اپنی آنکھوں میں لئے وہ اس ریپورٹر کو دیکھ رہی تھی جس نے یہ سوال کیا تھا۔

کیا آپ اس بات سے بے خبر تھی کہ مسٹر شاہد کی منگیتر نے آپکا " بریسلٹ پہچانا تھا؟ " اسکے اپنی طرف دیکھتا پاکر اس ریپورٹر کو ہمت ملی اور وہ ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے مزید سوالات کرنے لگا۔ جبکہ انابیہ کا وجود جیسے ہلنا ہی بھول چکا تھا۔

نو کوئسشنز۔۔ " زمان نے اس رپیورٹر کو آنکھیں دکھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہتے انابیہ کو دونوں بازؤں سے پکڑتے وہاں سے نکالنا شروع کیا۔۔ جبکہ رپیورٹر ایک دم ہی خاموشی سے پیچھے ہوگیا۔۔ کیسے نا ہوتا؟ وہ اسی کے چینل سے تھا۔

بڑے دھکوں کے بعد وہ انابیہ کو گاڑی تک پہنچانے اور وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

اس گاڑی میں اب ایک سناٹا سا تھا۔۔

**

گھر پہنچنے تک کسی نے بھی ایک دوسرے سے کوئی بات نا کی تھی۔ انابیہ گاڑی سے اترتے ہی امی کے گلے لگتے رونے لگی زمان سر جھکائے ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ فیصل ہمدانی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دینے لگے۔

سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔ فکر مت کرو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں " انابیہ اب " اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی زمان کی جانب دیکھتی ہے جس کا سر اب بھی جھکا ہوا ہے۔

اور یہ سر آج میری وجہ سے جھکا ہے " سوچتے ہوئی وہ اس سے " نظریں چراتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

میں۔۔ " شارک کی آواز پر زمان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نظروں میں " غصہ تھا کہ افسوس۔۔ وہ سمجھ نہیں سکا

میں شرمندہ ہوں " شارک نے فیصل ہمدانی کی جانب شرمندگی سے " دیکھتے کہا۔

جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔۔ میری بیٹی گھر آگئی ہے میرے لئے یہی بہت ہے " " دھیمی آواز میں کہتے وہ بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

اگر ہمیں پہلے معلوم ہوجاتا۔۔ " زمان نے کہنا شروع کیا جس پر شارک " نے اسکی جانب دیکھا۔

غصہ، ناراضگی اور افسو س۔۔ سب کچھ تھا وہاں

تو آج انابیہ کو یہ سب فیس نہیں کرنا پڑتا " اپنی بات مکمل کر کے وہ " بھی تیزی سے اپنے کمرے کی جا نب چلا گیا۔

اب شارک اس لاؤنچ میں اکیلا تھا۔ پھر کوئی خیال آتے اس نے باہر کا رخ کیا۔

انداز میں اب بے تحاشہ غصہ تھا۔

وہ اپنے کمرے میں آئی تو لیزا بے چینی سے اسکے پاس آئی۔

تم ٹھیک ہو انابیہ ؟؟ " وہ فکرمندی سے گویا ہوئی۔ "

مجھے تنہائی چاہئے لیزا " دھیمے انداز میں کہتے وہ بیڈ پر بیٹھی۔ "

تمہیں اس وقت دوست کی ضرورت ہے انابیہ۔۔ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں " جاؤنگی " وہ اب اسکے ساتھ بیٹھی، اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے کہنے لگی۔

میں انسانوں کی جس بھیڑ سے گزر کر آئی ہوں نا لیزا ۔۔ " انابیہ نے اب " اپنی سرمئی نم آنکھوں سے لیزا کی جانب دیکھا۔ کتنا درد تھا ان آنکھوں میں۔۔

اور لیزا جانتی تھی کہ یہ کسی قتل کے الزام نہیں۔۔ بلکہ میڈیا کی وجہ سے ہونے والی بدنامی کی وجہ سے ہے۔

میں نے انسانوں کے خوفناک چہرے دیکھ لئے ہیں۔۔ "

اور اب۔۔ اب مجھے اپنے آس پاس انسان نہیں۔۔ بس تنہائی چاہئے " اسکے چہرے سے نظر ہٹا کر وہ اٹھی اور کھڑکی کے پاس جاکھڑی ہوئی۔۔ نظر صاف نیلے آسمان پر تھی۔

پلیز۔۔ " التجائی لہجہ تھا۔۔ لیزا جانتی تھی کہ اس وقت واقعی اسے صرف " اور صرف تنہائی ہی چاہئے۔ اس لئے وہ خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔

****

" یہ تم نے کیاکیا ہے ؟ “ اس کے کمرے آتے ہی اس نے اونچی اور غصیلی آواز میں سوال کیا۔ جس پر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی نیہا نے پلٹ کر بے تاثر چہر ے سے اسے دیکھا۔

" کیا کیا ہے میں نے ؟ “ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کیا پوچھ رہا ہے پر پھر بھی انجان بنتے پوچھا۔

" تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں “ وہ دوقدم مزید اسکی جانب بڑھا۔ آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں اور اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ نیہا کو ان شعلوں میں جلا دیں۔

" میں نہیں جانتی تم کیا پوچھ رہے ہو۔ جو پوچھنا ہے صاف صاف پوچھوں “ اس پر کسی بھی شعلے کی تپش کا کوئی اثر نہیں ہورہا تھا۔

" تم نے انابیہ کے خلاف گواہی تھی۔۔ا ور ہمیں بتایا تک نہیں “

" میں نے گواہی نہیں دی۔ بس اس بریسلٹ کے اونر کا نام بتایا اور وہ انابیہ کا ہی تھا۔ “ وہ مکمل کانفیڈنس سے، اسکے غصے کی پرواہ کئے بنا جواب دے رہی تھی۔ جس پر شارک کو مزید غصہ آیا۔

" اس ایک نام کی وجہ سے وہ انابیہ کو گرفتار کر کے لے گئے۔۔ میڈیا نے پوری دنیا میں اسکا تماشہ بنا دہا اور تم اتنی پرسکون ہو؟ “ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے وہ حیرت اور غصے لے ملے جلے احساسات سے کہہ رہا تھا۔

" اگر وہ قاتل ہے تو ہاں۔۔ میں پرسکون ہی نہیں بہت خوش بھی ہوں اور میں۔۔“ اب نیہا اسکی آنکھوں میں دیکھتی ایک قدم آگے بڑھی۔

" میں اسے سزا دلوا کر ہی سکون کا سانس لونگی“ اور نیہا کا انداز اسے مزید حیران کر گیا۔۔

" صرف ایک بریسلٹ کی وجہ سے تم نے اسے قاتل مان لیا نیہا؟ وہ انابیہ ہے۔۔ انابیہ کبھی کسی کا قتل نہیں کرسکتی“

" میں اسے قاتل نہیں مانتی پر وہ شک کے دائرے میں آتی ہے۔۔ اور اسکا اس دائرے میں آنا ہی میرے دل میں اسکے لئے نفرت پیدا کرنے کے لئے کافی ہے " اسکی بات پر شارک کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

" یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے نیہا۔ کسی کو صرف شک کی بنیاد پر تکلیف پہچانا یا بدنام کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ " اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نیہا کو جھنجھوڑ ڈالے۔۔ وہ جس طرح کی باتیں کر رہی تھی؟

" انصاف نہیں پر انصاف تک پہنچائے گا ضرور۔۔ میری محبت کا قتل ہوا ہے شارک اور میں۔۔ " اب نیہا کا اندازچیلنجنگ تھا۔

" میں اسے انصاف دلانے کے لئے کئی ناانصافیاں کر سکتی ہوں " اپنی بات مکمل کر کے رخ دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل کی جانب کر گئی۔ جبکہ شارک اسے حیرت اور غصے سے کچھ پل دیکھنے کے بعد پلٹا۔

وہ تیزی سے اس کمرے سے نکلنے والا ہی تھا کہ نیہا کے اگلے جملے نے اسکے قدم روک دیئے۔

" تم انابیہ سے محبت کرتے ہو " الفاظ اسکے جسم کو جیسے جما گئے۔ وہ ہل نہیں پایا۔۔ نا پلٹ کر اسے دیکھا نا آگے بڑھ سکا۔

" اگر میری جگہ تم ہوتے۔۔ تو تم بھی اپنی محبت کے لئے کسی کی بھی محبت قربان کردیتے " وہ کہہ کر خاموش ہوچکی تھی

شارک کے قدموں میں جیسے جان آئی۔ اسکے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھے۔

جو بات وہ خود سے کہنے سے بھی ڈرتاتھا۔۔ وہ بات آج نیہا نے کہی تو دل نے اقرار کے نعرے لگانے شروع کردیئے تھے۔ جیسے دل انتظار میں تھا کہ یہ الفاظ ادا ہوں اور وہ لبیک کہے۔۔

آج اسکے اور اسکے دل کے درمیان لگا یہ پردا، جس اسکی محبت کو چھپا رکھا تھا۔۔ اتر گیا

آج اس نے محبت کو دیکھ لیا تھا۔۔ آج محبت کے وجود کو اس نے مان لیا تھا

آج جب محبت پر لبیک کہا جاچکا تھا تو اب... اب وہ اس محبت کے لئے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھا۔

پھر چاہے اسے اپنی ہی بہن کے خلاف کیوں نا جانا پڑے۔۔

محبت یہی تو کرتی ہے۔۔ خوف غرضی

جو آج نیہا میں تھی۔۔ جو اب شارک میں آگئی

****

اس نے موبائل آف کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور رخ دوبارہ کھڑکی جانب کیا۔۔

ہر چینل اسی کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

سوشل میڈیا پر اسکی تصاویر کے ساتھ لوگ تبصرے کر رہے تھے۔

بس کچھ گھنٹوں نے دنیا کے بدصورت چہرے اس پر ظاہر کر دیئے تھے۔

کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ حق انہیں خود اس لڑکی نے دیا ہو۔۔ یا پھر۔۔ کسی نے چرایا ہو

وہ اس وقت ایک ساتھ کئی تکالیف۔۔ کئی مشکلات اور کئی پہیلیوں سے گزر رہی تھی۔۔

ایک جانب وہ کرسٹل آئیز۔۔ جو اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں

دوسری جانب شاہد کا قتل۔۔ جس کا شک اسی پر تھا

تیسری اور یہ میڈیا۔۔ جس نے اس پر زندگی کردی تھی۔

چوتھی اور گھروالے۔۔ جن کی تکلیف اور اس شرمندگی کی وجہ وہ بنی تھی۔

اور آخری وہ آفیسر بدر۔۔ جو جانے اس کی مدد کیوں کرنا چاہتا تھا؟

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔ دوپہر سے اس نے نا کچھ کھایا تھا نا ہی اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔

وہ تنہائی چاہتی تھی اور سب نے اسے وہ دی تھی۔۔ وہ جی بھر کے رو چکی تھی تو اب بس وہ سکون سے ان تمام مسئلوں کو سوچ رہی تھی۔۔

ایک گہری سانس لیتی وہ پلٹی اور بیڈ پر آکر بیٹھی۔ جس کی سائیڈ ٹیبل پر ملازمہ چائے کا کپ رکھ کر گئی تھی۔۔

اس نے چائے کا کپ اٹھاکر چائے پینا شروع کی۔ کپ خالی کر نے کے بعد ا س نے سر دردکی گولی لی اور لیٹ گئی۔

اس وقت وہ اپنے دماغ کو اس درد اور سوچوں سے آزاد کر کے سلا دینا چاہتی تھی۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ آرام ملنے سے ہی وہ کچھ بہتر سوچ سکتی ہے۔ شاید کوئی راستہ نکال سکتی ہے۔

رات کا اندھیرا چاروں اور پھیل چکا تھا۔۔ لان کے ایک درخت کے ساتھ کوئی شخص کھڑا تھا۔۔

وہ آہستہ آہستہ اسکی جانب قدم بڑھا رہی ہے۔۔

کون ہے ؟ " اس نے سوال کیا مگر وہ پلٹا نہیں۔۔ ایسے ہی درخت کی " جانب رخ کئے، وہ کھڑا رہا۔

اس کی نظر اب اسکے ہاتھوں پر پڑی جس کی انگلیوں سے خون قطرہ قطرہ کر کے گر رہا تھا۔۔

" خون۔۔ آپکو چوٹ لگی ہے ؟ " وہ فکرمندی سے کہتی جلدی سے آگے بڑھی مگر اس وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ وہ اب بھی منہ پھیرے کھڑا تھا۔

اسے اب خوف کا احساس ہونے لگا مگر۔۔ وہ شخص زخمی تھا، شاید اسے مدد کی ضرورت تھی۔۔

بس اسی سوچ کو ذہن میں رکھتے اس نے اپنا ہاتھ اٹھااور آہستہ سے اسکے کاندھے پر رکھا۔۔

ا ب اس وجود میں کچھ حرکت ہوئی۔ وہ آہستہ سے پلٹا۔۔

معمول سے زیادہ پھیلی ہوئی آنکھیں۔۔ نیلے ہونٹ۔۔ گردن میں کسی گول سوراخ سے نکلتا ہوا خود۔۔

ایک چیخ کے ساتھ وہ اس سے دو قدم دور ہوئی۔۔ مگر اس وہ اسکی جانب بڑھ رہاتھا۔

اپنے ہاتھ میں ایک بریسلٹ پکڑے۔۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے۔۔ خون سے بھیگتا اسکی جانب ہاتھ بڑھاتا ہے۔

وہ اس سے بچنے کے لئے دوڑتی ہے۔۔ تیزی سے۔۔ جبکہ شاہد اتنی ہی تیزی سے اسکے پیچھے آرہا ہے۔۔

اچانک ایک دیوار سامنے آتی ہے اور اسکے قدم رک جاتے ہیں۔۔

وہ پلٹی ہے۔۔ شاہد اب بھی خون سے بھیگے ہاتھ میں بریسلٹ پکڑے اسکے اور بڑھ رہا ہے۔۔ اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے۔

"مرڈرر۔۔۔" شاہد نے ایک خوفناک آواز میں کہا۔۔ وہ دو قدم مزید پیچھے ہوتا چاہتی پر وہ دیوار اسکی کوشش ناکام کر چکی ہوتی ہے۔۔ وہ اب خوفزدہ چہرے سے نفی میں سر ہلاتی ہے۔

"میں نے نہیں مارا۔۔ نو" شاہد اب اس سے بس دو قدم کے فاصلے ہوتا ہے۔۔ جبکہ اسکے وجود سے نکلتا خود اسکے پاؤں تک پہنچ چکا ہے۔۔ ہاتھ سے گرتے قطرے اسکے کپڑوں پر گر رہے ہیں۔۔

وہ دیوار سے مزید چپکتی ہے۔۔ ایسے جیسے اسکے بار نکل جاتا چاہتی ہو۔۔

پر نہیں۔۔۔ فرار اب ناممکن ہے اور شاہد اب اسکے بہت قریب۔۔

شاہد کا ہاتھ اس کے قریب آتا ہے۔۔ وہ چہرا بائیں اور پھیرتی ہے۔۔ اسکا ہاتھ اسکے چہرے کو لگتا ہے۔۔

خون کا نشان اب اسکے چہرے پر پڑتے ہیں۔۔ چیخ میں اضافہ ہوتا ہے۔۔

شاہد کا ہاتھ اب اسکی گردن کی اور بڑنے لگتا ہے۔۔۔

"ہیلپ می۔۔۔" بے اختیار ہی وہ چیختی ہوئی کسی کو مدد کے لئے پکارتی ہے اور اگلے لمحے۔

اگلے ہی لمحے شاہد ہوا میں اڑتا ہوا دور جاگرتا ہے۔۔

وہ خوف اور حیرت سے چہرا سیدھا کرتی ہے وہ سامنے اسے کھڑا پاتی ہے--

وہی روشن، چمکتی۔۔کرسٹل آئیز

وہ اب اسکے قریب کھڑا ہوتا ہے-- بے حد قریب

پر اب وہ اپنا چہرا پھیرتی نہیں ہے-- وہ بس اسے اپنے قریب ہوتا دیکھ رہی ہے--

کچھ دیر پہلے والا خوف جیسے اب اسکے وجود سے جاچکا ہوتا ہے-- ان کرسٹل آئیز سے اب اسے کوئی خوف محسوس نہیں ہورہا تھا۔۔

وہ اپنا چہرا اسکے چہرے کے قریب کرتا ہے-- وہ اب بھی بس اسکی آنکھیں دیکھ رہی ہے--

اسکا چہرا اب مزید قریب ہوتا اسکے کان کے پاس آتا ہے--

وہ اب بھی اسکے وجود سے نکلتی اس ٹھنڈک کو محسوس کر رہی ہے--

اور پھر--- اسکی آواز اسکے کانوں میں پڑتی ہے-- ٹھنڈی آواز

" (آئی ول--- (میں کرونگا "

اور اس ٹھنڈ کے احساس سے اسکی آنکھیں کھلتی ہیں۔

***

اس ٹھنڈ کے احساس سے اسکی آنکھیں کھلتی ہیں-- نظر سیدھا چھت پر جاتی ہے جو اندھیرے میں ڈوبا ہے--

وہ چہرا موڑ کر بائیں جانب دیکھتی ہے-- کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور اس سے ہوا اندر آرہی ہے۔

وہ لیمپ آن کرتی سیدھی ہوتی ہے--

بیڈ سے اتر کر کھڑکی کی جانب آتی ہے-- باہر آسمان پر چاند روشن ہے۔

چاند کی چاندنی چاروں اور پھیلی ہے-- اسے اس روشنی میں وہ منظر نظر آتا ہے-- چاندنی میں ڈوبی وہ کرسٹل آئیز۔

وہ اسے اچانک یہ احساس ہوتا ہے کہ۔۔ وہ تو کھڑکی بند کر کے سوئی تھی۔۔ پھر کھلی کیسے؟

جو کچھ ہوچکا ہے اسکے بعد کھڑکی کھلنا کیا واقعی حیران کن ہے؟ " " خود سے کہتی وہ اب کھڑکی بند کرکے دوبارہ بیڈ پر آتی ہے۔۔

نظر پورے کمرے میں دوڑاتے ہوئے وہ کچھ سوچتے ہوئے کھڑی ہوئی۔۔ پھر چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔

میں جانتی ہوں کہ یہ سب الوژن نہیں ہے۔۔ مگر۔۔ میرے شک کو یقین میں " بلنے کے لئے تمہیں میرے سامنے آناہوگا۔۔ مجھ سے بات کرنی ہوگی اور۔۔۔" وہ رکی۔۔ کچھ سوچا اور دوبارہ کہنا شرو ع کیا۔۔

کیا شاہد کو تم نے مارا ہے؟ " وہ شک جو کئی دنوں سے اسکے دل میں " تھا۔۔ اس نے کہہ دیا تھا۔

اب وہ انتظار کرنے لگی۔۔ کہ شاید کچھ ہو۔۔ کسی ہارر مووی کی طرح۔۔ کوئی بلب جلے۔۔ کوئی چیز ٹوٹے۔۔ کھڑکی کھلے یا پھر۔۔ کوئی آواز ہی آئے پر۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔ ہر جانب خاموشی ہی خاموشی تھی۔۔

اس نے پلٹ کر ایک بار چاروں اور دیکھا۔۔۔ کچھ تبدیل نہیں ہوا تھا۔۔

میں شاید پاگل ہورہی ہوں " اپنا سر جھٹکتے اس نے خودکلامی کی۔۔ اور " بیڈ کی جانب بڑھی۔۔

ابھی دوبارہ لیٹنے ہی لگی تھی کہ اسکے موبائل پر میسج ٹیون بجی۔۔

اس نے گھڑی دیکھی۔۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔

موبائل اٹھا کر اس نے دیکھا تو ایک ان نون نمبر سے میسج تھا۔

مس انابیہ۔۔ امید ہے کہ آپ میری مدد قبول کرینگی اور کل شام چھ بجے " مجھ سے یہاں ملنے آئینگی۔۔ مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے ۔۔۔ بدر اقبال " میسج کے اختتام پر نام پڑھتے ہی اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ اسکے پاس میرا نمبر کیسے آیا؟ اس نے سوچا ۔

اور اگلی ہی لمحے ایک او ر میسج آیا۔۔

" ایک انوسٹیگیٹر آفیسر کے پاس کسی بھی نمبر ہوسکتا ہے "

کہہ تو ٹھیک ہی رہا ہے " خودکلامی کرتے ہوئے اس نے موبائل سائیڈ پر رکھا۔۔ ایک نظر پھر کمرے کے چاروں

اورڈالی۔۔ کہیں کچھ نہیں ہوا تھا۔ تو یعنی وہ اسکا الوژن ہی ہے؟

تم شاید حقیقت نہیں ہو۔۔ " کہتے ہوئے اس نے موبائل کی جانب دیکھا۔۔ "

" مگر یہ شخص ہے " فیصلہ کن انداز میں کہتے ہوئے وہ دوبارہ لیٹ گئی۔۔

دل کو ایک امید ملی تھی۔۔۔ امید جو ٹوٹ بھی سکتی تھی اور نئی روشنی بھی دے سکتی تھی۔۔

****

ہ دن ہر شخص کے لئے بہت مختلف دن تھا۔

اور مختلف صرف دن نہیں۔۔ بلکل ہر کردار تھا

وہ سب ناشتے کی میز پر موجود تھے۔۔

فیصل ہمدانی اپنے دونوں بچوں پر ایک نظر ڈالتے ناشتہ کرنے میں مصروف ہوگئے۔۔ ایسے جیسے سب نارمل ہو

شاکرہ ہمدانی بھی دونوں کو ناشتے کی ٹیبل پر دیکھ کر مطمئن تھیں۔۔ ایسے جیسے اور کچھ اہم ہی نا ہو

انابیہ اب کل کے مقابلے میں بہتر اور کانفیڈنٹ لگ رہی تھی۔۔ ایسے جیسے یہ نیا دن، نئے سفر کا آغاز ہو

زمان جانے کے لئے تیار ناشتہ کر رہا تھا۔ ایسے جیسے اسکا کام اب اسکے لئے بہت اہم ہو

اس خاموشی میں وہ سب سنجیدہ چہروں کے ساتھ ناشتے میں مصروف تھے جب ایک آواز آئی۔

کیا میں یہاں ناشتہ کر سکتا ہوں؟ " ان کی نظریں اس شخص پر پڑیں جو " بلیک سوٹ میں مکمل تیار، پرکشش کالی

آنکھوں میں سوال لئے انکے حیران چہروں کو دیکھ رہا تھا۔

ضرور۔۔ " جواب شاکرہ کی جانب سے آیا اور وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے " زمان کے ساتھ والی خالی کرسی کی جانب بڑھا۔۔ پھر کرسی کے پاس پہنچ کر رکا۔۔ نظر زمان پر تھی۔۔ جیسے اسکی اجازت چاہتا ہو۔

اب اتنا فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ بیٹھو " زمان نے نارمل انداز " میں کہا جس پر اس نے سکون کا سانس لیا اور بیٹھ گیا۔۔

وہاں بیٹھتے ہی نظر سیدھا سامنے بیٹھی اس ہستی پر گئی جس نے بس اس ایک دن میں شارک ہمدانی کو بدل دیا تھا۔

وہ اپنی خوبصورت سرمئی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھ کر دھیما سا مسکرائی۔۔

اور شارک کو احساس ہوا۔۔ کہ دل پر پڑے پردے نے کبھی احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ اسکی مسکراہٹ کتنی پرکشش ہے۔ وہ جواباً مسکرایا اور ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔۔

بہت خاموشی سے۔۔ وہ اپنی بہن سے خلاف اور اپنی محبت کے ساتھ آکھڑا ہوا تھا۔

کمپنی میں ایک آئی ٹی مینیجر کی ضرورت ہے " ناشتہ ختم کرکے اس " اٹھتے ہوئے کہا۔۔ جبکہ سب نے اسکی جانب ناسمجھی سے دیکھا۔

اور کمپنی کا باس کسی ناتجربہ کار شخص کو رکھنے کو تیار ہے " وہ " جیسے ایک اعلان کرتا وہ سے نکل گیا۔

جبکہ سب اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے انابیہ کی جانب دیکھنے لگے۔۔

میرا خیال ہے کہ زندگی میں کتنی ہی مشکلات کیوں نا ہوں۔۔ انسان کو " اپنے قدم نہیں روکنے چاہیے " زمان نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔۔ اب انابیہ نے اپنے والدین کی جانب دیکھا۔۔ مسکرائی

اور میرا خیال ہے کہ مجھے اب کام پر لگ جانا چاہئے " انابیہ کی بات " پر دونوں ہی کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری۔

طوفان کتنے ہی آجائے۔۔ انسان رکنے کے لئے نہیں بلکہ صرف آگے بڑھنے کے لئے بنا ہے

****

یہ شام ساڑھے چھ کا وقت ہے جب ایک سفید ٹویوٹا ایک اونچی عمارت کے پارکنگ میں آکر رکتی ہے۔

گاڑی پارک کرنے کے بعد دروازہ کھلتا ہے اور سفید کرتے پجامے میں ملبوس، آنکھوں میں بلیک گلاس لگائے، ہلکیبراؤں کھلے بالوں کے ساتھ وہ باہر نکلتی ہے اور اندر کی جانب بڑھتی ہے۔۔

ایک انجان شخص سے اس طرح ملنے آنے کا یہ اسکا پہلا قدم تھا۔۔ جانتی تھی کہ اصولاً اسے ایک پبلک پلیس میں اس سے ملنا چاہئے مگر اس وقت چاروں اور اسکی جو دھوم مچی تھی۔ وہ لوگوں کے بیچ نہیں جانا چاہتی تھی۔ اور پھر بدر نے بھی اسے یہیں کا ایڈریس دیا تھا۔۔ مناسب اور نامناسب کے سوال چھوڑ پر وہ بس اپنی اس ایک امید کے پاس آئی تھی جو شاید اسے ان سب سے نکال سکتی تھی۔۔

لفٹ کا دروازہ کھلنے پر سوچوں کی ڈور ٹوٹی اور بارہ نکلتے ہوئے بائیں جانب مڑی۔۔ کچھ دروازوں کے بعد وہ ایک دروازے کے سامنے رکی۔۔ ایک گہری سانس لی اور دروازہ ناک کیا۔

جوکہ اگلے ہی لمحے کھلا اور وہ شخص چہرے پر مکمل سنجیدگی لئے اسکے سامنے نمودار ہوا۔

آپ آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں " اسے اندر آنے کا راستہ دیتے اس نے کہا۔ "

اوہ۔۔۔ ایگزیم شروع ہوگیا کیا؟ مجھے آدھا گھنٹہ ایسٹرا دے دیجئے گا پلیز " " ایک انداز سے کہتی وہ اندر آئی اورلاؤنج کے بیچ کھڑے ہوتے اسے سنجیدگی سے کہتی دیکھنے لگی۔ جبکہ اسکے جواب پر پہلے بدر حیران اور پھر مسکرایا۔

امپریسیو۔۔ ضرور ملے گا۔۔ آدھا کیا ایک گھنٹہ بھی مل جائے گا " ایک " صوفے کی جانب اشارہ کرتے کہا پھر اوپن کچن کے کاؤنٹر سے دو کافی

کے کپ اٹھائے۔۔ ایک اسکی جانب بڑھایا جسے انابیہ نے تھام لیا اور دوسرا کپ لئے سامنے بیٹھا۔۔

تو بتائیے۔۔ ایسا کیا ہے جو آپ کسی کو بتا نہیں سکتیں؟ " وہ اپنے " مخصوص پرافیشل انداز میں گویا ہوا۔

آپ بتائیے۔۔ ایسا کیوں ہے کہ آپ مجھ پر یقین کرتے ہیں؟ " سوال کے " جواب میں اسی انداز سے سوال ہوا۔

بتاؤنگا۔۔ آپ آغاز کریں " بدر نے گہری نیلی آنکھوں سے اسے دیکھتے " ہوئے کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔۔

انابیہ کو کچھ حیرت ہوئی۔۔ کوئی اتنی گرم کافی کیسے پی سکتا ہے؟

میں اختتام کرونگا " بدر نے جس انداز میں کہا۔۔۔ انابیہ نے اس پر یقین کر " تے ہوئے اسے سب بتانے کا فیصلہ کیا۔

اپنے اندر ہر بات کا بوجھ رکھنا ویسے بھی بہت مشکل تھا۔۔ وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی اس پر یقین نہیں کرے گا

جیسے لیزا نے نہیں کیا تھا۔۔ا ور وہ اپنے اندر سب رکھنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ اسے کسی کی ضرورت محسوس ہورہی تھی۔

اور شاید وہ ضرور یہ شخص پوری کردے۔۔

اگر اس نے تمہاری بات پر یقین کر لیا تو۔۔" اندر سے آتی آواز پر اس نے " ایک گہری سانس لی اور کہنا شروع کیا۔۔

اس سڑک پر گزری رات سے لے کر۔۔ کل رات کے خواب تک

وہ کافی سے اڑتی بھاپ کو دیکھتی سب کہتی گئی۔۔ وہ خاموشی سے اسے سنتا گیا۔۔

اور پھر کل رات میں نے فیصلہ کیا کہ۔۔ رونے سے کچھ نہیں ہوگا مجھے " " واقعی کسی کی مدد لینی ہوگی

اپنی بات ختم کرکے اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ امید تھی کہ شاید وہ اب ہنسے گا۔۔ اسکا مزاق بنائے گا مگر

مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ اسی سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔۔ پھر اپنا خالی کپ میز پر رکھتے کھڑا ہوا۔۔

" میرے ساتھ آئیں۔۔" وہ کہہ کر آگے بڑھا جبکہ انابیہ ناسمجھی سے اسکے پیچھے چلنے لگی۔۔

پھر وہ ایک کمرے کے اندر آیا۔ انابیہ بھی اندر آئی۔۔ نظر دیوار پر پڑی اور اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

وہ دیوار کئی تصاویر سے بھری تھی۔۔ ہر تصویر کئے نیچے سال اور کچھ ڈیٹیلز لکھیں تھیں۔۔

ان تصاویر میں تین تصویریں ایسی تھیں جو اسے مزید حیران کر گئی۔۔

وہ تین لاشیں تھیں۔۔ گردن میں سوراخ۔۔ خون۔۔ پھیلیں آنکھیں۔۔ نیلے ہونٹ

تین الگ الگ جگہوں اور وقتوں کی لاشیں۔۔ اور ان میں نے ایک کو وہ جانتی تھی۔۔

" یہ۔۔۔ یہ کیا ؟ " اس نے حیرت سے بدر کی جانب دیکھتے کہا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" یہ پہلی بار نہیں ہوا۔ کچھ سالوں پہلے یہ سب ہوچکا ہے۔۔ دو لوگ اسی طرح قتل ہوئے ہیں

اور دونوں کے قتل کا الزام انہیں کے کسی قریبی شخص پر ڈالا گیا۔ وہ اپنے آپکو بچا نہیں سکے اور پولیس سچ جان نہیں سکی۔

آخر میں انہیں جیل ہوگئی اور انہوں نے وہاں خودکشی کر لی " اسکی بات کے اختتام پر انابیہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔۔

تو کیا اسکے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے؟ کیا وہ بھی بچ نہیں پائے گی؟ کیا وہ بھی مر جائے گی؟

" ایسا کچھ نہیں ہونے دونگا میں " بدر نے ایک قدم اسکی جانب بڑھاتے ہوئے پریقین لہجے میں کہا۔

تمہاری اور انکی کہانی میں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے کسی کرسٹل "
آئیز کا کبھی ذکر نہیں کیا۔۔ اور شاید کیا بھی ہو توکسی نے توجہ نہیں دی۔۔
انہوں نے خود بھی نہیں۔۔ مگرتم نے دی ہے

تم اسے سن بھی رہی ہو، دیکھ بھی رہی ہو اور شاید اسکی موجودگی مان
بھی رہی ہو " اب وہ ایک قدم اور آگے بڑھا۔۔

انابیہ کی حیرت سے پھیلی سرمئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس آہستگی
سے اسکا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

انابیہ نے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر دوبارہ اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

مجھے تمہاری ہر بات پر یقین ہے۔۔ اور میرے ہوتے ہوئے تمہیں کچھ نہیں "
ہوگا " اسکی آنکھوں میں دیکھتے اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔

یہ اسکے لہجے کی مضبوطی تھی یا اسکا انابیہ پر یقین کہ ایک دھیمی
مسکراہٹ کے ساتھ اس نے سر ہلایا۔۔

ایک اطمینان اسکے اندر اترا تھا کہ کوئی ہے جو اسکے ساتھ ہے۔ کوئی ہے
جو اس راز میں اسکا شریک ہے۔

کوئی ہے جسے اب وہ ہر بات بتا سکتی ہے کیونکہ وہ اس پر یقین کرتا ہے۔

اور اسی اطمینان میں وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنا شاید بھول گئی تھی۔۔

یا شاید۔۔ وہ نکالنا ہی نہیں چاہتی تھی؟؟

****

محبت ایک جن کی طرح ہوتی ہے۔جسکا وجود ہوتا ہے اور ہمارے آس پاس
،ہی ہوتا ہے مگر اسے ہم دیکھ نہیں پاتے

مگر اسے ہم محسوس نہیں کر پاتے جب تک کہ وہ خود اپنے ہونے کا ہمیں
احساس نا دلائے۔

جب تک کہ وہ خود اچانک ہمارے سامنے ظاہر نا ہوجائے۔

شارک کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ لڑکی جو بچپن سے اسکی بہت اچھی کزن ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی تھی۔ کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ جب محبت ان کے درمیان آگئی۔ ان کے آس پاس پلتی رہی اور وہ دیکھ نہیں سکا۔

اور آج، آج جب اچانک اس نے اپنے ہونے کا احساس دلایا تو جیسے اسکی دنیا ہی بدل گئی۔صرف دنیا نہیں، وہ خود بھی بدل گیا۔

یہ اسکے آفس کا منظر ہے جہاں وہ بے چینی سے اپنی ریلوالونگ چئیر کو آہستہ آہستہ گماتے ہوئے، نظر گھڑی پر ٹکائے اسکی آمد کا منتظر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اسکی جاب آفر کو انکار نہیں کریگی۔ اسے ہمیشہ سے شوق تھا جاب کرنے کا۔

شارک کی پالیسی تھی کہ وہ کبھی کسی رشتہ دار کو اپنی کمپنی میں ہائیر نہیں کرتا تھا۔ اسکا ماننا تھا بزنس یا پرافشنل ریلیشن کو الگ الگ رکھنا انتہائی مشکل کام ہے اور ناچاہتے ہوئے بھی پرافیشنل لائف، پرسنل لائف پر بازی لے ہی جاتی ہے۔

لیکن آج اس نے اپنی یہ پالیسی ختم کردی تھی۔ صرف اور صرف انابیہ کے لئے

سب کو لگتا تھا کہ یہ اس نے انابیہ کوہمت دینے اور اسکا دھیان بٹانے کے لئے کیا ہے۔

لیکن سچ یہ تھا کہ وہ بس انابیہ کے قریب رہنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ انابیہ جو کبھی کسی سے اپنی حال شئیر نہیں کرتی،وہ اس پر اعتبار کرے۔ اسے یہ حق دے کہ وہ اسے سنبھال سکے۔ اور اندر ہی اندر وہ انابیہ کی نظروں میں آنا چاہتا تھا۔

شارک کا مشن، انابیہ کی محبت اور اعتبار حاصل کرنا تھا جس کے لئے پہلا قدم وہ اٹھا چکا تھا۔

لفٹ کا دروازہ کھلتا ہے اور باہر قدم رکھتی ہے۔ نظر چاروں اور دوڑاتی ہے جہاں تمام سٹاف اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہے۔ کسی کو بھی انٹرسٹ نہیں ہے اسے دیکھنے کا یہ جاننے میں کہ وہ وہاں کیو ں ہے؟

تمہیں سب کے قریب رہنا ہوگا “ اسکا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بدر نے کہا اور " دیوار کی جانب رخ کیا۔ نظر اس حصے پر تھی جہاں ان تمام کزنز کی تصاویر تھی۔ اسکے ہاتھ چھوڑنے پر جیسے وہ کسی ٹرانس سے باہر آئی تھی۔

کیا مطلب ؟ “ ناسمجھی سے پوچھا۔ ”

مطلب یہ کہ قاتل انہیں چار لوگوں میں سے ایک ہے “ بدر کی بات پر " انابیہ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔

“ " ایسا نہیں ہوسکتا

ایسا ہی ہے “ اب اس نے دیوار سے نظر ہٹا کر انابیہ کے حیران چہرے " کی جانب دیکھا۔

آپکو اتنا یقین کیسے ہے کہ ہم میں سے ہی کوئی قاتل ہے؟ ہوسکتا ہے " کوئی باہر سے آیا ہو یا۔۔ “ وہ رکی

“ " یا ؟

“ " یا وہ کرسٹل آئیز؟ ہوسکتا ہے اس نے کیا وہ یہ ؟

اگر اس نے کیا ہوتا تو وہ تمہیں مدد کے لئے کیوں کہہ رہا ہے؟ اسے " مارنا ہی ہوتا تو تمہیں سب سے پہلے مارتا،اسکھائی سے نا بچا کر۔۔ مگر ایسا نہیں کیا اس نے “ بدر کی بات بھی ٹھیک تھی۔

لیکن جس طرح سے قتل ہوا ہے۔ کوئی انسان نہیں کرسکتا یہ مسٹر بدر “ " ایک پوائیٹ اس نے بھی اٹھایا۔

بلکل۔ بس ایک یہی بات ہے جس سے شک پڑتا ہے کہ شاید یہ قتل کسی " انسان نے نہیں کیا “ وہ خاموش ہوا۔ ایک گہری سانس لی۔

لیکن ایز آ انوسٹیگیٹر میں خیالی باتوں پر یقین کرنے کے بجائے۔ احتیاط " کرنا، اور احتیاط سے سچ معلوم کرنے کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں اس لئے آپ کو اپنے ان تمام کزنز اور دوست کے قریب رہنا ہوگا۔ آپ جتنا انکے قریب رہینگی، جو بھی قاتل ہے، وہ آپکے خلاف مزید ایکٹیو ہوگا “ اسکی بات کو سمجھتے ہوئے انابیہ نے سر ہلایا۔

" یعنی مجھے نا چاہتے ہوئے بھی ان سب کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہوگا؟ " سب کی تصویروں پر نظر دوڑائی۔ ناممکن تھا یہ اس کے لئے۔

" ایسا ہی کچھ۔ کیونکہ آپ مانیں یا نا مانیں۔۔ قاتل انہیں میں سے کوئی ہے۔ ورنہ باہر سے آنے والا آپکا بریسلٹ لاش تک پہنچانے کی زحمت نہیں کریگا " اور یہ ایک ایسا فیکٹ تھا جسے اندر ہی اندر جانتے ہوئے بھی وہ ماننے سے انکاری تھی۔ جہاں بریسلٹ نے انابیہ کو شک کے دائرے میں لاکھڑا کیا تھا۔۔ وہیں اس نے انابیہ کے اندر بھی یہ شک ابھارا تھا کہ کسی باہر والے کو کیا پڑی تھی کہ وہ بریسلٹ چرا کر لاش تک لائے؟ یہ کام کوئی اندر کا فرد ہی کرسکتا ہے۔

" ایک اور بات " بدر کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔

" ہماری بات اور ملاقات کے بارے میں آپ کسی سے بھی ذکر نہیں کرینگی۔ ایسا کرنے سے قاتل مزید احتیاط برتے گا جوکہ ہم دونوں ہی کے لئے ٹھیک نہیں "

" یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں " انابیہ اب اپنے اسی پرانے انداز میں واپس آئی۔ جس پر بدر کے ہونٹ مسکرائے۔

" جانتا ہوں۔۔ اسی لئے تو آپ جھوٹ بو ل کر مجھ سے ملنے آئی ہیں " وہ بھی اب اپنے مخصوص انداز میں کہتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور انابیہ اس کے پیچھے۔

" میں اب حیران نہیں ہونگی کہ آپ یہ کیسے جانتے ہیں۔ " وہ کہتی ہوئی صوفے سے اپنا بیگ اٹھانے لگی۔

" کیونکہ آئی نو کہ یہ کامن سینس ہے " کاندھے اچکا کر کہتی وہ اب باہر کی جانب بڑھی۔

" مگر آپ کامن نہیں ہیں " بدر کی بات پر ایک سیکنڈ کے لئے اسکے قدم رکے پھر اور دوسرے سیکنڈ وہ بارہ نکل گئی۔

" نا ہی میں۔۔ " دھیمی آواز میں کہتا بدر اب سنجیدہ چہرا لئے دوبارہ اسی کمرے کی جانب بڑھا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے میم ؟ " ایک انجان نسوانی آواز پر وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلی اور اس ورکر کی جانب دیکھا جو الجھی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مسٹر شارک کا آفس کہاں ہے؟ " آس پاس نظر دوڑاتے اس نے کہا۔

"آگے سے لیفٹ " ورکر نے ایک جانب اشارہ کرتے کہا جس پر وہ سر ہلاتی اب اسکے آفس کی جانب بڑھی۔

جاب کا فیصلہ تو وہ کل صبح ہی کر چکی تھی مگر بدر سے بات کرنے کے بعد شارک کے قریب رہنے کا بھی اسے یہ بہترین موقع ملاتھا۔۔ ہاں اسے شارک پر یقین تھا کہ وہ ایسا نہیں کرسکتا۔۔ مگر ایسا کون کرسکتا ہے؟ یہ وہ کسی کے بارے میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔

اسکے آفس کے دروازے کے سامنے آکر اس نے ایک گہری سانس لی اور ناک کیا۔

اگلا شاید اسکی دستک کا منتظر تھا کہ فوراً " کم ان " کی آواز آئی۔

وہ اب آفس کے اندر داخل ہوئی اور اے۔سی کی ٹھنڈک نے اسکے وجود کو اپنے گھیرے میں لیا۔

اسے ایک اور وجود کی ٹھنڈک یاد آئی۔۔

"مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤگی " شارک نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے کہا ں۔ ہونٹوں پر معمول سے زیادہ مسکراہٹ تھی جسے انابیہ نے بھی محسوس کیا۔

"ہاں پر مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری آمد پر تم اتنا خوش ہوگے " بیگ میز پر رکھتے اس نے کہا جس پر شار ک کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"مجھے بھی نہیں معلوم تھا " وہ چلتا ہوا اب اسکے سامنے آکر رکا۔

"پہلی بار اس آفس میں کسی اپنے کو دیکھنے کی خوشی ہے شاید " اسے نظروں کے حصار میں لیتے۔ انابیہ نے اسکا یہبدلاؤ صاف محسوس کیا تھا۔

"تو کیا جاب ہے میری؟ " وہ اب پرافیشنل انداز میں گویا ہوئی۔

"آئی ٹی کی بندی ہو تو آفکورس " شارک نے میز سے ایک فائل اٹھا کر اسکی جانب بڑھائی۔

"آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ ہی ہے تمہارے لئے " فائل انابیہ کی جانب بڑھائی جسے مسکرا کر تھامتے اس نے کھول کر ایک نظر دوڑائی۔

"پہلے ہی دن کام کرواؤگے مجھ سے؟ " فائل بند کرتے ہوئے انابیہ نے شرارتی انداز میں کہا۔

"آفس کے مالکوں کی کبھی چھٹی نہیں ہوتی " کاندھے اچکا کر کہتا وہ اب اپنی کرسی پر جاکر بیٹھا۔

"مالک تم ہو میں نہیں " بیگ اٹھاتے ہوئے انابیہ نے اسے یاد دلایا۔

"میں مالک ہوں اسی لئے تو تم مالکن ہو " انداز معنی خیز تھا۔ انابیہ کو پہلی بار شارک کی نظریں کچھ عجیب محسوس ہوئیں۔ وہ اسکے انداز پر چونکی ضرور تھی مگر سمجھ نہیں پائی تھی۔

"میں چلتی ہوں۔۔ بہت کام ہے مجھے " فائل لہرا کر کہتی وہ اب پلٹ کر آفس سے باہر نکلی، جبکہ شارک کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ وہ جانتا تھا کہ انابیہ اس تبدیلی کو محسوس کر رہی ہے اور یہی وہ چاہتا بھی تھا۔

وہ خاموش محبت پر یقین نہیں کرتا تھا۔ خاموش محبت کا مقدر وہ قبرستان ہوتا ہے جہاں احساسات، خواہشیں، حسرتیں اور خوشیاں دفن ہوتی ہیں۔۔ اور وہ اپنی محبت کواس قبرستان میں دفن ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

****

"پولیس نے انابیہ ہمدانی کو جیل سے رہا کر دیا ہے۔ انکا کہنا ہے کہ وہ صرف شک کے دائرے میں آتی ہیں۔ انکے خلاف ثبوت نامکمل ہیں جس کی وجہ سے انہیں قاتل ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ پولیس اب بھی شاہد ہمدانی کے قاتل کا پتا لگانے میں مصروف ہیں۔ قتل انابیہ ہمدانی نے کیا ہے یا کوئی انہیں پھنسا رہا ہے؟ اس سوال کا جواب فلوقت کوئی نہیں جانتا۔ مزید تفصیلات کے لئے ہمارے ساتھ رہیے گا " کیمرے کی روشنی اسکے چہرے سے ہٹتی ہے اور وہ فوراً پیپرز لئے کھڑا ہوتا ہے۔ چہرے پر اب بے

انتہاہ سنجیدگی ہے۔ جس سے آس پاس موجود ہر انسان اس سے کچھ حد تک ڈرا ہوا ہے۔

جب تمہیں اس ریپورٹنگ سے ہٹا دیا تھا تو تم اب کیوں یہ کرنا چاہتے ہو ؟ " “ وہ لڑکا ایک بار اس کے پاس آتے سوال کر رہا تھا۔

کیونکہ اب میں سچائی تک پہنچنا چاہتا ہوں۔۔ پیچھے نہیں ہٹونگا “ اسے " مضبوط لہجے میں کہتا وہ چلتا ہوا اب ایک اور ورکر کے پاس آیا جوکہ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا مسلسل کی بورڈ پر ہاتھ چلا رہا تھا۔

ایک کام کرو۔۔ “ کچھ پیپر اسکے کی بورڈ پر رکھتے زمان نے کہا جس " پر وہ اسکی جانب دیکھنے لگا۔

اسپیشلسٹ سے کنسرن کروں۔۔ پتا لگاؤ کہ ایک ڈالی کو درخت سے تھوڑ " کر کسی انسان کی گردن کے بلکل بیچ میں وار کرنے میں کتنا وقت درکار ہوتا ہے اور اس انسان کا کتنا طاقتور ہونا ضرور ہے “ زمان نے کہا جس پر وہ ورکر سر ہلاتاہوا وہ پیپر اٹھاتا ایک بار پھر کمپیوٹر کی جانب متوجہ ہوا۔ جبکہ زمان نے اب پلٹ کر دوبارہ اس لڑکے کی جانب دیکھا جو اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اتنا حیران کیوں ہورہے ہو؟ کیا ہم کوئی معلومات پہلی بار اکھٹی کر رہے ہیں ؟" “

نہیں۔۔ میں بس تمہاری ہمت کی داد دینا چاہتا ہوں" “

ہمت نہیں۔۔ اپنی بہن کو بچانے اور اپنے دوست کے قاتل تک پہنچنے کی " کوشش ہے یہ “ وہ اسے سنجیدگی سے کہتا اب دوبارہ کیمرے کے سامنے جانے کے لئے آگے بڑھا۔۔

****

وہ آفس سے نکلی تو تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ کیسے نا ہوتی؟ یہ کام کا پہلا دن تھا اور کیونکہ اسے عادت نا تھی تو تھکنا تو بنتا تھا۔ شکر کہ کل سنڈے تھا تو وہ دیر تک اپنی نیند پوری کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔

اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہی اسکا دل جلد ازجلد گھر پہنچ جانے کو تھا مگر دماغ کچھ اور چاہتا تھا تو وہ اب دماغ کی سنتی ہوئی گاڑی کو لیزا کے گھر کی جانب لے جارہی تھی۔ اسے سب کے قریب رہنا تھا تو لیزا بھی ان سب میں شامل تھی۔ ہاں شک اسے لیزا پر بھی نہیں تھا کیونکہ لیزا کا شاہد سے نا کوئی تعلق تھا ناہی اسکے پاس کوئی موٹیو۔۔ مگر اس کے شک کرنے نا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ لیزا موجود تو اس رات وہیں تھی۔ ان سب کے ساتھ

کچھ دیر بعد وہ لیزا کے گھر کے ٹی۔وی لاؤنچ میں داخل ہورہی تھی جہاں اسکی امی بیٹھیں ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔

" ارے انابیہ بیٹا۔۔ کیسی ہو؟ " اسے دیکھتے ہی وہ اٹھیں اور اس کے گلے لگتے کہا۔

" میں ٹھیک ہوں آنٹی آپ کیسی ہیں؟ " مسکرا کر کہتی وہ ان سے الگ ہوئی۔

" میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ تم لیزا سے ملنے آئی ہوگی ؟ "

" جی۔۔ کہاں ہے وہ؟ " آس پاس نظر دوڑاتے پوچھا۔

" اپنے کمرے میں ہے۔ تم جاؤ میں چائے بھیجتی ہوں " اسکے سر پر ہاتھ رکھتے انہوں نے بہت پیار اور اپنائیت سے کہا۔

" نہیں آنٹی۔۔ میں آفس سے سیدھا یہی آئی ہوں تو بس جلدی جاؤنگی۔ آپ چائے کا تکلف نا کریں " انہیں کہتیہوئی وہ تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

وہ بنا ناک کئے کمرے میں آئی تو لیزا کو بیڈ پر لیٹا پایا جو اسے دیکھتے ہی فوراً اٹھی۔

"تم یہاں؟ “ حیرانگی سے کہتی وہ کھڑی ہوئی۔

"کیوں؟ نہیں آسکتی کیا؟ “ شرارتی انداز میں سوال کرتے اس نے بیگ سائیڈ پر رکھا اور بیڈ پر بیٹھی۔

"بلکل آسکتی ہو۔۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے تمہیں تو تنہائی چاہئے تھی نا؟ “ مصنوئی ناراضگی سے کہتی وہ اسکے ساتھ بیٹھی۔

"ہاں۔۔ پر اب دوست چاہئے “ انابیہ نے مسکرا کر کہا جس پر لیزا نے اسکے کاندھے پر مکا مارا۔

"بہت تیز ہو تم۔۔ “ انابیہ ہنسی جبکہ لیزا نے اسے بغور دیکھا۔

"تم اب پہلے سے بہت بہتر لگ رہی ہو “ مسکراتے ہوئے کہا۔۔ انابیہ کو نارمل دیکھ کر اسے اطمینان ہوا تھا۔

"ہاں۔۔ مجھے سمجھ آگیا ہے کہ رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو پھر ڈر کس بات کا؟“ کاندھے اچکا کر کہتی وہ بہت کانفیڈنٹ لگ رہی تھی۔

"گڈ۔۔ شکر ہے تم بہتر ہوئی۔۔ فکر مت کرو جو بھی تمہیں پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے وہ جلد پکڑا جائے گا “

"پکڑا تو ضرور جائے گا۔۔ ایک بریسلٹ مجھے قاتل ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہے اور پولیس اب بھی ہم سب کو ہی انوسٹیگیٹ کر رہی ہے۔۔ بس میرے مارکس تھوڑے زیادہ ضرور ہیں مگر میں اکیلی نہیں“ وہ جتنی بے فکری سے گویا ہوئیلیزا کے چہرے پر فکرمندی ظاہر ہوئی۔

" پولیس کو تو یہی لگتا ہے کہ ہم سے ہی کوئی قاتل ہے مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم بھی یہ مان چکی ہو؟ “ لیزا کے سوال کر انابیہ نے ایک گہری سانس لی۔

" میں نے یہی سوال اس دن جیل میں آفیسر بدر سے کیا تھا کہ ہم میں سے ہی کیوں؟ قاتل کوئی باہر کا بھی ہوسکتا ہے“ وہ رکی۔۔ لیزا کی جانب دیکھا جو اسکے آگے کہنے کا انتظار کررہی تھی۔

" اس نے کہا کہ ایسا ہوسکتا ہے لیکن۔۔ کوئی باہر کا قاتل میرا بریسلٹ شاہد کے ہاتھ میں رکھ کر مجھے پھنسانے کی کوشش کیوں کرے گا؟ جبکہ کوئی اسے جانتا تک نہیں؟ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم اسے جانتے ہیں اور وہ ہم میں سےہی کوئی ہے “ انابیہ کی بات پر لیزا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ تو اسکا مطلب۔۔

" تمہیں کس پر شک ہے؟ “ لیزا کی جانب سے سوال ہوا۔

" میں کس پر شک کر سکتی ہوں؟ سب میرے اپنے ہیں“ انابیہ نے ایک پھیکی مسکراہٹ سے کہا۔

" غور کرتے ہیں۔۔ “ لیزا اب کچھ سوچتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

" زمان۔۔ شاہد اور زمان بچپن کے دوست ہیں۔ شاہد کو مارنے کے لئے اسکے پاس کوئی موٹیو نہیں ہے سوائے۔۔“ وہ رکی اور انابیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔ سوائے؟

" سوائے اس کے کہ کسی فلمی ولن کی طرح وہ نیہا سے محبت کرتا ہو اور

اسے حاصل کرنے کے لئے اس نے شاہد کو مار دیاہو “ لیزا کی قیاس آرائی پر پہلے تو انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ پھر اسکا قہقہہ بلند ہوا۔ جبکہ لیزا کنفیوز ہوکر دیکھنے لگی کہ اس نے ایسا کیا کہہ دیا کہ انابیہ کو اتنی ہنسی آرہی؟

" سس۔۔۔ سوری “ اسکی مسلسل گھوری پر انابیہ نے اپنی ہنسی کو بریک لگائی۔

“ " یہ ناممکن ہے

" کیوں؟ کیا اسے نیہا سے محبت نہیں ہوسکتی؟ کتنی پیاری ہے وہ “ لیزا کے کہنے پرانابیہ مسکرائی۔

" اسکے پیارے ہونے پر کوئی شک نہیں پر۔۔ زمان کے دل پر کسی اور کا راج ہے “ انابیہ کے انکشاف پر لیزا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" سچ میں۔۔۔!! کون ہے وہ ؟ “ وہ ایکسائیٹمنٹ میں پوچھنے لگی۔

" یہ راز انکی امانت ہے اور میں امانت میں خیانت نہیں کرتی “ انابیہ کے جواب پر اس نے منہ بنایا۔

" اوک۔۔ “ اب وہ دوبارہ سنجیدہ ہوئی۔

" دوسرا ہے شارک۔۔ شارک اور شاہد کی بانڈنگ بھی بہت اچھی تھی۔ اس کے پاس بھی کوئی موٹیو نہیں ہے سوائے۔۔ سوائے اسکے کہ کسی غیرت مند بھائی کی طرح اسے شاہد اپنی بہن کے قابل نا لگتا ہو اور کیونکہ اسکی بہن اسی سے شادی کرنا چاہتی تھی جو اس نے چپ چاپ اسے پھڑکا دیا “ لیزا کی انوکھی قیاس آرائی پر ایک بار پھر انابیہ پہلے حیران اور پھر ہنس پڑی جبکہ لیزا ایک بار اسے گھورنے لگی۔

" تمہیں سچ میں شارک اتنا خطرناک لگتا ہے؟ تم بھول رہی ہو کہ یہ رشتہ گھر والوں نے تہہ کیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان محبت، منگنی کے بعد پروان چڑھی اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے وہ اس منگنی پر سب سے زیادہ ناچہ تھا " انابیہ کی بات پر لیزا نے مثبت انداز میں سر ہلایا۔ بات تو اسکی بھی ٹھیک تھی۔

" اب لڑکیاں ہی بچی ہیں۔۔ تو سب سے پہلے میں " اس نے جیسے ایک بڑے دل کا مظاہرہ کیا تھا۔

" میری دوستی تو تم سے ہے اور تمہارے تمام کزنز سے بھی تمہاری ہی وجہ سے دوستی ہوئی۔۔ تو موٹیو تو میرے پاس بھی کوئی نہیں ہے سوائے۔۔ " وہ رکی اور انابیہ بہت بے قراری سے اسکے موٹیو کا انتظار کر نے لگی۔ جانے اب وہ کیا دھماکہ کرنے والی ہے؟ اسے سوچ کر ہی ایکسائیٹمنت ہوئی۔

" سوائے اس کے کہ مجھے شاہد سے بے پناہ محبت ہو اور شاہد کو نیہا سے۔۔ اور ایک جنونی عاشق کی طرح میں نے سوچا " وہ میرا نہیں تو کسی نا نہیں " اور بس پھر میں نے اسے قتل کر دیا۔ نا وہ نیہا کو ملا نا مجھے " اپنی بات مکمل کر کے وہ انابیہ کے ہنسنے کا انتظار کر نے لگی مگر انابیہ ویسے ہی سنجیدہ بیٹھی رہی۔۔

" ہاں۔۔ ایسا کچھ ہوسکتا ہے " اور انابیہ کے جواب پر اسکا منہ کھلا، آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

اگلے ہی پل انابیہ کا قہقہہ بلند ہوا۔۔ جبکہ لیزا اسکی شرارت کو سمجھتے اسے گھورنے لگی۔

" اچھا بھئی۔۔ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ تم اس سے محبت نہیں کرتی اور اگر کرتی ہوتی تو تم نیہا کو مارتی نا کہ شاہد کو " انابیہ کے جواب پر اس نے ایک بار پھر مثبت انداز میں سر ہلایا۔۔ بات تو یہ بھی ٹھیک ہے۔

" اب آتے ہیں تمہاری جانب۔۔ تم اور شاہد بھی دوست ہی تھی اورتم دونوں کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں تھا اس لئے تمہارے پاس بھی شاہد کو قتل کرنے کا کوئی موٹیو نہیں سوائے۔۔۔ " وہ سوچنے لگی۔۔

" سوائے وہی۔۔ میرا والا سین۔۔ تمہیں اس سے محبت ہو اور تم نے اسے کسی کا بھی نا چھوڑا ہو " لیزا کو اور کوئی وجہ سمجھ ہی نا آئی تو وہی کہہ دیا۔ جس پر انابیہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "پرانا ہوگیا ہے کچھ نیا لاؤ "

" اب آتے ہی نیہا کی طرف ۔۔" اس نے نیہا کی طرف آنا ہی ٹھیک سمجھا۔

" وہ شاید ہی منگیتر تھی۔۔ اسکے پاس بھی کوئی موٹیو نہیں ہے سوائے۔۔ سوائے اس کے کہ وہ اس سے شادی نا کرنا چاہتی ہو اور گھر والے مان نا رہے ہوں یا وہ گھر والوں کو ناراض نا کرنا چاہتی ہو اس لئے اس نے سوچا کہ کیوں نا اسی کو مار دیں۔ نا رہے کا بانس نا بجے گی بانسری "

" ناممکن۔۔" انابیہ اب کھڑی ہوئی۔

" وہ شاید سے بہت محبت کرتی ہے اور یہ بات اسے کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔ اسکی آنکھیں سب کہتی ہیں " انابیہ کی بات پر لیزا نے سر ہلایا۔۔

اب اسکے علاوہ تو کسی کے پاس کوئی موٹیو نہیں ہے " لیزا نے بھی " جیسے ہار مان لی تھی۔ وہ جتنا سوچتی تھی چیزیں اتنی الجھتی تھیں۔

صرف محبت ہی کیوں؟ محبت کے علاوہ بھی بہت سے ایسی باتیں ہیں جن " پر قتل ہوسکتے ہیں "

ہوسکتے ہیں مگر یہاں نہیں ہیں۔۔ نا تم سب کے درمیان کوئی جائیداد کا " مسئلہ ہے نا ہی کوئی ماضی کی دشمنی۔۔ ایسے میں بس محبت ہی ہے جو کچھ نیا کرسکتی ہے اور کیا ہوسکتا ہے ؟ " لیزا نے سوال کیا۔

یہی تو نہیں معلوم۔۔ معلوم ہوتا تو سب آسان نا ہوجاتا؟ " کہتے ساتھ اس نے " اپنا بیگ اٹھایا

چلتی ہوں۔۔ گھر جاکر آرام کرونگی بہت تھک گئی ہوں آج " اسے " سنجیدگی اسے کہتی وہ پلٹی اور کمرے سے باہر نکلنے لگی۔۔ دروازے کے پاس ہی پہنچی تھی کہ دماغ میں جیسے کچھ کلک ہوا ہو۔۔ وہ رکی۔۔ گردن موڑ کر لیزا کی جانب دیکھا جو اسے سوالیاں نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

راز۔۔ " انابیہ نے دھیمی آواز میں کہا جس پر لیزا نے الجھ کر اسے دیکھا۔ "

کوئی راز، کسی کو معلوم ہوجانے پر بھی اسکا قتل ہوسکتا ہے ۔۔ راز " چھپانے کے لئے ہزار قتل ہوسکتے ہیں" اور انابیہ کی بات پر لیزا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ یہ تو اسکے سوچا ہی نہیں تھا۔۔

انابیہ اب تیزی سے وہاں سے نکلی اور گاڑی میں آتے ہی اس نے اپنا موبائل نکالا۔۔

راز ۔۔ مجھے لگتا کہ یہ قتل کسی راز کو چھپانے کے لئے کیے جارہے " ہیں " میسج سینڈ کر کے وہ اب گاڑی اپنی گھر کی جانب دوڑا گئی۔

جبکہ دور پولیس سٹیشن میں اپنے آفس بیٹھے بدر نے اسکا میسج پڑتے ہی موبائل واپس رکھا۔ کرسی سے ٹیک لگائی اور نظر چھت پر کی۔

تم واقعی سمجھدار ہو۔۔ لگتا ہے اس بار راز کھل جائے گا " دھیمی آواز " میں خودکلامی کی۔۔

***

یہ اندھیرے میں ڈوبا ایک جنگل ہے۔۔ جہاں ایک کھائی کے پاس ایک شخص کھڑا ہے۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے۔ آس پاس دیکھتا وہ جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہے۔

کچھ دیر بعد ایک درخت کے پاس اسے کوئی کھڑا نظر آیا۔ وہ اب اسکی جانب بڑھ رہا ہے۔

تھوڑاقریب پہنچنے پر وہ یہ جان کیا یہ وہ ایک نسوانی وجود ہے۔ کوئی لڑکی تھی جس کا چہرا اندھیرے کے باعث وہ دیکھ نہیں پارہا تھا۔ وہ اب بھی ہونٹوں پر ایک مخصوص مسکراہٹ لئے اسکی جانب بڑھ رہا ہے۔

وہ اب اس لڑکی سے ایک قدم کے فاصلے پر رکتا ہے اور اسکا چہرا دیکھتا ہے۔

اگلے ہی پل اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہیں۔ چہرے کا رنگ اڑتا ہے۔ وہ کچھ کہنے کے لئے منہ کھولتا ہے کہ بس ایک سیکنڈ میں ہی، بہت تیزی سے وہ لڑکی درخت کی ایک ڈالی توڑ کر فوراً اسکی گردن میں گھنساتی ہے۔ شاہد کی آنکھیں اب مزید پھیلتی ہیں۔ ڈالی اگلے ہی لمحے وہ گردن سے باہر نکالتی اسے چھوڑتی ہے۔۔

اور شاہداپنی خون بہاتی گردن پکڑے ایک قدم پیچھے ہوتا ہے۔۔ اور سیدھا کھائی میں جاگرتا ہے۔

اسے گرتا دیکھتی وہ لڑکی اب ہلکا سا مسکراتی ہے۔۔ چاند کی چاندنی میں اسکا چہرا روشن ہوتا ہے۔۔

خون ہے چھینٹے لئے۔۔۔ انابیہ کا چہرا

اچانک اسکی آنکھ کھلتی ہے۔ نظر سیدھا چھت پر جاتی ہے جہاں سے گرتا ہوا خون بہاتا شاہد اسکے اوپر آتا۔

انابیہ کی دلخراش چیخ تمام گھر والوں کو جگا دیتی ہے۔۔

انابیہ میرے بچے۔۔ کیا ہوا؟ " وہ مسلسل چیختی ہوئی پیچھے کی جانب " کھسکتی ہے جبکہ شاکرہ ہمدانی اسے تھامنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہیں۔۔

میں نے مارا۔۔۔ میں اسے مار دیا۔۔۔ " شاکرہ ہمدانی اور باقی سب کے قدم " اسکے الفاظ پر وہیں رک جاتے ہیں۔۔ یہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔۔

شاہد کی خون بہاتی لاش ان سب کے درمیان کھڑی اسے پھیلتی آنکھوں سے گھور رہی ہے۔۔

جج۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے مارا۔۔" وہ اسے دیکھتی ہوئی " کہہ رہی ہے۔۔

شاکرہ ہمدانی ایک بار اسکی طرف قدم بڑھاتی ہیں جس پر ایک بار پھر وہ چیختی ہے۔

نہیں۔۔۔ دد۔۔۔ دور رہو۔۔۔ خخ۔۔ خون ہے۔۔ خون ہے یہاں۔۔ میں نے مارا۔۔۔ میں " نے " خون سے بھرے بیڈ کو دیکھتی وہ تکیوں پر بیٹھی خود کو اور انہیں خون سے بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔۔ جبکہ شاہد اب بھی وہی کھڑا اسے دیکھ رہا ہے۔۔

اسکی حالت کو دیکھتے آگے بڑھنے کی ہمت زمان میں پیدا ہوتی ہے اور وہ تیزی سے اسکے پاس آتا۔۔

" نہیں--- دو ر رہو--- خون ہے--- خون " چیختی ہوئی انابیہ کو وہ مضبوطی سے تھامتا سینے سے لگاتا ہے-- انابیہاپنا چہرا اسکے سینے میں چھپا لیتی ہے--

" میں نے مارا--- خون--- شاہد " وہ اٹکتے ہوئے کہہ رہی ہے جس پر شاکرہ ہمدانی اور فیصل ہمدانی کی آنکھیں اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر بھیگ جاتی ہیں--

" کچھ نہیں ہے یہاں-- ہوش کرو-- دیکھو-- کچھ نہیں ہے " زمان اب غصے میں اسے خود سے کہتا الگ کرتا ہے--

" نن نہیں زمان--- شاہد ہے-- خون ہے " وہ دوبارہ زمان کے سینے میں چہرا چھپا لیتی ہے--

" ایک بار دیکھ لو-- مجھ پر یقین ہے نا؟ " سوال ہوا جس پر انابیہ نے مثبت انداز میں سر ہلایا--

" تو پھر دیکھو-- کچھ نہیں ہے یہاں-- دیکھو " وہ اب دھیمے سے اسکا چہراخود سے دور کرتا ہے--

انابیہ ڈرتے ہوئے نظر سامنے کرتی ہے-- وہاں اب شاہد نہیں تھا--

وہ اب نظریں بیڈ کی جانب کرتی ہے--- جہاں صرف سلوٹیں تھیں-- کوئی خون نہیں-- ایک نشان بھی نہیں

" یہاں خون تھا " سیدھے ہوتے وہ سب کو جیسے اپنی بات کا یقین دلانے کی کوشش کرتی ہے- جس پر شاکرہ بیگم تڑپ کر اسے سینے سے لگاتی ہیں--

" کچھ نہیں ہوا-- سب ٹھیک ہے " اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اب کہتی ہیں-

جبکہ زمان اب کہیں جاتا ہے اور واپس آتے ہی پانی کا گلاس اور ایک گولی اسکی جانب بڑھاتا ہے-

" اسے کھا لو-- شاباش " انابیہ خاموشی سے وہ گولی کھاتی ہے-

اور کچھ دیر بعد۔۔ وہ ایک بار پھر نیند کی وادیوں میں گم ہوجاتی ہے۔

یہ جانے بغیر کہ اپنے آس کے لوگوں کو وہ کیسے نیند سے محروم کر گئی ہے۔

یہ جانے بغیر کہ ڈر میں ادا ہوئے اس کے الفاظ۔ اب اسکے لئے سزا بننے والے تھے۔

****

اسکی آنکھ کھلی تو کمرے کی لائیٹس آن تھیں۔ یقینا گھر والے اسکے دوبارہ ڈر جانے کے ڈر سے لائیٹس کھول کر گئیہونگے۔ وہ کچھ دیر ایسے ہی لیٹی رات کے واقعے کو سوچنے لگی۔ یہ کیسا خواب دیکھا تھا اس نے؟ وہ شاہد کا قتل کررہی ہے؟ تو کیا اس نے ہی قتل کیا ہے؟

نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہوسکتا " نفی میں سر ہلاتے وہ بڑبڑائی۔ "

مگر وہ خواب۔۔

خواب تو بس خواب ہوتا ہے انابیہ۔۔ تمہارے ڈر اور ان سب حالات کا نتیجہ " ہے یہ " اندر سے ایک آواز آئی۔

بلکل ایسا ہی ہے۔ مجھے فریش ہونے اور اپنا دھیان بٹانے کی ضرورت " ہے ورنہ میں پاگل ہوجاؤنگی " خود کلامی کرتی وہ اٹھی اور واش روم کے اندر چلی گئی۔

پورا ایک گھنٹہ شاور لینے کے بعد وہ باہر آئی تو اب پہلے سے زیادہ بہتر لگ رہی تھی۔ اپنے دماغ سے تمام سوچوں کو نکالتے وہ اب گھر والوں کو فیس کرنے کے لئے خود کو تیار ہی کر رہی تھی کہ دروازہ کھول کر شاکرہ ہمدانی اندر آئیں۔

تم اٹھ گئی ؟ " اسکے پاس آتے انہوں نے مسکراتے کہا۔۔ وہ انکی " مسکراہٹ کے پیچھے چھپی فکرمندی صاف دیکھ سکتی تھی۔

جی۔۔ اور اب مجھے بھوک لگی ہے " اس نے خود کو نارمل ظاہر کرنے " کی پوری کوشش کی تھی۔ وہ گھر والوں کو پہلے ہی بہت پریشان کر چکی تھی اب مزید نہیں۔۔

بلکل۔۔ میں کھانایہی بھجواتی ہوں “ اس کا ماتھا چوم کر پلٹیں۔”ہم ساتھ " کھانا کھائینگے امی۔۔ مجھے معلوم ہے کسی نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوگا “ اسکی بات پر شاکرہ ہمدانی نے اسکی جانب فکرمندی سے دیکھا۔

تم ٹھیک ہو نا انابیہ؟ “ سوال ہوا۔ "

میں بلکل ٹھیک ہوں امی۔۔ پولیس، میڈیا اور لوگوں نے مجھے اتنی بار " قاتل کہہ دیا ہے کہ اب مجھے بھی خود پر شک ہونے لگا ہے “ نم آنکھوں سے اس نے کہا جس پر شاکرہ ہمدانی چلتی ہوئیں اسکی جانب آئیں اور اسے گلے لگایا۔

تم نے کچھ نہیں کیا انابیہ۔۔ دنیا کی باتوں پر نہیں ہمارے یقین پر توجہ دو۔۔ " " کیا ہمارا یقین ان سے کمتر ہے؟

نہیں۔۔ یہ آپ لوگوں کا یقین ہی ہے جس نے مجھے حوصلہ دیا ہے“ اسکی " بات پر شاکرہ ہمدانی مسکرائی۔ شکر ہے کہ وہرات سے بہتر تھی ورنہ وہ سب بہت پریشان ہوگئے تھے۔

بی بی جی “ ملازمہ کی آواز پر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔ "

وہ چھوٹی بی بی سے نیہا بی بی ملنے آئی ہیں “ ملازمہ کے کہنے پر وہ " دونوں ہی حیران ہوئیں۔ نیہا یہاں کیوں آئی ہے؟

اسے اوپر بھیج دیں “ اس سے پہلے کے شاکرہ ہمدانی کچھ کہتیں، انابیہ " نے جلدی سے کہا جس پر وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

ہمیں اکیلے میں بات کرنی چاہئے امی۔۔ آپ فکر مت کریں میں بلکل ٹھیک " ہوں “ انکا تھام کر انابیہ نیمسکراہٹ چہرے پر لاتے کہا۔

ٹھیک ہے “ اسکے سر پر ہاتھ رکھتی وہ پلٹی ہی تھیں کہ نیہا اندر آئی۔ "

اسلام علیکم “ نیہا کی جانب سے کہا گیا۔ "

وعلیکم اسلام۔۔ تم دونوں بات کرو “ سنجیدگی سے کہتیں وہ ایک نگاہ نیہا " پر ڈالتی وہاں سے چلی گئیں۔ اس لڑکی نے انکی بیٹی کے خلاف گواہی دی تھی۔۔ وہ جیسے اس سے پیار سے مل سکتی تھیں؟

" بیٹھو " شاکرہ ہمدانی کے جاتے ہی انابیہ نے کہا جس پر نیہا نے بے تاثر چہرے سے اسکی جانب دیکھا۔

" بیٹھنے نہیں۔۔ بس تمہیں دیکھنے آئی ہوں " اور کیا انداز تھا نیہا کا۔۔ جیسے کوئی کسی حقیر شے کو دیکھتا ہے۔

" کیا دیکھنا چاہتی ہو نیہا؟ " انابیہ نے سوال کیا۔ وہ اپنا کانفیڈنس بحال کر چکی تھی۔

" یہی کہ کسی کو قتل کرنے کے بعد کوئی کتنے آرا م سے آرام کرتا ہے " دونوں ہاتھ باندھتے اس نے کہا۔

" میں نے کسی کا قتل نہیں کیا " انابیہ کا لہجہ اٹل تھا۔

" اچھا۔۔ " مصنوعی حیرانگی لئے وہ دو قدم آگے بڑھی۔

" پر رات کو تو تم کچھ اور ہی کہہ رہی تھی " اور نیہا کی بات پر انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ اسے کیسے معلوم؟

جبکہ اسکی حیرانگی پر نیہا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔

" ہمارے گھروں کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ ہے انابیہ۔۔ اور چھتوں کے درمیان تو وہ دیوار بھی نہیں۔ تمجتنا اونچا تم چیخ رہی تھی۔۔جتنا اونچا تم اپنے قاتل ہونے کا اقرار کر رہی تھی۔۔ چھت پر کھڑا کوئی بھی انسان آرام سے سن سکتا تھا۔۔ اور تمہاری قسمت کتنی اچھی ہے " وہ اب ایک قدم اور آگے بڑھی۔

" اتفاق سے میں چھت پر ہی تھی " اسی کے ساتھ ایک معنی خیز مسکراہٹ نیہا کے ہونٹوں پر پھیلی۔ جبکہ انابیہ اب واقعی پریشان ہوئی۔

" وہ صرف ایک خواب تھا نیہا۔۔ میں ڈر گئی تھی " اس نے نرم لہجے میں کہا۔۔ جیسے التجا کر رہی ہو کہ مجھ پر یقین کرو۔

" کتنی عجیب بات ہے انابیہ۔۔ ہم پانچ لوگوں میں سے صرف تمہیں خواب آرہے۔۔ صرف تم ہی ڈر رہی اور ہر بار صرف تم ہی قاتل کے نزدیک نظر آتی ہو ۔۔ کسی اور کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہورہا " دینا کے الفاظ اسے

لاجواب کرگئے تھے۔۔ یہ وہ سوال تھے کہ جن کا جواب اس نے پاس نہیں تھا۔ وہ کیا جواب دیتی؟ اسے تو خود بھی نہیں معلوم تھا کچھ۔

" یہ خواب نہیں۔۔ ضمیر ہے انابیہ۔۔ اور ضمیر ہی تم سے اقرار کروا رہا ہے کہ تم نے مارا اسے " اب نیہا کی آنکھوں میں غصہ لہرایا تھا۔۔ ایسی غصیلی نگاہیں اس نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔۔ انابیہ نے اختیار ہی ایک قدم پیچھے ہوئی۔

" لیکن فکر مت کرو۔۔ پچھلی بار بتائے بنا کہا تھا تو سب کو شکوہ تھا کہ میں نے بتایا نہیں۔ اس بار میں تمہیں بتانے آئی ہوں انابیہ" وہ ایک بار پھر ایک قدم آگے بڑھی۔

" تمہارا کنفیشن کل میں پولیس کو جاکر بتاؤنگی۔۔ اور اس بار میرے پاس گواہ بھی ہیں " ایک ایک لفظ پر زور دے کرکہتی وہ جس طرح آئی تھی۔ اسی طرح چلی گئی۔ جبکہ انابیہ کے لئے اب اپنی جگہ سے ہلنا بھی ناممکن ہوگیا تھا۔

****

یہ رات بھی باقی راتوں ہی کی طرح تھی۔ اندھیری، خوفناک اور انابیہ کے لئے مشکوک۔۔

نیہا کے جانے کے بعد وہ گھر والوں کے سامنے بلکل نارمل رہی تھی۔ اپنی وجہ سے وہ کسی کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی پر اب جب وہ اکیلی تھی۔

کھڑکی کے پاس کھڑی وہ آنے والی صبح کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جب نیہا نے ایک بار پھر اسے جیل پہنچا دینا تھا۔ اس نے بدر کو سب بتا دیا تھا اور وہ اسے حوصلہ دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ نیہا کی گواہی اور انابیہ کے گھروالوں سے سوالات ہونگے اور اس کے بعد انابیہ پر شک مزید گہرا ہوگا نا کہ کم۔

ایک گہری سانس لیتے اس نے نظر آسمان پر کی۔

میرے ساتھ ہی کیوں؟ کیوں میرے ساتھ یہ سب ہورہا ہے؟ میں جتنا ان " سب سے نکلنے کی کوشش کرتی ہوں اتنا ہی میں اس دندل میں دھستی جاتی ہوں۔۔ کیا کوئی مجھے اس مشکل سے نہیں نکال سکتا؟ کیا کچھ نہیں ہوسکتا؟ " اس نے کہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو رخسار بھگو تے گردن تک جارہے تھے اور وہ آنکھوں میں سوال لئے، امید لئے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

ٹھنڈی ہوا اسکے وجود کو چھو کر گزرتی تو اسے کچھ سردی کا احساس ہوا۔ اپنے آنسو کر صاف کرتے اس نے کھڑکی بندکرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ اچانک اس کی نظر جس چیز پر پڑی۔ اسکے ہاتھ ہوا میں ہی رک گئے۔ آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

سڑک کے کونے پر لگے ایک درخت کے بلکل اوپر ایک وجود کھڑا تھا۔۔ اندھیرے میں ڈوبا ہوا

یہ منظر اسکے لئے نیا نہیں تھا۔۔ اس نے یہ منظر پہلے بھی دیکھا تھا۔۔ ہا ں۔۔ اس رات۔۔ اس کھائی سے پہلے

انابیہ بغور اسے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ وجود اب درخت سے کچھ اونچا ہوتا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ انابیہ اب بھی کسی سکتے کے عالم میں اسے دیکھ رہی ہے۔

اب وہ وجود آہستہ آہستہ اوپر جارہا ہے۔ آسمان میں۔۔

انابیہ کی نگاہیں بھی اوپر اٹھ رہی ہیں۔۔

وہ چاند کے آگے آکر رکتا ہے۔۔ اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔۔ ایک بار پھر وہ کرسٹل آئیز روشنی نکالتی ہیں۔ روشنی جو آہستہ آہستہ انابیہ کے قریب آرہی ہے۔ وہ اس روشنی کو اپنے قریب آتا دیکھ رہی ہے۔۔

روشنی تیزی سے اسکے قریب آرہی ہے اور اچانک وہ اسکے وجود کو گھیرتی ہے اور بے اختیار ہی انابیہ کی آنکھیں اس روشنی کی چبھن کی وجہ سے بند ہوتیں ہیں۔۔

اگلے پل وہ آنکھیں کھولتی ہے پر وہاں کچھ نہیں ہوتا۔۔

کوئی روشنی نہیں۔۔ کوئی سایہ نہیں۔۔

ایک گہری سانس لیتی وہ کھڑکی بند کر دیتی ہے۔

***

یہ صبح کے بارہ بجے کا وقت ہے جب ملازمہ نیہا کے کمرے کا دروازہ بجا رہی ہے۔

نیہا بی بی۔۔ دروازہ کھولیں " وہ جانے کتنی ہی دیر سے دروازہ بجا رہی " ہوتی ہے پر اندر سے کوئی جواب نہیں آتا۔

کیا ہوا؟ " نیہا کے والد اب اسکے پاس آکر پوچھتے ہیں۔ "

" " پتا نہیں صاحب بی بی دروازہ نہیں کھول رہیں۔۔ نا ہی جواب دے رہی ہیں

جاکر چابی لے کر آؤ " ملازمہ سے کہتے وہ ایک بار پھر دروازہ بجانے " لگتے ہیں۔ جواب اب بھی نہیں آتا۔

کچھ دیر بعد ملازمہ چابی لاتی ہے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہیں کہ اگلے ہی لمحے انکے قدم وہی رک جاتے ہیں۔ جبکہ ملازمہ کی چیخ نکلتی ہے۔

بیڈ کے پاس۔۔ حیرت سے پھیلتی آنکھیں لئے۔۔ گردن کے درمیان سے نکلتے خون میں بھیگی۔۔ نیہا کی لاش پڑی تھی۔۔

جبکہ لاش کے قریب ہی۔۔ نیہا کے ہاتھ کے پاس خون سے ہی زمین پر کچھ لکھا تھا۔۔

" اے "

****

کھیل۔۔ کھیلوں میں سب سے خاص کھیل وہ ہوتا ہے جو دماغ سے کھیلا جائے۔ ایسا کھیل جس میں آپ بس سوچتے رہ جائیں کہ سامنے والا اب آپکے خلاف کیا چال چلے گا، اور وہ سامنے والا اپنی چال سے آپکو حیران کر دے۔

اسکے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ انسان اور غیر انسان کے اس کھیل میں۔۔ جب اسے لگنے لگا تھا کہ اب وہ ان سب کا سامنا کرسکتی ہے۔ جب

اسے لگنے لگا اب۔۔ وہ ہر راز کو جان سکتی ہے۔۔ جب اسے لگنے لگا کہ اب وہ قاتل تک پہنچ سکتی ہے۔ تبھی کھیل کھیلنے والے نے ایسی چال چلی کہ وہ حیران رہ گئی۔۔

ایک ایسی چال جو اسکے ساتھ ساتھ سب ہی کی زندگیوں کو درہم برہم کرگئی۔

نیہا کی اچانک موت۔۔ نہیں قتل

نیہا کا قتل جو اسکے گھر والوں پر جہاں دکھ اور تکلیف کے پہاڑ توڑ گیا تھاوہی انابیہ کے لئے زندگی کو مزید تنگ کر گیا تھا۔

اتنا کہ اب اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔

یہ منظر ہے انابیہ اور نیہا کے گھر کا۔ جن کے درمیان بظاہر بس ایک دیوار کی رکاوٹ ہے مگر درحقیقت یہ رکاوٹیں اب صدیوں میں شمار ہونے لگی ہیں۔ ان دونوں گھروں کے مکین جو کبھی ایک دوسرے گھروں میں پائے جاتے تھے۔ جن کے لئے یہ ایک دیوار بس ضرورت کی نشانی تھی۔ اب یہ ایک دوسرے سے اتنے ہی دور ہوگئے ہیں جتنے سات سمندر پار ممالک۔۔

پر دوری جتنی بھی ہو۔۔ موجودہ دور میں یہ کیمرا اور انسان۔۔ کبھی بھی اور کہیں بھی انسان کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔

چاہے سامنے والا زندہ ہو۔۔ یا مردہ

ان گھرون کے باہربھی کچھ ہاتھوں میں مائیک اور کچھ میں کیمراز لئے انسان۔۔ اپنے اپنے کاموں میں مصروف۔۔نہیں۔۔ اینرجی سے بھرپور اپنے اپنے تبصروں میں مصروف ہیں۔۔ کوئی زندہ انسان کے بارے میں بات کر رہا تو کوئی مردہ۔۔

انسان بہت اچھے سے جانتا ہے کہ اسے کسی زندہ یا مردہ انسان سے کیسے اور کب فائدہ اٹھانا ہے؟

یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اپنے اپنے چینلز کی ریٹنگز کے لئے جس سے جتنا بن پڑرہا۔۔ سچا یا جھوٹا تبصرہ کرنے میں دل و جان سے لگا ہے۔

" آپکو بتاتے چلیں کہ کچھ عرصے پہلے قتل ہونے والے شاہد عدیل کی منگیتر نیہا ہمدانی کو کل رات قتل کر دیا گیا ہے۔ نیہا ہمدانی کا قتل بھی ٹھیک اسی طرح کیا گیا ہے جس طرح شاہد عدیل کا کیا گیا تھا۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قتل کرنے والا کوئی ایک شخص ہی ہے؟ پر کون؟ “ ایک لیڈی ہاتھ میں مائک لئے کیمرے کو دیکھے تیزی سے کہہ رہی ہے۔

" نیہا ہمدانی اور شاہد عدیل کے قتل کے پیچھے یقینا کوئی ایک ہی شخص ہے۔ کیا وہ انابیہ ہمدانی ہے؟ یا کوئی اور؟ “ کچھ فاصلے پر کھڑا ایک اور ریپورٹر کہہ رہا ہے۔

" ہم اس وقت نیہا عدیل اور انابیہ ہمدانی کے گھروں کے باہر موجود ہیں۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک گھر میں اس وقت ماتم پچھا ہے جبکہ دوسرا گھر سناٹوں میں۔ انابیہ ہمدانی جنہیں پچھلی بار اس شاہد عدیل کے قتل کے شک میں گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ اپنے گھر میں موجود ہیں۔ آپکو ایک بار پھر بتا دیں کہ پچھلی بار نیہا ہمدانی نے ہی انابیہ ہمدانی کے بارے میں بیان دیا تھا جس کی بیس پر انہیں گرفتار کیا گیا تھا۔ کیا یہ قتل نیہا ہمدانی کا منہ بند کرنے کے لئے کیا گیا؟ کیا اس قتل کے پیچھے بھی انابیہ ہمدانی ہیں؟ یا پھر بات کچھ اور ہے؟ اس بارے میں ہم مزید جانکاری آپکو جلد دینگے “ ایک اور ریپورٹر کی آواز۔۔

ان آواز کا سفر باہر سے ہوتا ہوا اندر گھر کے ٹی وی لاؤنج میں جما لوگوں کے کانوں تک جارہا ہے۔ جہاں نیہا کی والدہ چپ چاپ بنا کسی آواز کے آنسو بہا رہی ہیں۔۔جبکہ ان کے ساتھ بیٹھی شاکرہ ہمدانی پر تھوڑی دیر بعد انکی چپ توڑنے کے لئے کچھ نا کچھ کہہ رہی ہیں۔ پر وہ کسی بات پر کوئی ردعمل نہیں دے رہی تھیں۔

شارک ایک صوفے پر سر جھکائے بیٹھا ہے۔ اسے مسلسل نیہا اور اپنی وہ آخری ملاقات یاد آرہی تھی جب وہ اس پر غصہ ہوا تھا۔۔

شارک کے پاس زمان بیٹھا ہے۔ جس کے چہرے پر دنیا جہاں کی پریشانی، افسوس، دکھ اور فکرمندی ہے۔

اس کے دل و دماغ میں کبھی شاہد اور نیہا کا دکھ جاگ رہا تھا تو کبھی انابیہ پر آنے والی مشکلات کی فکر۔۔ وہ اس وقت دوہری صورتحال میں گھرا تھا۔

اندر کمرے میں آؤ تو بیڈ پر زبیر ہمدانی (نیہااور شارک کے والد) لیٹے ہیں۔ بیٹی کی اس طرح موت انکی صحت پر اثرانداز ہوئی تھی اور بلڈ پریشر بڑھنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوچکے تھے۔ اب حالت قدرے بہتر تھی مگر ڈاکٹرز کیدوائی کے زیرِاثر وہ نیند کی وادیوں میں گم تھے۔ نیہا کا جنازہ اٹھانا یقینا انکے ہمت سے بہت آگے تھا مگر یہ بھی وہ کر گزرے تھے اور جیسے جسم میں کوئی توانائی اور جان بچی ہی نا تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ ساری توانائی اس ایک جنازے کو اٹھانے میں لگ گئی۔

اس گھر کی دیوار کے پار آؤ تو یہاں کا ماحول ا س ماحول سے زیادہ مختلف نا تھا۔ انابیہ اپنے کمرے میں بیڈ پر خاموش بیٹھی ہے۔ لال آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہیں جن سے ہر تھوڑی دیر بعد آنسو بہہ کر چہرے سے گردن تک کا سفر کر رہا ہے۔ اسکے ساتھ بیٹھی لیزا کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ وہ آج اپنے تمام الفاظ جیسے کھو چکی تھی کہ جن سے وہ انابیہ کو کوئی حوصلہ دیتی۔

بظاہر یہ کمرا بہت خاموش لگتا تھا مگر حقیقت میں ایسا کچھ نہیں تھا۔ باہر ہونے والی ریپورٹنگ ان دونوں کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھیں۔ لیزا نے کھڑکی تو بند کردی کہ آواز انابیہ تک نا آئے مگر۔۔ انابیہ کن کن آوازوں سے بچ سکتی تھی؟

وہ آوازیں جو باہر کھڑے ریپوٹر اس تک پہنچا رہے تھے؟ یا وہ جو اسکے آس پاس ہوا کی طرح گھوم رہی تھیں۔

کتنی عجیب بات ہے انابیہ۔۔ ہم پانچ لوگوں میں سے صرف تمہیں خواب " آرہے۔۔ صرف تم ہی ڈر رہی اور ہر بار صرف تم ہی قاتل کے نزدیک نظر آتی ہو ۔۔ کسی اور کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہورہا ؟ “ نیہا کی آواز میں اس سے سوال ہوا تھا۔ انابیہ کی آنکھوں کے سامنے وہ خواب دوبارہ روشن ہوا۔۔ کھائی میں گرتا شاہد۔۔ چاند کی چاندنی میں مسکراتی خون کے چینٹوں سے بھری۔۔ انابیہ”یہ خواب نہیں۔۔ ضمیر ہے انابیہ۔ اور ضمیر ہی تم سے اقرار کروا رہا ہے کہ تم نے مارا اسے “ نیہا نے ایک بار پھر کہا تھا۔ کتنی نفرت

تھی اسکے لہجے میں۔۔ مگر اس وقت۔۔ اس وقت انابیہ کو وہ نفرت ٹھیک محسوس ہورہی تھی۔

" " اسے مرر پر لکھے وہ الفاظ ایک بار پھر نظر آئے " یو آر مرڈرر

تمہارا کنفیشن کل میں پولیس کو جاکر بتاؤنگی۔۔ اور اس بار میرے پاس " گواہ بھی ہیں " نیہا نے پھر کہا تھا۔ اور صبح تک وہ کچھ کہنے قابل نہیں رہی تھی۔ آنسو ایک بار پھر اسکی آنکھوں سے پھسلا تھا۔

اسکی لاش کے پاس اے لکھا تھا " اسے دو دن پہلے زمان کے کہے " الفاظ یاد آئے۔

مرڈرر " اسے شاہد کا کہا یاد آیا۔۔ "

مم۔۔ میں نے۔۔۔ میں نے مارا اسے " اسے اپنے کہے الفاظ یاد آئے۔ "

کئی جملے تھے۔ کئی کردار تھے اور بات ایک ہی تھی۔

انابیہ ایک قاتل ہے " تو کیا سب کردار، سب جملے جھوٹے تھے؟ کیا ان " سب کے پیچھے کوئی سچائی نہیں تھی؟

کیا یہ سب وہم یا صرف خواب ہے؟

اسے اندر اب کئی سوالات اٹھے تھے اور اسکے پاس کسی ایک سوال کا جواب بھی نہیں تھا۔ اپنے لئے کہنے کو اسکے پاس اب کچھ نہیں بچا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ نیہا کے ساتھ ہی سب ختم ہوگیا۔۔

یہ صرف نیہا کی زندگی نہیں تھی۔۔ انابیہ کی زندگی بھی جیسے ختم ہوگئی تھی۔

اور اس زندگی کے خاتمے کو آفیشل کرنے کے لئے اس ان آوازوں میں پولیس گاڑی کے سائرن کا اضافہ ہوا تھا۔

اور یہ آواز انابیہ کے کانوں پر پڑتے ہی اسکی نظر سیدھا کھڑکی پر گئی۔ آنکھوں میں کوئی ڈر نہیں تھا بلکہ اپنے اندازے کے سچ ہوجانے کا جیسے وہ آنکھیں انتظار کر رہی تھی۔ وہ آنکھیں اس وقت جیسے سب قبول کر چکی تھی۔ وہ آنکھیں اب ڈر اور خوف سے آزاد بے تاثر ہوچکی تھیں۔

دوسری طرف لیزا نے انابیہ کی اور دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ آواز،باقی آوازوں سے مختلف نہیں ہیں۔ مگر یہ آواز صرف آواز نہیں رہنے والی، یہ حقیقت بن جانے والی ہے جس کے لئے انابیہ شاہد خود کو تیار کر چکی تھی اس لئے وہ لیزا کے فکرمند چہرے کی جانب دیکھ کر مسکرائی۔

" میں ٹھیک ہوں ف۔۔فکرمت کرو " جیسے کہہ رہی ہو

اور لیزا جواب میں کچھ نا کہہ سکی۔۔

بدر اقبال،انسپکٹر سلیم اور ساتھ دو مزید اہکار، گاڑی سے بارہ نکلے ہی تھے کہ میڈیا کے تمام نمائیندے مکھیوں کی طرح ان کے آس پاس جمع ہوگئے۔

" آفیسر بدر۔۔ کیا آپ قاتل کا پتہ لگا سکے ؟ "

" کیا دونوں قتل ایک ہی شخص نے کئے ؟ "

" کیا اس قتل کا شک بھی انابیہ ہمدانی پر جاتا ہے؟ "

" اس قتل کے بارے میں آپ کیا تفصیلات بتانا چاہینگے؟ "

" کیا آپ قاتل کو گرفتار کرنے آئے ہیں یا پوچھ تاچھ کرنے ؟ " سوالوں کی برسات تھی اور اس برسات سے بچتے بچاتے وہ کسی طرح گھر کے اندر داخل ہوئے۔ تیز تیز قدموں سے وہ اب لاؤنچ میں آئے جہاں سب ہی انہیں دیکھ کر کھڑے ہوئے سوائے نیہا کی والدہ اور شاکرہ ہمدانی کے۔ وہ اب بھی چپ سادھے بیٹھی تھیں۔

" ہمیں نیہا کی والدہ اور والد سے سوالات کرنے ہونگے۔ ہم اس سے زیادہ وقت نہیں سے سکتے " سلیم نے کہا جس پر سب نے نیہا کی والدہ کی جانب دیکھا جو اب بھی اپنی جگہ چپ تھیں۔

" انکی چپ نہیں ٹوٹ رہی۔ یہ سکتے میں ہیں اور بابا کو دوائی دے کر سلایا ہے " شارک نے کہا۔

" میں زیادہ زور نہیں ڈالونگا۔۔" سنجیدگی سے کہتا بدر اقبال اب چلتا ہوا انکے سامنے کھڑا ہوا۔

آپکی بیٹی کے جانے کا افسوس ہے مجھے۔ پر صرف افسوس سے کچھ " نہیں ہوگا۔ یقینا آپ بھی چاہتی ہیں کہ آپکی بیٹی کو انصاف ملے۔ اور اسے انصاف دلانے کے لئے ہمیں آپکی مدد کی ضرورت ہے۔ آپکی یہ چپ اسے واپس تو نہیں لاسکتی پر اسکے انصاف میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ اس لئے۔۔ " وہ رکا۔ ایک قدم اور آگے بڑھا۔

ہمیں بس اتنا بتا دیں کہ کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ کس نے کیا؟ کیا کسی پر " کوئی شک؟ کیا کوئی بات ہوئی تھی؟ " اس نے ایک ساتھ تین سوال کئے تھے۔ تینوں سوالات ایک دوسرے سے الگ تھے۔

اس کی لا۔۔" وہ کہتے کہتے رکا۔ ایک گہری سانس لی۔ "

اسکے پاس اے لکھاتھا۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ اے کون ہے؟ " ایک " اورسوال ہوا تھا۔ پر اس بار بھی صرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔بدر نے کچھ دیر انکے کچھ کہنے کا انتظار کیا۔ کوئی جواب آیا تو اب اسے ایک آخری حربہ آزمانا پڑا۔

ٹھیک ہے۔۔ " وہ کہتے ہوئے شارک کی جانب مڑا۔ "

کیونکہ ہمارے پاس کوئی گواہ ہے نا ہی کوئی کلو۔۔ تو قاتل کون ہے اسکا " پتا لگانا ناممکن ہے۔ نا ہم قاتل پکڑ سکتے ہیں اور نا ہی ہم زیادہ وقت اس چپ کے ساتھ برباد کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ کیس کلوز کرتے ہیں۔۔ چلو " اسکے الفاظ پر زمان اور شارک کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں جبکہ وہ کسی کا بھی جواب سنے بنا تیزی سے وہاں سے جانے لگا۔

انابیہ " ایک آواز۔۔ بس ایک آواز نیاانکے بڑھتے قدم روک دیئے۔ ایک " آواز پر زمان اور شارک نے حیرت سے انکی جانب دیکھا دیکھا۔ ایک آواز پر شاکرہ ہمدانی ایک جھٹکے سے ان سے دور ہوئیں۔

ایک بار پھر بدر اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔

انابیہ؟ " سوالیاں انداز میں کہا جس پر وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں اور " بے حد سنجیدگی سے کہا۔

" " اے کا مطلب انابیہ ہے۔۔ اسکا قتل انابیہ نے کیاہے

امی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ “ شارک جیسے تڑپ کر انکے پاس آکر بولا۔ "
بدرنے اسکا انداز نوٹ کرتے ہوئے بس ایک نظر ہی اس پر ڈالی جبکہ زمان جوکہ شاید جانتا تھا یہ ہوگا۔ آنکھوں میں غصہ، افسوس اور سنجیدگی لئے کھڑا تھا۔

نہیں۔۔ میری بیٹی نے کچھ نہیں کیا۔ جھوٹ ہے یہ “ شاکرہ ہمدانی احتجاج " میں بولیں۔

آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں کہ یہ انابیہ نے کیا ہے؟ “ بدر " نے ایک اور سوال کیا۔

کیونکہ اسکی آخری ملاقات کل انابیہ سے ہی ہوئی تھی اور آج صبح وہ " پولیس سٹیشن جانے والی تھی “ یہ بات نئی تھی۔ جس سے زمان اور شارک دونوں ہی لاعلم تھے۔ زمان نے حیرت سے شاکرہ ہمدانی کی جانب دیکھا اور انکی چپ یہ بتا گئی وہ بلکل سچ کہہ رہیں ہیں۔

پولیس سٹیشن کیوں؟ “ ایک اور سوال ہوا تھا۔ "

کیونکہ پرسوں رات انابیہ نے شاہد کا قتل کنفیس کیا تھا۔ نیہا نے چھت پر " تھی تو اس نے سن لیاا ور یہی بتانے وہ انابیہسے ملنے گئی تھی “ انکے جواب پر بدر نے شاکرہ ہمدانی کی جانب دیکھا۔

کیا یہ سچ ہے؟ کیا انابیہ نے کوئی کنفیشن کیا تھا ؟ “ بدر نے سوال کیا " جس پر زمان آگے بڑھا۔

وہ کنفیشن نہیں تھا۔ اس نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا تھا جس سے ڈر کر " وہ جانے کیا کچھ کہتی رہی۔ اسے خود بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ کیاکہہ رہی ہے۔ وہ ڈری ہوئی تھی۔ “ زمان کے الفاظ پر شارک بے اختیار ایک قدم پیچھے ہوا۔ وہ اب ایک عجیب کشمکش میں گھرا تھا۔ ایک طرف انابیہ سے محبت تھی اور دوسری طرف اکلوتی بہن۔۔ وہ کس پر یقین کرتا؟

کیا اس نے کہا کہ شاہد کا قتل اس نے کیا ہے؟ “ بدر نے ایک اور سوال " کیا۔ لہجے میں بے انتہا سنجیدگی تھی۔

"کیا اس نے وہ ڈری ہوئی تھی " شاکرہ ہمدانی کی جانب سے کہا گیا۔ "کہاتھا ؟ " اس بار آواز کچھ اونچی اور پہلے سے زیادہ سخت تھی اور وہ سمجھ گئے کہ اب کوئی راستہ نہیں بچا۔

"ہاں " اور زمان کا یہ ایک لفظ شارک کے پیروں تلے زمین نکال چکا تھا۔ وہ صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا۔ اسکی دنیا ایک دم ہی درہم برہم ہوگئی تھی۔ وہ کیا کیا سوچ رہا تھا اور ہو کیا رہا تھا؟ اسکی بہن کا قتل۔۔ انابیہ؟

"نہیں۔۔" دل چیخا تھا۔ پر یہ چیخ اب کیا کر سکتی تھی؟ سوائے مزید تکلیف دینے کے؟

"ارسٹ وارنٹ نکلواؤ۔۔ ہم ابھی انابیہ کو گرفتار کرینگے " بدر کے کہنے پر سلیم نے موبائل نکالا اور ایک سائیڈ پر چلا گیا۔ شاکرہ ہمدانی اب صوفے پر بیٹھی رونے لگیں۔ جبکہ بدر اب زمان کی طرف متوجہ ہوا۔

"اس رات کیا ہوا تھا؟ " بدر نے سوال کیا گیا۔ اور اب زمان خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی بہن کو نقصان پہنچانے پر مجبورہوگیا تھا۔وہ چاہتے تو انکار کرسکتے تھے۔ نیہا کے علاوہ کوئی نہیں تھا تو اس رات کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔ ان سب کے لئے یہ چھپانا آسان تھا۔ مگر یہاں آڑے وہ تربیت آگئی تھی جو انہیں دی گئی تھی۔ سچ کہنے کی تربیت۔۔

انکا ماننا تھا کہ سچ تکلیف دہ ضرور ہوتا ہے مگر ہزار تکالیف کے بعد آخر میں سرخرو بھی سچ ہی وہوتا ہے۔

اور جھوٹ اس خوبصورت خواب کی طرح ہوتا ہے جو کتنا ہی حسین کیوں نا ہو؟ نیند کتنی ہی لمبی کیوں نا ہو۔۔ ایک ناایک دن آنکھ کھل ہی جاتی ہے اور حقیقت، صرف سچ ہوتا ہے۔

آج اتنے مشکل حالات میں بھی وہ سچ کو مضبوطی سے پکڑے خود کو ہی تکلیف میں مبتلا کر رہے تھے۔ مگر اندر ہی اندر وہسب جانتے تھے ایک دن یہ سچ سرخرو ضرور ہوگا۔

ایک بار پھر انابیہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی آگئی تھی۔ ایک بار پھر وہ پولیس کے ہمراہ اس گھر سے نکلی تھی۔ ایک بار کیمرے نے اسکے لاکھ چھپانے

کے باوجود اسکے چہرے کا طواف کیا تھا۔ ایک بار سوالوں کی پوچھاڑ ہوئی تھی۔

" کیا آپ نے شاہد عدیل اور نیہا ہمدانی کا قتل کیا؟ "

" مس انابیہ آپ نے یہ کیسے کیا؟ "

" کیا نیہا ہمدانی کا قتل آپنے انکا منہ بند کر نے کے لئے کیا؟ "

" کیا آپ یہ الزام قبول کرتی ہیں؟ "

چاروں اور سوالات ہی سوالات ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ پوری دنیا اپنے تمام کام کاج چھوڑ پر بس اسکے جوابات سننے میں انٹرسٹڈ ہے۔ اور وہ۔۔۔ وہ ان سب کے درمیان، بے تاثر چہرہ لئے خاموشی سے چلتی ہوئی پولیس گاڑی میں آکر بیٹھ جاتی ہے۔ ایسے جیسے اسکے کانوں تک کوئی سوال پڑ ہی نا رہا ہو۔۔

وہ کچھ وقت بعد ایک بار پھر جیل میں موجود تھی۔۔ وہی جیل جہاں سے بس چند دن پہلے ہی تو وہ ہوکر گئی تھی۔

لگتا ہے اس جیل کو اس سے ایک دن میں ہی اتنی محبت ہوگئی کہ اب وہ اسے خود سے دور ہونے ہی نہیں دے رہی تھی۔

وہ گھر سے پولیس سٹیشن تک خاموشی رہی تھی۔ نا آنسو گرا تھا نا کوئی احتجاج۔۔ اس نے جیسے سب کچھ قبول کر لیا تھا۔

وہ جیسے اب خود کو ہرچیز کے لئے تیار کر چکی تھی۔

******

جیل کی بے رنگ دیوار سے ٹیک لگائے وہ زمین پر بیٹھی۔ دونوں ہاتھ گٹنوں کے گرد لپیٹ کر وہ اپنا چہرہ درمیان میں ٹکائے وہ بے تاثر بیٹھی ہے۔ دل و دماغ میں آتی ہر سوچ اور ہر بات کو جیسے اس نے روک دیا تھا۔ وہ اس وقت بہت خاموشی چاہتی تھی۔ اپنی ذات اور مکمل خاموشی۔۔

جانے کتنے ہی گھنٹے اس نے اسی طرح بیٹھے بیتھے گزارے۔۔ نا وجود میں کوئی حرکت ہوئی نا ہی کوئی سوچ، کوئی آواز اس کے قریب آئی۔۔ ایسا

لگتا تھا کہ جیسے ہر سوچ، ہر آواز اب ا سے ڈر کر چھپ گئی ہے۔ کسی میں اتنی ہمت ہی نہیں کے اسکا سامنا کرے۔

صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام ہونے کو تھی۔۔ اسکی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نا آئی تھی۔

کسی نے آکر پانی رکھا، کسی نے کھانا۔۔ مگر وہ نا کچھ دیکھ رہی تھی نا سن۔۔

اور جانے کب تک وہ ایسے ہی بیٹھے رہنے کا ارادہ رکھتی تھی کہ ایک حولدارنی لاک کھول کر اندر آئی۔

اٹھو۔۔ تمہاری وکیل سے ملاقات ہے “ اس نے کہا مگر انابیہ کے جسم " میں کوئی حرکت نا ہوئی۔

اٹھو بی بی۔۔ تمہاری وکیل آئی ہے “ ایک بار اس نے کہا۔ پر کوئی حرکت " نہیں۔ اب وہ غصے سے آگے بڑھی اور اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ہلایا۔

اٹھو بی بی۔۔ آواز آرہی ہے۔۔ وکیل آئی ہے تمہاری “ اسکے ہلانے پر " کیسے وہ کسی ٹرانس سے باہر آئی۔ دو سیکنڈ اسے ناسمجھی سے دیکھااورپھر جب اسکے الفاظ سمجھ آئے تو سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ ایک بار اسی انوسٹیگیشن روم میں تھی جہاں ایک بار پہلے بھی آچکی تھی۔ وہی کرسیاں۔۔ وہی میز

بس فرق یہ تھا کہ پچھلی بار اس ایک کرسی پر بدر اقبال موجود تھا اور آج اسکی وکیل۔۔ تانیہ

اسے اچانک خیال آیا کہ اب تک بدر نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔

وہ دوسری کرسی پر بیٹھی وہ تانیہ نے اسکی جانب مسکرا کر دیکھا۔ وہی پرافیشنل مسکراہٹ

کیسی ہیں آپ؟ “ اسے یہ سوال عجیب لگا۔ جیل میں کوئی لڑکی کیسی " ہوسکتی ہے؟

ٹھیک ہوں " ایک روایتی سوال کا روایتی جواب دیا۔ "

آپکا کیس پہلے سے بہت ویک ہوگیا ہے مس انابیہ۔ میں نے آپ سے کہا " تھا کہ احتیاط کیجئے گا۔ کوئی بھی ایسا کامیا اسی بات نہیں کرنی چاہئے تھی آپکو جو آپکے خلاف جائے " فائل کھولتے اس نے کہا۔ وہی وکیلوں والا انداز

انابیہ کا اس سے بات کرنے کا بلکل دل نہیں چاہ رہا تھ پر مجبوری تھی۔ وکیل کے بغیر کچھ ہوبھی نہیں سکتا تھا۔

جی۔۔ ٹھیک کہا آپ نے۔ مجھے خواب دیکھنے اور ڈرنے میں احتیاط کرنی " چاہئے تھی " انابیہ کا جواب تانیہ کو کچھ پل کے لئے حیران کر گیا۔ جیل میں بیٹھی ایک لڑکی کا اتنا ایٹیٹیوڈ اور ٹھنڈا انداز۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اسے امپریس ہونا چاہئے یا غصہ۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ اگر ایسا کچھ ہو ہی گیا تھا تو آپ لوگوں کو پولیس " کو سب بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ جو واحد گواہ تھی وہ جاچکی۔ پھر کیا ضرورت تھی انہیں یہ سب بتانے کی " وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی جبکہ اسکی بات پر انابیہ کیہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی۔

ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔۔ ضرورت توکوئی نہیں تھی۔ پر سچ ضرورت کے " لئے تو نہیں کہا جاتا۔۔ بلکہ سچ تو ہماری ضرورت ہے۔ اس لئے جو سچ تھا ہم نے کہہ دیا۔۔ کیونکہ جھوٹ نا ہماری ضرورت ہے اور نا ہم جھوٹ کی ضرورت پوری کرینگے " ایک بار پھر اسکا انداز اور مضبوط الفاظ تانیہ کو لاجوب کر گئے۔ ایک گہری سانس لیتی وہ دونوں کہنیاں میز پر ٹکائے آگے ہوئی۔

تو پھر ایک سچ مجھے بتائیں۔۔ کیا آپ نے مسٹر شاہد اور نیہا کا قتل کیا " ہے؟ " سوال ہوا۔۔ ایک بار پھر وہی سوال جو پوری دنیا اس سے کر رہی تھی۔ وہی سوال جو خود سے وہ لاکھوں بار کر چکی تھی۔

ایک بار اس نے خود میں جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔

وہ رات۔۔ کھائی میں

وہ میچ۔۔ فارم ہاؤس میں

وہ باڈی۔۔ درخت کے پاس

وہ مرر۔۔ خون سے لکھے الفاظ

وہ خواب۔۔ شاہد کا قتل

وہ کرسٹل آئیز۔۔ مدد کی آفر

ایک اور خواب۔۔ اسکا چہرہ

ایک اور روشنی۔۔ وہ کرسٹل آئیز

ایک اور قتل۔۔ نیہا کی باڈی

تار سے تار جڑنے لگے۔۔۔ وہ شروع سے اب تک ایک ایک بات، ایک ایک واقعہ یاد کرنے لگی۔۔

" اگر اسے تمہیں مارنا ہوتا تو اس رات مار دیتا اس کھائی میں۔۔۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا " بدر کے الفاظ یاد آئے۔

" یہ پہلی بار نہیں ہے۔۔۔ دو بار پہلے بھی اس طرح قتل ہوچکے ہیں اور ہر بار کسی قریبی پر ہی الزام لگا " ایک اور جملہ

آسمان میں اڑتا وجود۔۔۔ وہ روشنی

ایک ایک کڑی جڑ تی رہی۔۔۔ واقعات کہانی بنتے رہے

اور اچانک۔۔۔۔ اچانک اسکے دماغ نے جیسے ایک دھماکہ کیا تھا۔

اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ جیسے کچھ آشکار ہوا ہو۔۔ پر کیا؟

" کیا آپ نے قتل کئے؟ " اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات نوٹ کرتے تانیہ نے ایک بار پھر پوچھا۔

اور اس سوال پر انابیہ نے اسکی آنکھیں میں دیکھا۔ جہاں سوال تھا۔

" نہیں۔۔ " ایک مختصر جواب۔۔ جو تانیہ کو حیران کر گیا۔۔ اور حیرانی کی وجہ وہ لفظ نہیں تھا۔۔ بلکہ انابیہ کی آنکھوں میں وہ یقین، وہ مضبوطی اور وہ چمک تھی جو اسے پہلے سے بہت مختلف دکھا رہی تھی۔

" تو کیا آپ یہ جانتی ہیں کہ قتل کس نے کیا ؟ “ سوال بدلا گیا۔۔ پہلی بار اس سے یہ سوال ہوا تھا جو اسے اچھا لگا۔

" شاید۔۔ “ مسکرا کر جواب دیا۔ اور تانیہ ایک بار پھر حیران ہوئی۔

" کس نے ؟ “ اور اب وہ بلکل خاموش رہی پر اسکی آنکھیں صاف صاف کہہ رہی تھیں کہ وہ جواب نہیں دیگے۔ تانیہ نے ایک اور گہری سانس لی۔

" میں آپکی وکیل ہوں مس انابیہ۔ آپ کو مجھ سے کچھ چھپانا نہیں چاہئے۔۔ جو بھی بات ہے آپ سب مجھے سچ سچ بتا دیں “ اس نے جیسے انابیہ کو سمجھانا چاہا۔

" ایک بات تو بتائیں لائر “ انابیہ میز پر تھوڑا جھکی۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک لئے۔

" اگر میں کسی کا بھی نام لے لوں۔۔ تو کیا آپ میری بیل کروا سکتی ہیں؟ کیا آپ مجھے بے گناہ ثابت کرسکتی ہیں؟ کیایہ کیس ہمارے حق میں ہوجائے گا؟ “

" نہیں۔۔ کسی کا کام لینے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا نہیں جس کے خلاف اتنا بھی کوئی ثبوت ملا ہو یا کوئی بات ہوئی ہو کہ اس پر شک کیا جائے۔۔ قتل ثابت کرنا تو بہت دور کی بات ہے “ تانیہ نے کرسی سے ٹیک لگاتے کہا۔ انابیہ اسی جواب کی توقع کر رہی تھی۔۔ مسکراہٹ گہری ہوئی

" یعنی میرا اب یہاں سے رہا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔۔ رائٹ؟ “ وہ بھی اب سیدھی ہوئی۔

" ناممکن تونہیں۔۔ آپکا بیان ابھی ریکارڈ نہیں ہوا۔۔ اس لئے میں انوسٹیگیشن شروع ہونے سے پہلے آپ سے ملنیآئی ہوں۔۔ آپ گھر والون نے جو کہا سو کہا۔۔ مگر آپ۔۔ اگر آپ اسن سب باتوں سے مکر جائیں تو بیل کے لئے راستہ کھل سکتا ہے۔ آپ نے بس یہ کہنا ہے کہ اس رات کچھ نہیں ہوا تھا اور نیہا بس آپ سے ملنے آئے تھی۔ گھر والے جھوٹ کہہ رہے ہیں “ اور اسی بات پر انابیہ کے ہونٹوں مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چہرے پر اب سنجیدگی ظاہر ہوئی۔

" میری بات سمجھ لیں مس تانیہ۔۔ میں جھوٹ نہیں بولتی اور اپنے گھر والوں کے خلاف جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں جان چکی ہوں کہ آپ میرے لئے کچھ نہیں کرسکتیں سوائے سازشوں کے " وہ اب اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

" اس لئے اب مزید مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ آپ جاسکتی ہیں " اسکے کہنے پر تانیہ کچھ دیر اسے دیکھتیرہی۔ پھر افسوس سے سر ہلاتے کھڑی ہوئی۔ اپنی فائل اٹھائی۔

" اس ایٹیٹیوڈ اور سچ کی دیوتا بن کر تم اس جیل میں تو زندگی گزاد سکتی ہو پر نا باہر نکل سکتی ہو۔۔ نا ہی باہر گزار سکتی ہو " اسے جواب دیتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ جبکہ اسکے جاتے ہی ایک پولیس کانسٹیبل اور وہی حولدارنی اندر آئی۔

" اسے لے جاؤ۔۔ آفیسر بدر کل صبح اس سے انوسٹیگیٹ کرینگے " اس کے کہنے پر حولدارنی اب اسے بازو سے پکڑ کر لے جانے لگی۔

" میں ان سے ابھی ملنا چاہتی ہوں۔۔ انہیں کہیں میں نے ضروری بات کرنی ہے " انابیہ کے کہنے پر وہ دونوں ہی حیران ہوئے۔ اس لڑکی کو اتنی بہادری کس بات سے ملی ہے؟

" وہ بزی ہیں۔۔ جب فارغ ہونگے تو مل لینگے " اسے جواب دیتا وہ چلا گیا جبکہ انابیہ اب دوبارہ اسی جیل میں آئی جہاں اس نے اب جانے کتنا لمبا وقت اور گزارنا تھا۔

****

یہ صبح باہر سے جتنی روشن ہے۔ اس گھر کے اندر اتنی ہی تاریکی سے بھری ہے۔۔ شاکرہ ہمدانی نے رو رو کر اپنے آنسو تک خشک کر دینے تھے مگر زمان کی یقین دہانی پر، کہ وہ انابیہ کو جلد باہر لے آئے گا۔ انہیں کچھ حوصلہ ملا تھا۔ وہ اب بس اللہ سے ہر وقت اسکی سلامتی اور واپس آجانے کی دعا کر رہی تھیں۔ جباکہ فیصل ہمدانی کی حالت بھی ان سے کچھ مختلف نہیں تھی۔۔ زمانے بھر سے جانے کون کون رشتہ دار، کیسے کیسے جاننے والوں کی کل سے کالز آرہی تھی۔ جس پر انہوں نے فون بند کر دیا تھا۔۔ ایک

طرف بیٹی پر یقین تھا اور دوسری طرف اسی بیٹی کی ہونے والی اس بدنامی کی فکرمندی۔۔

وہ جانتے تھے کہ انابیہ نے کچھ نہیں کیا۔۔ آج نہیں تو کل۔۔ زمان اسے واپس لے آئے گا

مگر اس کے بعد؟؟ ایک ایسی لڑکی جس کا چہرا ہر نیوز چینل کی زینت بنا ہے۔ جس کے بارے میں ہر کوئی تبصرہ کر رہا۔ اسکا کیا فیوچر ہوگا؟ اسکی زندگی کیا کبھی پہلے جیسی ہوپائے گی؟ نہیں۔۔

بس یہی فکریں اور پریشانیاں لئے انہوں نے وہ چینل لگایا جہاں زمان نے کچھ دیر میں آنا تھا۔۔ ایک امید تھی کہ شاید وہ انابیہ کے لئے ایسی آواز اٹھائے کہ ساری آوازیں ماند پڑجائیں۔

جبکہ اگر زمان کے سٹوڈیو میں آؤ تو کیمرا مین سب کچھ تیار کر چکے ہیں۔۔ لائیو ہونے میں بس پانچ منٹ باقی تھی اور وہبے چینی سے دائیں بائیں چکر لگاتا کسی کا انتظار کر رہا ہے۔۔

کہا رہ گیا یہ۔۔۔ ٹائم ختم ہونے والا ہے " ورسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔ "

ابھی دو تین چکر ہی لگائے تھے کہ ایک شخص ہاتھ میں کچھ پیپر ز لئے بھاگتا ہوا اسکی جانب آیا۔

کہاں رہ گئے تھے تم " اسکے آتے ہی زمان نے غصے سے کہا۔ "

سوری باس۔۔۔ بس خبر ہی ایسی ہاتھ لگی تھی کہ کسی اور تک پہنچنے " سے پہلے سب حاصل کر کے آنا تھا " اس نے پیپر اسکے سامنے لہراتے ہوئے ایکسائیٹمنٹ میں کہا۔

کیا۔۔ ایسی کیا خبر ہے ؟ " پیپر اسکے ہاتھ سے لیتے ان پر نظر دوڑاتے " اس نے کہا۔

یو ٹرن ہے باس۔۔۔ شاہد، نیہا قتل کیس کا یو ٹرن " چہک کر چٹکی بجاتے " اسنے کہا جبکہ زمان کے چہرے پر جانے کتنے عرصے بعد مسکراہٹ آئی۔۔۔

" تمہیں اسکا انعام ضرور ملے گا " اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا وہ اب تیزی سے جاکر کیمرے کے سامنے اپنی چئیر پر بیٹھا۔ جبکہ اس لڑکے نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ زمان کو اتنے عرصے بعد مسکراتا دیکھ اسے اچھا لگا تھا۔

اور زندگی میں کتنے کی مشکل امتحانات کیوں نا دینے پڑجائیں۔۔اگر آپ کے پاس مخلص کوئی ایک شخص بھی ہو تو آپ کسی بھی مشکل امتحان میں فیل نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ جس طرح انسان کو گرانے والا انسان ہوتا ہے۔۔ اسی طرح اللہ کے بعد انسان کو سمیٹنے والا بھی انسان ہی ہوتا ہے۔۔

اور انابیہ شاید اس معاملے میں لکی ثابت ہوئی تھی۔۔۔

" اٹھو۔ صاحب نے بلایا ہے " وہ جیسے اسی انتظار میں بیٹھی کہ اس حلودارنی کے جملہ مکم کرنے سے پہلے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اسکی اس ایکسائیمنٹ پر حیران ہوتی اب ایک بار پھر اسے انوسٹیگیشن روم لے جانے لگی۔

" اسلام وعلیکم ناظرین۔ آج کی تازہ خبر کے ساتھ میں ہو آپکا میزبان زمان ہمدانی " زمان کی آواز شارک کے آفس، نیہا کے گھر اور انابیہ کے ٹی وی لاؤنج سے ہوتی جانے کتنے کی گھروں تک پہنچی تھی۔

وہ اسے انوسٹیگیشن روم میں آتے ہی اس کرسی پر بیٹھی جس کے بلکل سامنے چہرے پر وہی مخصوص سنجیدگی لئے اپنیگہری نیلی آنکھوں سے اسے دیکھتے بدر اقبال بیٹھا ہے۔ انابیہ مسکرائی

" تازہ اپڈیٹ ملی ہے کہ شاہد عدیل اور نیہا ہمدانی کا قتل۔ اس طرح کا کوئی پہلا قتل نہیں ہے " زمان کا انکشاف کئی لوگوں کو حیران کر گیا۔

" یہ پہلا قتل نہیں تھا۔ پچھلے تمام قتل ایک ہی طرح سے الگ الگ سال ہوئے۔ مگر ایک ہی قاتل کے ہاتھوں۔ ہے نا ؟ " اس بار سوال کا سلسلہ انابیہ نے شروع کیا جس پر بدر نے الجھ کر اسے دیکھا اور مثبت انداز میں سر ہلایا۔

" جیسے کے آپ سکرین پر دیکھ سکتے ہیں آج سے پانچ سال پہلے بھی اسی طرح کے ایک قتل ہوا تھا۔ جبکہ ایک اور قتل سات سال پہلے۔ جیسا

کہ ان تصاویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں قتل ٹھیک اسی طرح ہوئے جس طرح شاہدعدیل اور نیہا ہمدانی کا " سکرین پر کئی تصاویر چلنے لگیں۔۔ چار مقتول کی، ایک ہی طرح کی تصاویر۔۔

اور ہر بار انہیں کے کسی قریبی فرد پر الزام لگایا گیا؟ وہ جیل گئے اور " خودکشی کرلی۔۔ ہے نا ؟؟ " ایک اور سوال کیا جس پر ایک بار پھر بدر نے مثبت انداز میں سر ہلایا۔

عجیب اتفاق تو یہ ہے کہ پچھلے تو قتل کے الزام بھی انہیں کے قریبی " لوگوں پر ثابت ہوئے اور انہیں جیل کردی گئی۔۔ جہاں ان دونوں نے کچھ عرصے بعد خود کشی کی " زمان کے الفاظ پر شاکرہ اور فیصل ہمدانی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ جبکی دوسری جانب شارک کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔

پچھلے واقعات کے مطابق اب آگے مجھے سزا ہوگی اور میں جیل میں " خودکشی کر لونگی۔۔ پر " انابیہ اب آگے جھکی۔

موجودہ وقت میں شاہد عدیل اور نیہا ہمدانی کا قتل بھی ٹھی اسی طریقے " سے کیا گیا اور اس وقت اس قتل کا الزام بھی انہیں کی قریبی رشتہ دار انابیہ ہمدانی پر لگا۔۔ کیا یہ صرف اتفاق ہے یا کسی کی سازش ؟ " سوال اٹھا تھا۔۔ جو کئی لوگوں کو سوچنے پر مجبور کر گیا۔۔

سوال یہ ہے کہ ہر بار۔۔ خودکشی، الزام ثابت ہوجانے کے بعد ہی کیوں؟ " مرنا ہی ہے تو پہلے کیوں نہیں؟ " انابیہ نے سوال اٹھایا۔۔ جس پر بدر اب حیران ہوا۔۔ یہ اس نے بھی سوچا تھا۔۔اور یہ لڑکی بھی اس تک پہنچ گئی تھی۔ وہ واقعی بہت عقل مند اور سمجھدار لڑکی ہے۔۔

لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔۔ ایک ہی طرح بار بار کسی کا قتل ہونا یا تو " قاتل کے ایک ہونے کی طرف اشارہ کرتاہے۔۔ یا اس بات کی طرف کہ کوئی اس قاتل کا طریقہ فالو کر رہا ہے " اب زمان نے اپنے سامنے رکھے پیپرز میں نے ایک پیپر ڈھونڈ کر نکالا۔۔

کیونکہ اگر خودکشی قتل ثابت ہونے سے پہلے کی جائے گی تو کیس " مکمل طور پر کلوز نہیں ہوگا اور کہیں نا کہیں، کوئی نا کوئی اسے ضرور

انوسٹیگیٹ کرے گا۔ اس لئے بیسٹ آپشن، الزام ثابت ہونے کے بعد خودکشی کا ہے “ بدر کے جواب پر انابیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔ جبکہ بدر یہ جاننے سے قاصر تھا کہ اسکے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟

" ہم نے انہیں سوالوں کے جوابات حاصل کرنے کے لئے کچھ ایکسپرٹس سے رابطہ کیا۔ کہ آخر کسی درخت کی ڈالی، یا پنسل جیسی چیز سے کسی کی گردن کے بیچوں بیچ وار کر کے لئے کتنی طاقت اور وقت چاہئے؟ “ زمان نے ایک بار پھرکیمرے کی اور دیکھا۔ جبکہ باقی سب اب بے چینی سے اسکے آگے کہنے کا انتظار کرنے لگے۔

" کسی کو پھنسایا نا بھی جائے تب بھی قاتل تک نہیں پہنچ سکتا کوئی بھی۔۔ کیونکہ قاتل کوئی انسان نہیں ہے “ اور انابیہ کی بات پر بدر اقبال کی آنکھیں حیرت ست پھیلیں۔ یہ وہ نہیں سوچ سکتا تھا۔۔

" ایک ایک درخت سے اتنی مضبوط ڈالی کو توڑنے اور کسی کی گردن کے بیچوں بیچ وار کرنے کے لئے ایک بہت مضبوط اور تقریباً چھ فٹ کے قریب قد والے انسان کو پانچ سیکنڈ لگینگے۔۔اگر اسکی رفتار بھی اتنی ہی تیز ہو تو ۔۔“ زمان نے اب پیپرسکرین کے سامنے کیا۔ جو کہ ایکسپرٹس کی رپورٹ تھی۔۔

" وہ کوئی اور مخلوق ہے۔ جو نہیں چاہتی کہ کسی کو بھی اسکے ہونے کا احساس ہو۔۔ اور یہی وہ راز ہے جسے چھپانے کیلئے یہ سب قتل ہورہے۔۔۔ اپنی موجودگی چھپانے کا راز “ انابیہ نے جیسے ہتمی انداز میں ایک تھیوری پیش کی۔۔اور بدر جانتا تھا کہ وہ کس کی بات کر رہی ہے۔۔ کرسٹل آئیز

" جیل میں موجود اس لڑکی کا نا اتنا قد ہے اور نا ہی جسمانی مضبوطی کہ وہ ڈالی توڑ کر ایک مضبوط مرد کی گردن پر ایک ہی وار کرے۔۔ اور وہ مرد آواز تک نا نکال سکے۔۔ “ زمان نے اب نفی میں سر ہلایا۔۔

" اگر وہ اپنی موجودگی چھپانا چاہتا ہے تو تمہارے سامنے کیوں آرہا۔۔ وہ بھی بار بار ؟ “ بدر نے ایک سوال کیا۔۔ سوال کہ جس کا جواب شاہد انابیہ پہلے ہی سوچ چکی تھی۔

" یہ ناممکن ہے۔۔ ایک پانچ فٹ چار انچ کی سمارٹ لڑکی۔۔ پانچ سیکنڈ میں ایک مضبوط مرد پر ایسا وار نہیں کر سکتی۔ یعنیانابیہ ہمدانی کو پھنسانے کی کوشش کی جارہی ہے۔۔ یعنی قاتل کوئی اور ہے۔۔ کون؟ اسکا جواب ہم پولیس سے مانگتے ہیں۔۔ سائنس کی روشنی میں ہم چاہتے ہیں کہ پولیس اس بات کا جواب دے کہ انابیہ ہمدانی کے خلاف ثبوت کیا اتنے پکے ہیں کہ وہ قاتل ہوں؟ " زمان نے سوال اٹھایا۔

" باقیوں کے سامنے بھی آیا ہوگا۔۔ تانکہ انہیں ڈرا کر انکے منہ سے اقبالِ جرم کروا سکے۔۔ جیسے اس رات میں نے کہہ دیا تھا " اور انابیہ کے جواب پر بدر ایک بار پھر اس لڑکی سے امپریس ہوا تھا۔۔ وہ واقعی ہر بات، ہر نقطے کا قابلِ یقین جواب دے رہی تھی۔

" ہمارا سوال ہے کہ کیا پولیس اس سے پہلے ہونے والے قتل سے انجان تھی؟ اور اگر نہیں تھی تو کیوں انہوں نے اسکالنک ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی؟ " زمان کی جانب سے ایک اور سوال اٹھایا۔

" میں اگر سب مان بھی لوں تو ثابت نہیں کرسکتا۔۔ ان سب پر کوئی انسان یقین نہیں کرے گا ۔۔

عدالت سچائی سے زیادہ ثبوت اور گواہوں پر یقین رکھتی ہے۔ پھر چاہے ثبوت بناوٹی کیوں نا ہوں۔۔ پھر چاہے گواہی جھوٹی ہی کیوں نا ہو " بدر نے ایک کڑوی حقیقت اسکے سامنے رکھی تھی۔ جو شاید وہ بھی جانتی تھی۔

" ہمارا سوال ہے کہ ایک قتل کے بعد دوسرا قتل کیسے ہوا؟ کیسے مقتول نیہا کا لکھا گیا اے انابیہ ہمدانی ہی کی طرف اشارہ کرتا ہے؟ کوئی اور بھی تو ہوسکتا ہے یہ؟ " زمان نے ایک اور سوال اٹھایا۔

" جانتی ہوں۔۔ قانون کو اندھا اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ وہ سچ کی روشنی برداشت ہی نہیں کرسکتا ہے۔۔ لیکن جو روشنی میں نے دیکھی ہے، میں اسے ثابت کر سکتی ہوں ۔۔ میں یہ ثابت کرسکتی ہوں کہ قتل کسی انسان نے نہیں کئے " ایک بار پھر بدر کو حیران ہونا پڑا۔۔ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟

" ہمارا سوال ہے کہ کیا کسی کے خوف،خواب میں ڈر، نیند یا پینک اٹیک میں کہے گئے الفاظ، کیا کنفیشن کی حیثیت رکھتے ہیں؟ نہیں۔۔ تو پھر آج انابیہ ہمدانی اس جیل میں کیوں ہے؟ “ میز پر ایک ہاتھ مارتے اس نے ایک اور سوال اٹھایا۔۔ سوال جو کئی ہونٹوں پر مسکراہٹیں لے آیا۔ جن میں شارک بھی شامل تھا۔

" کیسے ؟ “ بدر نے سوال کیا۔

" اس جیل سے نکل کر۔۔۔ اسکے لئے آپکو مجھے یہاں سے نکالنا ہوگا۔۔ جلد ازجلد “ انابیہ کے جواب پر بدر نیاسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو ” “ آفیسر میں ہوں یا تم؟ یہ حکم کسے دے رہی ہو تم؟

" ہمارا سوال ہے کہ کیا پولیس دونوں مقتول کے قتل کا موٹیو معلوم کر پائی ہے؟ اگر نہیں۔۔ تو کیا ہے جو پولیس نے معلوم کیا ہے؟ انابیہ ہمدانی کا بریسلٹ، جسے کوئی بھی وہاں رکھ سکتا ہے؟ اسکے ڈر اور خوف میں کہے الفاظ جو کوئی بھی ڈر کر کہہ سکتا ہے۔۔ نیہا کا لکھا اے، جو شاید اس دنیا میں انابیہ کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا؟ کیا ہے جو پولیس نے ڈھونڈا ہے؟ کیا ؟ “ اور اسی کے ساتھ۔ زمان کے سوالات ختم ہوئے تھے۔۔

اور ہر طرف۔۔ ہر چینل پر اب نئے سوال اٹھنے لگے تھے۔۔

" تمہاری بیل پاس نہیں ہوئی۔۔ تم یہاں سے نہیں نکل سکتی “ بدر کے جواب پر انابیہ مسکرائی۔۔ معنی خیز مسکراہٹ

" کم آن آفیسر بدر ۔۔ جہاں قانون کے ہاتھ لمبے ہیں، وہیں قانون کے محافظوں کی پہنچ بہت اونچی ہے۔۔ جیل میں ملزم رکھ کر، باہر مجرم کو سیر کیسے کروانی ہے۔۔ یہ وہ بہت اچھی طرح جانتے ہیں “ اور انابیہ کو سمجھتے ہوئے بدر کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ بکھری۔۔ یہ لڑکی بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین کھلاڑی تھی۔۔ ایسا کھلاڑی جو چال چلنا اور بات بنانا خوب جانتا ہے۔۔ وہ ایک بار پھر اس سے امپریس ہوا۔۔

" سیر کی تیاری کرو۔۔“ بدر کہتا کھڑا ہوا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے

سفر آنے والا ہے “ اور اسی کے ساتھ وہ وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ انابیہ " نے جانے کتنے دنوں کے بعد سکھ کا سانس لیا۔۔

وہ جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔۔

وہ جانتے تھی کہ اب سفر مشکل ضرور ہے۔۔

مگر اندھیرا اتنا نہیں کہ وہ راستہ نا ڈھونڈ سکے۔۔

اور پھر اسکے ساتھ بدر اقبال بھی تو تھا۔۔

ایک مضبوط ساتھ۔۔

بدر کے خیال پر اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

****

کیا تم نے جو کہا وہ سب سچ تھا؟ “ شارک کی آواز ا سکے کانوں پر پڑی۔ " وہ اس وقت گھر کے اندر گاڑی پارک کر رہا تھا جب اسکی کال آئی۔

کیا کبھی جھوٹ کہا ہے میں نے ؟ “ گاڑی لاک کر کے گھر کے اندر آتے اس نے کہا جہاں اسے لاؤنج میں ہی شاکرہ اور فیصل ہمدانی اسے انتظار میں بیٹھے نظر آئے۔

اگر ایسا ہے تو یہ سب اور زیادہ الجھ گیا ہے زمان ۔۔ کیا ان سب میں تمہیں " میری کوئی مدد چاہئے ؟ “ شارک نے ایک اور سوال کیا جس پر زمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔ اسے یہی امید تھی کہ شارک، انابیہ پر یقین ضرور کرےگا۔

تم مدد ہی تو کر رہے ہو شارک “ صوفے پر بیٹھتے اس نے کہا جس پر " وہاں موجود دونوں افراد ان یہ جان گئے کہ وہ کس سے بات کر رہا ہے؟

میں نے تو کچھ نہیں کیا زمان۔۔ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا ہوں میں ۔ نا اپنی بہن کے لئے کچھ کر پایا اور نا ہی اپنی --- “ وہ کہتے کہتے رکا۔۔ احساس ہوا کہ وہ اسکا بھائی ہے اور ان حالات میں اظہار محبت کرنا بہت غلط ہے۔

"اپنی ؟

" اپنی کزن، اپنی دوست کے لئے “ اس نے کہا جس پر زمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

" تم نے کیا ہے شارک۔۔ یہ راستہ تم نے ہی تو مجھے دکھایا تھا۔ اپنے چینل کا فائدہ اٹھا کر اپنی بہن اور شاہد، نیہا کی مدد کرنا۔ ورنہ میں تو شاید اب تک جاب چھوڑ بھی چکا ہوتا۔ "

" ہاں۔۔ بس میں چاہتا ہوں کہ جو بھی ان سب کے پیچھے ہے وہ جلد از جلد پکڑا جائے اور ہماری زندگیاں کچھ نارمل ہوں "

" ایسا ہی ہوگا۔ تم بس مجھ پر یقین رکھوں۔۔ میں انابیہ کو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی سزا نہیں ہونے دونگا اور پولیس پر اتنا پریشر ڈالونگا کہ وہ اصلی قاتل تک پہنچ کر رہے گی “ اٹل لہجے میں کہتے اس نے کال کٹ کی۔

" انابیہ کا کیا ہوا؟ “ کال کٹ ہوتے ہی شاکرہ ہمدانی نے پوچھا۔

ایک دو دن تک بیل ہو جائے گی امی۔۔ کل تو بیل نہیں دی انہوں نے مگر اب مجھے معلوم ہے کہ بیل کیسے کروانی ہے۔ آپ فکر نا کریں " تسلی دینے کی کوشش کی ۔۔ ناکام کوشش

" کیسے فکر نا کروں؟ میری بیٹی نے پوری رات جیل میں گزاری ہے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ ایک دو دن اور لگے گئیں؟“ وہ ایک بار رونے لگی تھیں ۔

" ہمت سے کام لیں امی ۔۔ اس کے علاوہ کوئی اور چارہ بھی نہیں ہے۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ "

" آج کی نیوز کے بعد ہمیں بہت سپورٹ ملی کے عوام اور باقی چینلز کی طرف سے بھی ۔ مجھے نہیں لگتا کہ ان سب کے بعد پولیس کے پاس کوئی مضبوط وجہ ہو گی اسے جیل میں رکھنے کی "

" تم ایک بار پھر جا کر کیوں نہیں بات کرتے ان سے؟ ہو سکتا ہے وہ اسے بیل دے دیں؟ ، فیصل ہمدانی کی جانب سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے پاپا۔۔ میں ایک بار پھر جاتا ہوں “ وہ کہتے ہوئے اس نے موبائل اٹھایا اور کسی کو کال کی۔

" ہیلومس تانیہ ۔ ۔ سوری آپکو اس وقت ڈسٹرب کیا "

اٹس اوک مسٹر زمان ۔۔ کہئے؟ " دوسری جانب سے تانیہ کا جواب آیا۔ "

وہ میں پولیس سٹیشن جارہا ہوں۔ انابیہ کی بیل کی بات کرنے ۔ سوچا آپ " سے مشورہ کرلوں " زمان کی بات پر دوسری جانب تانیہ نے آنکھیں گمائیں۔

کوئی فائدہ نہیں ہے اسکا مسٹر زمان ۔۔ میں کل رات انابیہ سے ملی تھی ۔ " میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ پولیس کو بیان نادے اس رات کے بارے میں مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ آج صبح اس نے اپنا بیان ریکارڈ کروا دیا ہے جس کے مطابق اسے ڈراؤنے خواب آرہے ہیں کہ اس نے شاہد کو مارا ہے۔ اسی ڈر میں اس نے وہ الفاظ کہے جو کہ نیہا نے سن لئے تھے۔ اور اس رات وہ انابیہ کو یہی بتانے آئی تھی کہ اس نے سب سن لیا ہے اور وہ صبح پولیس کو جا کر بتائے گی۔ اور اگلی صبح وہ قتل ہوگئی۔" وہ رکی۔۔ ایک گہری سانس لی۔

اب آپ ہی بتائیں مسٹر زمان ۔۔ اس بیان سے انابیہ مجرم بن رہی ہے یا ملزم ؟ " "

وہ مجرم نظر آرہی ہے مگر مجرم ہے نہیں ۔۔ یہ سب انابیہ کو پھنسانے کے لئے کیا گیا۔۔ نیہا کے ایکو یکٹ اسی رات قتل جب وہ انابیہ سے ملی ؟ کیا یہ اتفاق لگ رہا آپکو؟ نہیں ۔ یہ انابیہ کو پھنسانے کے لئے ہیں ۔۔ تانکہ شک سیدھا انابیہ پر جائے زمان کے جواب پر وہ کچھ دیر خاموش رہی۔۔ جیسے کچھ سوچ رہی ہو ۔۔ " ایک بات تو بتائیں مسٹر زمان ۔۔ اس رات کے بارے میں قاتل کو کیسے معلوم ہوا؟ " اور تانیہ کے سوال پر زمان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔ ۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ اس رات آپ چاروں کے علاوہ صرف نیا تھی جس نے وہ سب سنا۔ ۔ اور اسی نے اپنے والدین کو بتایا۔۔ تو پھر قاتل کو کیسے معلوم ہوا وہ سب؟ کیسے اس رات ہی اس نے نیہا کا قتل کیا ؟ بقول آپ کے اگر وہ انابیہ کو پھنسانے کے لئے کر رہا ہے تو اسے کیسے معلوم ہو جاتا ہے سب کچھ ؟ کیا وہ آپ میں نے ہی کوئی ہے یا وہ انابیہ ہی ہے؟ " ایک کے بعد ایک سوال تھا۔ سوال کے جن کے جواب اسکے پاس نہیں تھے ۔سوال جن کے جوابات سے اسے کچھ کچھ ڈر بھی لگ رہا تھا ۔

" کوئی جواب نہیں ہے نا آپ کے پاس مسٹر زمان ؟ انابیہ کے پاس بھی نہیں ہیں -- کسی کے پاس نہیں ہیں -- یا تو یہ کیس اتنا سمپل ہے کہ انابیہ ہی قاتل ہے اور بس کوئی یہ ماننے کو تیار نہیں-- یا پھر یہ اتنا کامپلیکیٹڈ ہے کہ انابیہ قاتل نہیں پر قاتل کون ؟ یہ کسی کے وہم و گمان سے بھی بہت دور کی بات ہے ۔ مجھے نہیں لگتا کہ اتنی آسانی سے آپ انابیہ کو بچا سکتے ہیں -- کیونکہ یہ سوال اب جب پولیس کی جانب سے ہونگے تو بھی آپ ہی کے درمیان کوئی قاتل ٹھہرایا جائے گا --انابیہ نہیں تو کوئی اور-- " وہ رکی --

" پر کون ؟؟ " اور زمان یہاں لاجواب ہوگیا تھا ؟ تانیہ نے کیس کے جو پہلو اس کے سامنے رکھے تھے۔ اس کے پاس انابیہ کے حق میں اور قاتل کے خلاف کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔ موبائل کان سے ہٹا کر اس نے کال کٹ کرتے میز رکھا۔۔اسکا انداز کھویا کھویا تھا۔ جبکہ اسکے تاثرات نوٹ کرتے شاکرہ اور فیصل ہمدانی اب پریشان ہوئے۔

" کیا کہہ رہی ہیں وہ ؟ فیصل ہمدانی کی جانب سے سوال ہوا ۔ ۔ جس پر زمان نے انکی جانب دیکھا۔

" وہ پوچھ رہی تھیں

“ کیا پوچھ رہی تھیں ؟ شاکرہ ہمدانی نے بے تابی سے کہا۔

" “ قاتل انابیہ نہیں۔ تو پھر کون؟ آخر وہ ہے کون جسے سب معلوم ہوتا ہے ؟ زمان نے وہی سوال دہرائے--

سوال جواب ان تینوں کو ہی چپ کروا گئے تھے-- ایسا لگتا تھا کہ جیسے کہنے کو کچھ بچاہی نہیں --

جبکہ یہاں سے دور اپنے آفس میں بیٹھی تانیہ نے دوسری جانب سے کال کٹ ہوتے ہی میز پر موبائل رکھتے سامنے بیٹھے شخص کی جانب دیکھا۔ جو جانے کب سے یہاں موجود ہے؟

" کیا جواب دیا اس نے ؟ اسکی جانب سے سوال ہوا۔

" کچھ نہیں ۔۔ کال کٹ کر دی۔۔ اسکے پاس کوئی جواب ہو گا تو وہ دے گا " کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے کہا۔

" تمہارے پاس ہے کیا جواب ؟ " ایک اور سوال ہوا۔ جس پر تانیہ نے کچھ لمحے غور سے اسے دیکھا پر نفی میں سر ہلا یا ۔۔

" نہیں ۔۔ یہ سوال ایسے ہیں کہ اسکے جوابات کسی کے پاس نہیں ۔ ۔سوائے اس قاتل کے " تانیہ کے الفاظ پر سامنے بیٹھے شخص کے ہونٹ مسکرائے۔۔

" قاتل تو انابیہ ہے۔۔ تو یقیناً جوابات اسی کے پاس ہیں "

" معلوم نہیں ۔ ۔ کل جس یقین کے ساتھ اس نے نہیں کہا تھا۔۔ میں نے اسکی آنکھوں میں سچائی دیکھی تھی ۔ وہ قاتل نہیں لگی مجھے " تانیہ کے جواب پر اسکی مسکراہٹ ایک دم ہی غائب ہوئی ۔ آنکھوں میں غصہ لہرانے لگا۔اسکے بدلتے تاثرات پر تانیہ کچھ گھبرائی۔

" لیکن مجھے لگنے نا لگنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ قاتل وہی ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں " اس نے دوبارہ کہا ۔

جس پر اب اس شخص نے میز پر اپنی کہنیاں نکائیں اور تھوڑا آگے ہوا۔ تانیہ کی آنکھوں میں بے حد سنجیدگی سے دیکھتے۔

" تمہیں اپنا دماغ قاتل کون ہے کون نہیں میں نہیں لگا نا مس تانیہ۔ تمہارا اور تمہارے دماغ کا کام بس ایک ہی ہے ۔۔ کیا؟ " سوال کیا۔ ۔سوال کہ جس پر تانیہ نے خود کو سنبھالتے مسکرانے کی کوشش کی ۔ مسکراہٹ کے جس کے پیچھے کچھ چھپا تھا۔۔ جانے کیا ؟

" انابیہ کو سزا دلوانا " اور تانیہ کے جواب پر سامنے بیٹھے شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ۔ معنی خیز ۔ خطرناک مسکراہٹ۔

☆☆☆☆

وہی جیل اور اس جیل میں آج اسکی دوسری رات ۔۔ پر آج کی یہ رات کل طرح بے چین نہیں تھی۔ ۔ آج تو پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔ صبح بدر سے بات کرنے کے بعد وہ خود کو بہت مضبوط اور ریلیکس محسوس کر رہی تھی ۔۔ دماغ ایک فیصہ کر کے پر مطمئن تھا اور اس اطمینان کے پیچھے کہیں نا کہیں بدرا قبال بھی تھا۔۔ بدر کے خیال پر ایک بار پھر اسکے ہونٹ مسکرائے ۔ اسکا چہرہ ایک بار پھر اسکی نگاہوں کے سامنے روشن ہوا۔ ۔ گ صاف شفاف رنگت سنجیدہ گہری نیلی آنکھیں اور ان آنکھوں میں انابیہ کے لئے احساس۔۔ پسندیدگی --- یقین

اور اگر ان میں محبت کا اضافہ ہو جائے تو ؟ " دل نے آچانک ہی ایک " خواہش کی تھی ۔۔ خواہش کہ جس پر وہ چونک گئی۔

کیا سوچ رہی ہو یہ تم ۔ محبت؟؟ " دماغ نے ٹوکا۔۔ "

ہاں۔ تو کیا وہ تمہیں اچھا نہیں لگتا؟ " دل نے سوال کیا۔ "

اچھا لگتا ہے۔۔ کیونکہ وہ مجھ پر یقین کرتا ہے۔ میرا ساتھ دے رہا ہے اس " لئے دماغ نے جواب کے ساتھ ہی دلیل بھی دی ۔

تو تمہیں اسکا ساتھ دینا بھی تو اچھا لگ رہا ہے نا ؟ " دل نے معنی خیز " سوال کیا۔

اس وقت جب اکیلی ہوں تو ایسے میں اگر وہ میرے ساتھ ہے تو مجھے " کیوں نا اچھا لگے " دماغ کو سوال جیسے برالگا۔

سوچو ا گر اسے تم سے محبت ہو جائے تو ؟ یہ ساتھ پوری عمر کا ہو " جائے گا " دل نے ایک اور شرارتی سوال کیا۔

یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔۔ وہ ایک آفیسر ہے اور میں ملزم ۔ ۔ ایسا " نہیں ہوسکتا۔ ۔اسے کیوں ہو گی مجھ سے محبت؟ " دماغ منمنایا۔۔

ملزم ہو مجرم نہیں ۔۔ اور اسے اس پر تم سے زیادہ یقین ہے۔۔ ورنہ کہیں " نا کہیں تم بھی خود پر شک کرنے لگی تھی" دل نے بات پر دماغ کچھ افسردہ ہوا۔

ہاں۔۔ جو کچھ میرے ساتھ ہورہا تھا۔ اس کے بعد خود پر تھوڑا بہت شک ”
تو ہونا ہی تھا شرمندگی سے اقرار کیا۔

مگر اس نے نہیں کیا۔۔ ایک پل کے لئے بھی اس نے تم پر شک نہیں کیا۔ "
اس جیل میں بھی تمہاری حفاظت کر رہا ہے وہ ۔۔ کل اس جیل سے نکال
بھی دے گا۔۔ تمہارے ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ ہے وہ۔ ۔ ایسا ساتھ تمہیں
کہیں اور نہیں ملے گا۔۔ مان جاؤ ۔۔ بدرا قبال ایک بہترین لائف پارٹنر ثابت
ہوگا “ اور دل کی بات پر دماغ کو جیسے ایک جھٹکا لگا۔

واٹ !!! لائف پارٹنر ۔ ۔ مگر ہم تو محبت کی بات کر رہے تھے نا؟ یہ "
لائف پارٹنر کہا سے آ گیا بیچ میں؟ “ " اوہ۔۔۔ تو تم محبت کے لئے راضی
ہو؟ دل کی جانب سے معنی خیز انداز میں مسکرا تا سوال ہوا۔

نن۔ نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا “ دماغ نے نظریں چرائیں۔۔۔ جس پر دل "
جیسے جھوم اٹھا تھا۔

چلو۔۔ وہ وقت تو آیا جب ہم دونوں ایک ہی چیز چاہتے ہیں۔۔ کیا ؟ " دل نے "
خوشی سے جھومتے سوال کیا۔

محبت " اور انابیہ کے ہونٹوں سے بے اختیار ہی یہ لفظ ادا ہوا۔۔ "

انابیہ۔۔۔ انابیہ " مسلسل کوئی اسکا نام پکار رہا تھا۔ ۔ جس پر وہ دل اور "
دماغ کی دنیا سے باہر آئی۔

نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے شارک کھڑا تھا۔۔ آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ وہ
فوراہی کھڑی ہوئی اور اسکے سامنے آکر ر کی۔۔ دونوں کے درمیان بس
جیل کی مضبوط سلاخیں تھیں ۔

شارک تم یہاں؟ “ وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔ اسے امید نہیں تھی کہ نیہا "
کے بعد وہ اس طرح اس سے ملنے آئےگا۔ کیا وہ اسے الزام دینے آیا ہے؟

کیوں؟ تم یہاں ہوسکتی ہو تو میں نہیں ہو سکتا؟ مسکراتے ہوئے سوال کیا۔ "
سوال جس نے انابیہ کو کچھ اطمینان دیا ۔ یعنی وہ بھی اس پر یقین کرتا ہے۔
اسے خوشی ہوئی تھی۔

" مجھے لگا تم بھی مجھے ہی قاتل سمجھ رہے ہو گے " مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ضرور سمجھتا اگرتم کوئی ٹائیکوانڈو ہوتی ۔ مگر تم جیسی ہلکی پھلکی ، ہوا کے زور سے اڑنے والی لڑکی درخت پر لٹک تو سکتی ہے اور اسے تو ڑ نہیں سکتی " شرارتی انداز میں کہا۔ جس پر انابیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی ۔ " پہلی بار اپنے سمارٹ ہونے پر مجھے خوشی ہورہی ہے۔۔ ورنہ میں تو ہمیشہ وزن بڑھانے کی ناکام کوششوں میں ہی لگی رہتی تھی ۔

" اور میں تم سے ہمیشہ کہتا تھا کہ تم جیسی ہو پر فیکٹ ہو۔ بلکہ لکی تو جو کچھ بھی کھالو موٹی نہیں ہوتی ۔۔ ورنہ ہم جیسے لوگ تو کچھ بھی کھانے سے پہلے سو بار سوچتے ہیں کہ کھا تو رہے ہیں مگر سنبھال نہیں پا ئینگے " اسکی بات پر وہ دھیما سا ہنسی۔ آنکھوں میں نمی لئے یہ ہنستی انابیہ ، شارک کے دل کو بہت بھائی تھی۔۔ وہ گہری نظروں سے اسکے چہرے کا ایک ایک تاثر دیکھنے لگا۔

" انکل اور آنٹی تو مجھے ہی قاتل سمجھتے ہونگے نا " ایک زخمی مسکراہٹ لئے اس نے سوال کیا۔

" وہ اس وقت بہت تکلیف میں ہیں انابیہ۔ بیٹی کا غم ہو چتے سمجھنے کی صلاحیت سے بہت اونچا ہوتا ہے " اسےسمجھانا چاہا۔

" جانتی ہوں ۔۔ یقین کرو مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔ بلکہ مجھے تو بہت خوشی ہے کہ ایسے وقت میں تم سب میرے ساتھ ہو۔۔ مجھ پر یقین کرتے ہو۔۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہئے مجھے " وہ واقعی خوش تھی ۔۔ پورا دن بدرا سے زمان کے بارے میں بتا تا رہا تھا۔ بھائی کی کوشش اور یقین اسکی ہمت بڑھا گئی تھی۔ اور اب شارک کی موجودگی نے اسے مزید حوصلہ دیا تھا۔۔

برے وقت میں انسان کو بس اتنی ہی مدد چاہئے ہوتی ہے کہ اس کے آس پاس موجود لوگ اس کا حوصلہ بڑھانے کے لئے اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔۔ بس اتنا ہی۔۔ کیونکہ اپنے مشکل وقت سے ہر انسان ہی نکلنا جانتا ہے اور

نکل ہی آتا ہے۔ مگر اس برے وقت میں کس کا کیا رویہ تھا؟ اس سے وہ تب تک نہیں نکلتا جب تک کہ جسم سے روح نانکل جائے۔

اور اس معاملے میں جہاں نیہا، انابیہ کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوئی تھی۔۔ وہیں باقی سب اسکے ڈھال بنے اسکے ساتھ کھڑے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اب وہ جانتی تھی کہ اس نے ان سب سے کیسے نکلنا ہے۔

مجھے تم پر یقین ہے اور میں پوری زندگی تمہارے ساتھ ہوں انابیہ۔۔ یا " درکھنا " بے حد سنجیدگی سے کہے شارک کے الفاظ پر وہ کچھ پل کے لئے چونکی۔۔ بس کچھ پل کے لئے اسکی آنکھیں اسے کچھ الگ لگیں ۔۔ کچھ زیادہ ہی گہری اور سنجیدہ۔۔ اور پھر اگلے ہی پل وہ اس حیرت سے باہر آ گئی۔۔

اب ان حالات میں وہ یقیناً اتنا سنجیدہ ہی تو ہوگا نا۔۔

تھینک یو " دھیمی مسکراہٹ لئے اس نے کہا۔ "

" چلتا ہوں۔۔ اور فکر مت کرنا۔ ہم تمہیں یہاں سے نکال لینگے "

میں جانتی ہوں " مسکرا کر کہا جس پر شارک نے ایک آخری نظر اس " ڈالی اور پلٹ کر چلا گیا۔

جبکہ وہ ایسے اسے جاتا دیکھ رہی تھی جب اندر سے ایک آواز آئی۔

یقین تو اسے بھی ہے تم پر ، ساتھ تو یہ بھی ہے تو پھر یہاں ویسی " مسکراہٹ کیوں نہیں تمہارے چہرے پر جیسی بدرا قبال کے نام پر آتی ہے؟ " دل نے ایک سوال کیا۔۔ سوال کے جس پر وہ چونکی اور فورا ہی دوبارہ اسی جگہ جا بیٹھی جہاں پہلےبیٹھی تھی۔

یہ وقت دنیا سچائی سامنے لانے کا ہے ۔۔ محبت کا نہیں " دماغ نے جواب " دیا۔۔ جواب کہ جس پر دل بھی مان گیا۔

یہ وقت واقعی محبت کا نہیں تھا۔۔ یہ وقت قاتل تک پہنچنے اور سچ جانے کا تھا۔

باقی چیزوں کے لئے تو عمر پڑی ہے۔۔۔ ہے نا؟؟

☆☆☆☆

زمان نے جیل جانے کا ارادہ ، تانیہ سے بات ہونے کے بعد کینسل کر دیا تھا۔۔

اسکے سوالات نے اسکی سوچ کو نیا رخ دیا تھا۔۔

" قاتل جو بھی ہے۔۔ شاید وہ ہمارے آس پاس ہے۔۔ بہت قریب " وہ سوچ رہا تھا۔۔ بیڈ پر نیم دراز وہ جانے کب سے اس بارے میں سوچ رہا تھا۔ مگر کسی پر بھی کوئی شک نہیں تھا اسے۔ کیسے ہوسکتا تھا۔۔سب اسکے اپنے ہی تھے۔

" پچھلے قتل بھی تو ایسے ہی ہوئے۔ ۔ تو کیا وہاں بھی قاتل انکے قریب تھا؟ " اچانک ہی ایک سوال نے سر اٹھایا۔ " کیا یہ بس اتفاق ہے؟ یا پھر ۔ ۔ اگلی سوچ پر وہ چونکا۔۔

" یا پھر یہ سارے قتل کسی ایک کڑی پر جڑتے ہیں؟ " وہ اب اٹھ کر دائیں بائیں چکر لگانے لگا۔۔

" یقیناً ایسا ہی ہے۔۔ کچھ ایسا جو ہم نہیں جانتے ۔۔ کچھ ایسا جو ہم سے چھپا ہوا ہے یا چھپایا جا رہا ہے " سوچتے سوچتے وہ اچانک رکا۔۔ذہن میں جیسے کچھ کلک کیا ہو۔۔ اب وہ تیزی سے سائیڈ ٹیبل کے پاس آیا اور اپنا موبائل اٹھایا۔۔

" ہیلو " دوسری جانب کسی نیند سے بھری آواز آئی۔

" سوری تمہیں اتنی رات کو تنگ کیا " گھڑی میں بارہ بجے کا وقت دیکھتے اس نے افسوس سے کہا۔

" کوئی بات نہیں ۔ ۔ کہو سب ٹھیک ہے؟ " دوسری جانب سے فکر مندی سے پوچھا گیا۔

" تمہاری مدد چاہتے مجھے "

" کیسی مدد؟ "

" وہ دو قتل جو ہوئے تھے ؟ انکی فیملیز تک پہنچا جاسکتا ہے ؟ "

" ناممکن تو نہیں ۔۔ پر کیوں ؟ "

" مجھے کچھ معلومات چاہئے ۔۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ سارے قتل ایک دوسرے سے کہیں نا کہیں جڑے ہوئے ہیں ۔ تم پلیز مجھے ان دونوں کی فیملیز تک پہنچاؤ " زمان نے بیڈ پر بیٹھتے کہا ۔

" اوک ۔۔ کرتا ہون کچھ "

" تھینک یو " اور اسی کے ساتھ اس نے مسکراتے ہوئے کال کٹ کی ۔۔ چہرے پر فوراً ہی سنجیدگی آئی۔

" تم جو بھی ہو ۔۔ میں تمہیں ڈھونڈ کر رہونگا " خودکلامی کرتا وہ بے حد سنجیدہ لگ رہا تھا ۔

یہ آدھی رات کا وقت ہے جب اس پولیس سٹیشن پر سوائے گارڈز اور اندر چند پولیس حلو داروں کے، کوئی نہیں ہے۔ ایسے میں ایک شخص سر پر بلیک سوٹ پہنے دھیمے دھیمے قدم اٹھا تا اس جیل کی جانب بڑھ رہا ہے جہاں وہ کمیل سرتک کئے سورہی ہے۔ جبکہ جیل کے باہر دو پولیس حولدار کھڑے ہیں۔ وہ شخص اب ان دونوں کے درمیان آکر ہاتھ اٹھا کر انہیں جانے کا اشارہ کرتا ہے جس پر وہ دونوں ہی سر ہلاتے وہاں سے چلے جاتے ہیں ۔ اب وہ جیل کی سلاخوں کے پاس آتا ہے۔ ایک نظر اس سوتے وجود پر ڈالتے وہ کوٹ کی جیب سے ایک چابی نکال کر اب لاک کھولنے لگتا ہے۔

جانے لاک کھولنے کی آواز زیادہ تھی یاوہ جاگی ہوئی تھی کہ مکمل چہرے سے ہٹاتے وہ سیدھی ہوئی نظر اس پر پڑی۔ اور ایک انجان شخص کو جیل کے اندر آستاد یکھ وہ چیخنے ہی لگی تھی کہ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے چیخنے سے روکا۔

" ششش۔۔۔ میں ہوں " اسکے چہرے کے بے حد قریب ہوتے اس نے کہا۔ اورا نا بید ایک دم ہی سن ہوگئی۔

اسکی گہرئی نیلی آنکھیں اتنے قریب سے دیکھتے جیسے دل دھڑکنے کی درفتار تیز ہوئی۔ جلدی کرو ہمیں نکلتا ہے ، دھیمی سرگوشی میں کہتا وہ

اسکا ہاتھ تھام کر اٹھا اور آگے بڑھنے لگا۔۔ انا بی کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنا گرم ہاتھ اسکے ٹھنڈے ہاتھ کی گرفت میں دیکھتی اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔۔

اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب وہ لوگ پولیس سٹیشن سے باہر نکلے ۔۔ کب روڈ کے کونے میں کھڑی ایک گاڑی کے پاس آئے ؟ ہوش تو تب آیا جب اس نے انابیہ کا ہاتھ چھوڑا ۔۔ اچانک ہی جیسے کسی کمی نے انابیہ کو اسکی جانب دیکھنے پر مجبور کیا۔ اندر بیٹھو۔ ۔ ہمیں فورا نکلنا ہے اسے کہنا وہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر جا کر بیٹھا۔ جبکہ انابیہ اب ہوش میں آتی تیزی سے پینجر سیٹ کا دروازہ کھول اندر بیٹھی ۔۔ اور اگلے ہی پل وہ گاڑی اس سڑک سے تیزی سے نکل گئی۔

اب؟ “ تھوڑا دور جاتے بدر نے سوال کیا۔ ۔ نظریں سڑک پر ہیں ۔ ”

اب؟ وہ جیسے اسکی بات سمجھی نہیں تھی ۔ بدر نے ایک نظر اس پر ڈالی " اور پھر سامنے دیکھا۔

تم باہر نکلنا چاہتی تھی ، بنا کسی کو معلوم ہوئے۔ میں نے کر دیا۔۔ اب " آگے کیا کرنا ہے؟ “ اس نے تفصیلا اپنا سوال دہرایا ۔۔ جس پر انابیہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔۔

یہ مجھے کیا ہوتا جارہا ہے؟ دھیان کہاں ہے تمہارا انابیہ؟ ان باتوں کا وقت " نہیں ہے یہ " خود کو جیسے ڈانٹا ہو۔

مجھے ایک جگہ جانا ہے۔۔ ابھی “ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے " کہا۔

کہاں؟ “بدر کی جانب سے سوال ہوا۔۔ "

جہاں سے سب شروع ہوا تھا “ اور انابیہ کے جواب پر اس نے حیرت سے " اسکی جانب دیکھا۔۔

“ کیوں؟

کیونکہ سارے سوالوں کے جوابات و ہیں۔۔ اسی جگہ اور انابیہ کے جواب "
پر بدر نے کچھ دیر سوچتے ہوئے سنجیدگی سے گاڑی بائیں سڑک پر موڑ دی۔۔

وہ دونوں اب جوابات کی جانب جارہے تھے۔۔

و ہیں ۔۔ جہاں سے سارے سوالات شروع ہوئے تھے ۔۔

یہ تقریباً ایک گھنٹے تمہیں منٹ کے بعد کا وقت ہے۔۔ جب انکی گاڑی ایک سنسان سڑک پر چل رہی ہے۔ سڑک کہ جس کے دونوں اطراف میں درخت ہی درخت ہیں ۔۔ وہ شہر سے باہر آچکے تھے۔

اس پورے راستے میں بدر نے دو تین بار اس سے پوچھا کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے مگر انابیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

بس اتنا ہی کہا کہ آج وہ تمام جوابات حاصل کرے گی ۔۔ بدر نے اب دوبارہ اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

وہ جہاں کہہ رہی تھی ، وہ اسے لے کر جارہا تھا۔

گاڑی روکو " اچانک ہی انابیہ نے کہا جس پر بدر نے حیرت سے اسکی "
جانب دیکھا۔

“ " یہاں؟

ہاں--- گاڑی روکیں ۔۔ جلدی " انابیہ نے جس تیزی سے کہاں ، بدر کو "
بریک لگانی ہی پڑی۔

وہ گاڑی اب اسی سنسان سڑک پر رک گئی تھی ۔۔ یہاں دور دور تک کسی گاڑی، کسی انسان کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ سڑک پر واحد روشنی بس اس گاڑی کی تھی اور دونوں اطراف درخت ۔۔

یہاں کیوں رکے ہیں ہم؟ “بدر نے اسے دیکھتے سوال کیا جسے اگنور "
کرتی وہ اب دروازہ کھول کر باہر نکلی ۔۔

ٹھنڈی ہوا اس کے وجود سے ٹکرائی۔۔ درختوں کو چھو کر گزرتی یہ ہوا اس ماحول کو مزید خوفناک بنا رہی تھی۔ مگر اسے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔۔ وہ

چاروں اور نظریں دوڑ رہی تھی -- جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ وہی ہے، جہاں اسے آنا تھا؟

ہم یہاں کیوں رکے ہیں انابیہ ؟ " گاڑی سے باہر نکلتے بدر نے کہا۔ جس " پر انابیہ نے اسکی جانب کہا۔ " کیونکہ ہمیں یہی آنا تھا۔۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے سب شروع ہوا تھا" انابیہ کہتی ہوئی آگے بڑھی۔۔ " یہ جگہ ؟؟ تمہارا مطلب کیا ہے؟ ہم تو فارم ہاؤس جارہے تھے نا ؟ "بدراب چلتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

نہیں۔۔ ہم وہاں جارہے تھے جہاں سے سب شروع ہوا۔۔ اور اس رات۔۔ یہی " سے سب شروع ہوا تھا مسٹر بدر -- اسے یہی دیکھا تھا میں -- یہاں آگے " انابیہ نے دائیں جانب درختوں کی اور انگلی اٹھاتے کہا۔

آگے ایک کھائی ہے۔۔ اس کھائی میں پہلی بارا سے دیکھا تھا میں نے -- ان " " کرسٹل آئیز کو

تو اب۔ تم یہاں کیا کرنے آئی ہو؟ " بدر نے ایک بار پھر وہی سوال کیا " جس کا وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔ جواب لینے آئی ہوں۔۔ اور جواب لے کر ہی جاؤنگی اور اسی کے ساتھ وہ تیزی سے ان درختوں کی جانب بڑھنے لگی۔۔

کہاں جا رہی ہو؟ "بدر نے اسکے پیچھے آتے کہا جس پر انابیہ نے پلٹ " کر اسے ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا۔

میرے پیچھے مت آنا۔۔ اگر آپ قاتل تک پہنچنا چاہتے ہیں تو یہیں میرا " انتظار کریں " مضبوط لہجے میں کہتی وہ ایک بار پھر تیزی سے ان درختوں کی جانب بڑھنے لگی۔۔

یہ مت کرو۔۔ یہ خطرناک ہے "بدر نے اونچی آواز میں کہا۔۔ اس کے قدم " رکے پر وہ پالٹی نہیں ۔

خطر ناک کیا نہیں ہے بدر؟ " اس نے پہلی بار بدر کا نام لیا تھا۔۔وہ چونکا۔۔ " کچھ مختلف انداز تھا آج اسکا انداز ۔

جو کچھ یہاں میرے ساتھ ہوا تھا۔ کیا وہ خطرناک نہیں تھا ؟ "

جو کچھ شاہد کے ساتھ ہوا۔۔ جو میرے خوابوں میں میرے ساتھ ہوتا رہا

جو نیہا کے ساتھ ہوا۔اور جواب دنیا میرے ساتھ کرنے والی ہے۔۔ کیا وہ سب خطر ناک نہیں ہے؟

آج میرا جیل سے غائب ہونا کیا خطر ناک نہیں ہے؟ کیا صبح جب سب کو معلوم ہوگا کہ میں بھاگ گئی ہوں تو کیا میرا الزام ثابت نہیں ہوگا ؟ ان سب کے بعد، میر ا وہاں واپس جانا، کسی کو بھی نظر آنا کیا خطر ناک نہیں ہے؟ " سب کچھ خطرناک ہی ہے بدر ؟

میرے سامنے بھی خطرہ ہے " انابیہ نے سامنے درختوں کی جانب دیکھا۔ "

میرے پیچھے بھی خطرہ ہے " اس نے پلٹ کر بدر کی آنکھوں میں" دیکھا۔اور جانے ان آنکھوں میں ایسا کیا تھا کہ بدرا قبال تھم سا گیا تھا۔ یہ آنکھیں آج ایک نیا تاثر دے رہی تھیں ۔۔ پر کیا؟

جب ہر طرف خطرہ ہی خطرہ ہے۔ تو میں وہ خطرہ کیوں نا چنوں تو شاید " مجھے سچائی کے کچھ قریب لے جائے۔۔ میں وہ راستہ کیوں ناچنوں جہاں مجھے معمولی سی امید نظر آتی ہے " وہ رکی۔ آنسو کی نمی کو انگلی سے صاف کیا۔۔ مسکرائی۔۔

میں امید کے راستے پر جارہی ہوں بدر۔۔ یہ آخری راستہ ہے۔۔اسکے بعد یا روشنی ہوگئی۔ یا اندھیرا۔۔

میرے پیچھے مت آنا۔۔بس ۔۔ہو سکے تو انتظار کرنا " اور اسی کے ساتھ وہ مسکرائی۔۔

اس مسکراہٹ میں جو مضبوطی ، یقین اور ہمت تھی ۔۔ وہ بدر دیکھ چکا تھا۔۔

اور اپنی اسی مسکراہٹ کے ساتھ وہ پیٹی اور وہاں سے چلی گئی ۔۔

وہ اسکے پیچھے جانا چاہتا تھا مگر انابیہ کے منع کرنے پر رک گیا۔۔

وہ ایک سمجھدارلڑ کی تھی ۔ اس کے پاس یقینا کوئی پلین ہوگا۔ بس یہی سوچ کر وہ وہاں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔

اور جانے کب تک اسے ایسے ہی کھڑے رہنا تھا۔

وہ درختوں کے درمیان تیز تیز چل رہی تھی --

اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ واقعی وہی جگہ ہے جہاں اس رات اسکی گاڑی خراب ہوئی تھی ؟ اسے نہیں معلوم تھا کہ واقعی یہ راستہ جہاں وہ چل رہی ہے ، اسے اس کھائی تک لے جائے گا جہاں وہ گری تھی ؟ اسے نہیں معلوم تھا کہ جو وہ سوچ کر آئی تھی -- سب ویسا ہوگا ؟

اسے کچھ نہیں معلوم تھا۔ ۔ بس معلوم تھا تو یہ۔۔ کہ یہ آخری راستہ ہے جو اسے سچائی تک لے جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکے پاس کوئی حل، کوئی امید نہیں تھی۔ اور بس اپنی اسی امید کے ساتھ ۔وہ بس ایک اندازے سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

دل میں دعا کرتی کہ یہ وہی راستہ ہو۔۔اسکی یا داشت اسے دھوکا نا دے۔۔ ماحول خوفناک سے خوفناک ہوتا جارہا تھا۔۔ اندھیری رات۔۔ ہوا پر ملتے پتوں کی آواز میں۔۔ یہ گھنا جنگل اور ا سکے درمیان وہ -- تیزی سے چلتی ہوئی۔۔کانپتے وجود کے ساتھ۔۔

اور پھر اسے محسوس ہوا کہ جیسے راستہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔

اسے یاد تھا کہ اس رات وہ بہت بھاگی تھی -- اور آج وہ چل رہی تھی تو راستہ لمبا لگ رہا۔ بس اسی سوچ کے ساتھ اسکی قدموں تیزی آتی گئی۔۔ اور آہستہ آہستہ تیزی لاتے وہ اب بھاگنے لگی۔۔

ایسے جیسے آج بھی اسکے پیچھے کوئی ہاتھ پڑا ہو۔۔ایسے جیسے آج بھی اسکی جان خطرے میں ہو

جانے وہ کتنا بھا ئی تھی۔۔ اتنا کہ پاؤں میں اب درد ہونے لگا تھا۔ ۔ پر وہ رک نہیں رہی تھی -- اسے رکنا تھا ہی نہیں وہ یہاں رکنے کے لئے تو نہیں آئی تھی --

اور پھر شاید قدرت کو اس پر رحم آہی گیا--- درخت ختم ہوئے اور ایک ڈھلان کے ساتھ وہ کھائی آئی۔۔ ڈھلان سے کے بے حد قریب آکر وہ رکی۔۔

پاؤں جو درد میں مبتلا تھے، انکی ہمت ختم ہوئی تو وہ گرنے کے انداز میں بیٹھی -- بھاگنے سے اسکی سانسیں پھولی ہوئی تھیں جنہیں اس نے کچھ دیر بحال کرنے کوشش کی -- نظر اس کھائی پر تھیں جس کی گہرائی کا اندازہ اسکی آنکھیں جو نہیں لگا پا رہی تھیں . . مگر وہ یہاں گری تھی -- اس رات وہ یہی گری تھی -- اس رات وہ یہی کسی کی مدد سے اس سے باہر آئی تھی -- اور یہی جگہ تھی جو ا سکے خواب میں آئی تھی --

مم-- میں جانتی ہوں کہ تم یہی ہو " اس نے کہنا شروع کیا- سانس اب " نارمل ہو چکی تھی . . مگر وہ اٹھی نہیں تھی . وہ اب کھائی کے کنارے بیٹھی تھی . . نظراب بھی کھائی کی گہرائی پر تھی-

جانتی ہوں کہ اس رات تم نے ہی مجھے اس کھائی سے بچایا تھا " اب اس " نے نظر کھائی سے ہٹا کر آس پاس دوڑائی -- جیسے کسی کو ڈھونڈ رہی ہو . مگر وہاں کچھ نا تھا-سوائے درختوں اور کھائی کے-

میں جانتی ہوں کہ اس دن تم ہی میچ میں میری مدد کی تھی " اس نے " دوبارہ کہنا شروع کیا- آواز میں اب پہلے سے زیادہ مضبوطی تھی-

میرا کمرا تم نے ہی لاک کیا تھا- اور اس رات تم نے ہی شاہد کو مارا -- " ہے نا- تم نے مارا اسے " وہ تقریباً چیختے ہوئے کھڑی ہوئی- . نظریں اب بھی کسی کو تلاش رہی ہیں جو وہاں نہیں ہے-- شاید

تم نے اسے مار دیا اور الزام مجھے پر لگایا- تم نے اس آئینے میں الفاظ " لکھے--میرے ڈراؤنے خواب-- نیہا کا قتل -- میری مدد کا نا ٹک-- سب تم نے کیا . تم ہو ان سب کے پیچھے " اسکی آواز مزید اونچی ہوئی .

بلکل ویسے جیسے تم نے باقی سب کے ساتھ کیا- کچھ سال پہلے -- وہ " دونوں قتل بھی تم نے ہی کئے -- اور میرے ساتھ بھی تم وہی کرنے والے ہو " وہ ایک سیکنڈ کے لئے رکی -- نظر پھر کھائی میں گئی-

تم نے مجھے اس کھائی سے بچایا تا نکہ میں تم پر شک نا کروں -- " مجھے لگے کہ تم میری مدد کرنا چاہتے ہومگر ایسا نہیں تھا . تم مجھ سے اس جرم کا اعتراف کروانا چاہتے تھے جو میں نے نہیں- تم نے کیا- تمہیں ایک انسان چاہئے تھا جس پر تم اپنے قتل ڈال سکو --اور کوئی کبھی جان نا

پائے کہ ہمارے بیچ یہاں کوئی اور بھی ہے " وہ مسکرائی۔۔ ایک عجیب سی مسکراہٹ

پر میں جانتی ہوں ۔۔ میں جانتی ہوں کہ تم ہو ۔۔ تم یہیں ہو ۔۔ مجھے سب " رہے ہو اور میری بےبسی پر ہنس رہے ہو " وہ اب ہنسی ۔۔ ایسے جیسے اپنا ہی مزاق اڑا رہی ہو ۔۔ ایسے جیسے اسکے ساتھ مل کر خود پر ہنسنا چاہتی ہو ۔

میں جانتی ہوں کہ آج اگر زمان اور سب مل کر مجھے جیل سے رہا کر " بھی دیں ۔۔ تو کل تم کوئی اور قتل کروگے اور مجھے پھر جیل بھیج دو گے ۔۔ تم یہ کرتے رہوگے جب تک کہ مجھے سزا نہیں ہوجاتی اور لوگ سب بھول نہیں جاتے " اب اس نے چہرے پر آتے اپنے بال پیچھے کئے۔

مگر اس بار میں تمہیں کامیاب نہیں ہونے دونگی۔۔ میں خود پر بھی یہ " الزام ثابت نہیں ہونے دونگی۔۔ میں اس جیل واپس نہیں جاؤنگی اور تم ۔ تم اب کوئی قتل نہیں کرو گے۔۔اب بس " ایک اور چیخ ۔۔ پہلے سے اونچی

سب کچھ یہاں سے شروع ہوا تھا ۔۔ آج یہی سب ختم ہو گا۔ تم نے اس " کھائی سے مجھے بچایا تھا نا۔۔ تانکہ میرا استعمال کر سکو؟ اب ایسا مزید نہیں ہو گا ۔۔ میں مزید استعمال نہیں ہونگی ۔۔ آج اس کھائی میں ، میں اپنے ساتھ یہ کہانی ختم کرونگی۔۔ اور تم آج مجھے روک نہیں سکو گے " اور اسی کے ساتھ اس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔ کچھ مناظر تھے

جو اسکی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوئے ۔۔

زمان کا مسکرا تا چہرا۔۔شارک کا ہنستا چہرا

امی کا چہرا ۔۔ پاپا کا چہرا

شاہد کی لاش۔۔ نیہا کی لاش

اور اسی کے ساتھ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔ یہ آنکھیں پہلے سے بہت مختلف تھیں ۔۔ ایک عجیب سی سنجیدگی اور مضبوطی تھی ان آنکھوں میں

اور اگلے ہی لمحے ۔۔اسکے قدموں میں ایک بار پھر تیزی آئی۔۔۔ وہ بھا گتی ہوئی آگے بڑھی اور خود کو اس کھائی کےحوالے کر دیا۔۔۔

اپنے ہاتھ پھیلائے۔۔ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ مسکراتے ہوئے کر رہی تھی ۔۔

وہ اس سے جیت رہی تھی۔۔۔ آج اسکی موت کے ساتھ سب ختم جانا تھا اور اسے اس بات کی خوشی تھی ۔۔

پر یہ خوشی زیادہ لمبے وقت کے لئے نہیں تھی۔۔ جانے وہ زمین سے کتنی اونچائی پر تھی کہ جب ایک بار پھر اسے اپنے کمر پر کوئی گرفت محسوس ہوئی ۔۔۔ یہ گرفت جو وہ پہلے بھی محسوس کر چکی تھی ۔۔

اسے محسوس ہوا کہ کوئی ٹھنڈا وجود اسکے بے حد قریب ہے۔ ۔ یہ ٹھنڈک، یہ وجود اس کے لئے انجا نا نہیں تھا۔ وہ بند آنکھوں سے بھی اسے جان گئی تھی۔۔

اسے محسوس ہوا کہ وہ زمین اور اونچائی کے بیچ ہوا میں مہلک ہے۔

اس بار اسے خوف محسوس نہیں ہوا تھا ۔۔ اس بار اسے کسی الوژن، کسی خواب کا شک نہیں ہوا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ یہ حقیقت ہے۔۔

ان نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں ۔۔ اور سامنے وہی چہرا تھا جسے وہ دیکھنا چاہتی تھی۔

جسے دیکھنے کے لئے اس نے اتنا خطرناک قدم اٹھایا تھا۔

جسے سامنے لانے کے لئے اس نے اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا تھا۔۔ وہی نیلی کرسٹل آئیز ۔۔ وہی نیلے ہونٹ

وہی سفید چہرا ۔۔ وہی نیلے بال

وہی ٹھنڈ او جود ۔۔۔وہی احساس

وہ دونوں اب ایک دوسرے کو دیکھتے ہوا سے اوپر آرہے تھے۔۔

سٹوپڈ گرل " وہی آواز ۔۔ وہی آواز جو اس رات سنی تھی ۔۔۔ وہی چاند کی " روشنی میں چمکتا وجود ۔۔ انابیہ نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اسکے دائیں کاندھے پر رکھا۔۔ آنکھوں میں چمک اتری۔۔ ہونٹوں دھیمی مسکراہٹ

کر یلور گرل " اسی کے انداز میں کہتے، ایک معنی خیز مسکراہٹ اسکے " ہونٹوں پر بکھری۔۔

اور اسکی مسکراہٹ دیکھتے ہی وہ رک گیا۔۔ ہوا میں وہ دونوں ہی اب رکے ہوئے تھے۔۔ انابیہ نے ان کرسٹل آئیز کی چمک کو بڑھتے دیکھا۔۔ شاید انابیہ کے کھیل کا سمجھتے اسے غصہ آیا تھا۔۔

چھپ کر نہیں ۔۔سامنے آ کر سچ بتاؤ " اسکا وجو د خوف سے کانپ رہا " تھا۔۔

وہ اسکے حصار میں ہوا میں مہلک ،اسکی غصلی آنکھوں کو دیکھتی ، اپنے اندر کی تمام تر ہمت جمع کرتے بولی۔۔

اور اتنی مضبوطی اور ہمت کے باوجود اسکی آواز میں خوف واضح تھا۔۔

سچ دیکھ نہیں پاؤ گی " اسکی آواز میں اس بار عجیب سے سردمہری تھی " ۔۔ انابیہ کا روم روم کانپ اٹھا۔۔ مگر یہ وقت خوف کا نہیں تھا۔۔ یہ وہ واحد وقت تھا جب وہ بچ جان سکتی تھی ۔۔ وہ کسی بھی حالت میں اس لمحے کو ضائع نہیں کر سکتی تھی۔۔

نہیں دیکھا۔۔ تو مر جاؤنگی " اس نے کہا۔ اور اسی کے ساتھ ان کرسٹل " آئیز کی چمک میں اضافہ ہوا۔۔

وہ چمک ، وہ روشنی اب اسکی آنکھوں میں چبنے لگی۔۔

تو مر جاؤ۔۔" وہ ایک دم ہی چینچا تھا۔ انابیہ کی آنکھیں ایک دم ہی حیرت " سے پھیلیں ۔۔

اور اگلے ہی لمحے ۔۔ اس نے انابیہ کا وجود چھوڑ دیا۔۔

وہ تیزی سے ایک بار پھر اس کھائی میں گر رہی تھی۔۔ جبکہ وہ وجود وہی ہوا میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

اور پھر انابیہ نے اپنا وجو د زمین پر پڑتے محسوس کیا۔۔

اس نے وہ آخری راستہ ختم ہوتے محسوس کیا۔۔

اس نے ، اس راستے کے اننتقام پر امید کی روشنی کو بجھتے محسوس کیا۔۔

اور اسکے بعد --- اسکے بعد تمام احساسات ختم ہو گئے -- چاروں اور اندھیرا چھا گیا--

اور اس اندھیرے میں--

انابیہ ہمدانی گم ہوگئی --

انابیہ ہمدانی ختم ہوگئی --

شاید -- انابیہ ہمدانی -- اندھیروں کی نظر ہوگئ

....

اندھیرے -- انسان کی زندگی میں اندھیروں کی بہت اہمیت ہوتی ہے ۔

روشنی اور اونچائی میں رہنے والے انسان اکثر بھول جاتے ہیں کہ وہ انسان ہیں -- فرشتے نہیں کہ جن سے کبھی کوئی زیادتی یا غلطی ہوہی نہیں سکتی -- اور اپنی اسی بھول میں وہ خود کو فرشتہ سمجھتے سمجھتے اندر سے وہ شیطان بن جاتے ہیں کہ جو انسانوں کو خود سے کم تر سمجھتا ہے اور اسی غرور میں وہ شیطانیت کرتے ہوئے ، انسانوں کے لئے ایک آزمائش بن جاتا ہے -- آزمائش کہ جسے ہر حال میں برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔

بس اسی لئے انسان کی زندگی میں اندھیرا ہونا بہت ضروری ہے ۔ تانکہ اسے یاد رہے کہ وہ انسان ہے ۔

لیکن اندھیروں کا تعلق صرف زندگی سے تو نہیں ہوتا -- اسکا تعلق بعض اوقات موت سے بھی ہوتا -- آنکھیں بند ہوتی ہیں اور اندھیرا چاروں اور چھا جاتا ہے- پورے وجود کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے --

ایسا ہی اندھیرا اس وقت اسکی آنکھوں میں بھی تھا -- مکمل اندھیرا -- کہیں روشنی کی کوئی معمولی سی کرن بھی نہیں -- چاروں اور بس اندھیرا ہی اندھیرا اور وجود -- وہ ہر حرکت اور احساس سے جیسے خالی ہوگیا تھا ۔

تو کیا یہی موت ہے ؟ کیا زندگی اور اسکی آزمائشیں یہاں اپنے اختتام کو پہنچی ؟

شاید نہیں ---

کہیں دور -- ایک روشنی کا نکتہ ظاہر ہوا -- سفید روشنی کا چھوٹا سا نکتہ جو آہستہ آہستہ بڑ رہا ہے --

ایسے جیسے اس اندھیرے میں اپنی جگہ بنانے کے لئے لڑ رہا ہو -- اندھیرے کو مٹانے کے لئے آگے بڑھ رہا ہو --

نکتہ اب بڑھنے لگتا ہے -- اندھیرا آہستہ آہستہ مٹنے لگتا ہے -- نکتے کی رفتار آہستہ آہستہ تیز ہورہی ہے ، ایسے جیسے وہ اسکی آنکھوں کو چھونے کے لئے بے تاب ہو -- اور وہ آنکھیں -- وہ بھی جیسے اس نکتے ، اس روشنی کے پہنچنے کا انتظار کر رہی ہیں --

کچھ وقت گزرتا ہے اور وہ نکتہ اب ایک مکمل پھیلتی روشنی کی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے -- اب وہ اسکے بہت قریب آتا ہے اور اسکی آنکھیں اب جیسے اس سفید روشنی کی اتنی قربت برداشت نہیں کر پارہی --

وہ روشنی اب اسے چبھنے لگتی ہے اور اس چبھن سے بچنے کے لئے اسکی آنکھوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے --

دھیرے سے اسکی آنکھیں کھلتی ہیں -- روشنی کی چبھن سے اگلے ہی پل دوبارہ آنکھیں بند ہوتی ہیں --

ایک بار پھر آنکھیں کھلنے کی کوشش کرتی ہیں -- اب جیسے اسکی لڑائی اس روشنی سے ہو --

دو تین بار پلک جھپکنے کے بعد آخر کار وہ آنکھیں کھلنے میں کامیاب ہوجاتی ہیں -- نظر سیدھا سامنے جاتی ہے جہاں درختوں کے گھنے پتوں کے درمیان نیلا صاف شفاف آسمان ایک خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے - وہ جانے کتنے ہی پل سن دماغ کے ساتھ اس منظر کو دیکھتی رہی جو کسی فلم کا لگتا تھا - جہاں بے ہوشی کے بعد ہوش میں آنے پر کوئی کردار خود کو جنگل کے بیچ و بیچ لیٹا پاتا ہے - آنکھیں کھلنے پر اسے بھی تو ایسا ہی منظر دکھتا ہے نا ؟ اور اسی خیال پر اچانک جیسے کچھ یاد آیا تھا --

رات کے وقت اسکا جنگل میں تیزی سے بھاگنا ۔۔ کھائی کے پاس آکر رکنا ۔۔ کسی سے بات کرنا

کھائی میں چھلانگ لگانا ۔۔ کسی کا اسے تھام کر ہوا میں اوپر لانا ۔۔ کسی کی غصیلی کرسٹل آئیز

اسکا دوبارہ کھائی مین گرنا ۔۔۔ زمین سے لگنا اور ۔۔ اندھیرا

ایک جھٹکے سے وہ اٹھ کر بیٹھتی اور پھر کھڑی ہوتی ہے ۔۔ نظریں اپ اپنے چاروں اور دوڑا رہی ہے ۔

بے یقینی ۔۔ حیرت لئے ۔۔

جو وہ زندہ ہے ۔۔ مگر ہے کہاں ؟ یہ وہ کھائی تو نہیں تھی ۔۔ یہ درخت اس جنگل سے بہت مختلف تھے ۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا ۔۔ اتنے لمبے ہرے بھرے درخت اور نیلا آسمان ۔۔ یہ جگہ کوئی اور تھی ۔۔ یہ وقت کوئی اور تھا ۔۔

میں کہاں ہوں ؟ " اپنے آس پاس دیکھتے اس نے خودکلامی کی ۔۔ "

صبح ہورہی ہے ۔ تو اسکا مطلب میں پوری رات یہاں بے ہوش رہی ؟ کیا " بدر مجھے ڈھونڈنے نہیں آیا ؟ " اسے اب بدر کا خیال آیا ۔۔ اگر پوری رات اس نے اس انجان جگہ پر گزاری ہے تو بدر اقبال اس وقت کہاں ہے ؟ کیا وہ اسے ڈھونڈ رہا ہوگا ؟ کیا سب کو اسکے جیل سے بھاگنے کا پتہ چل گیا ہوگا ؟

اس نے یہ تو نہیں چاہا تھا ۔۔ وہ تو بس سچائی جاننا چاہتی تھی اور اب ۔۔ اب وہ مخلوق جانے اسے کہاں لے آئی ہے ؟

کک ۔۔ کہاں ہو تم ؟ میں کہاں ہوں ؟ " آس پاس درختوں کو دیکھتے اس نے " ڈرتے ڈرتے کہا۔

وہیں جہاں آنا چاہتی تھی " اپنے پیچھے سے آتی اس ٹھنڈی آواز پر وہ پلٹی " ۔ وہ سامنے ہی کھڑا تھا ۔ درخت کے اوپر ۔۔ درخت کا قد بھی زیادہ تھا اور وہ اسکے اوپر ۔۔ انابیہ کو گردن مکمل اٹھا کر اسے دیکھنا پڑا ۔۔ نیلے آسمان میں اب اسکا اضافہ ہوا تھا ۔

" کہاں ہوں میں ؟ " اسے دیکھتے سوال کیا ۔ جس پر اگلےہی لمحے وہ ہوا میں سیر کرتا درخت سے نیچے آتا اسکے بلکل سامنے آکھڑا ہوا ۔۔ رفتار اتنی زیادہ تھی کہ انابیہ بے اختیار ہی خوفزدہ ہوکر ایک قدم پیچھے ہوئی ۔۔ وہ اب اسکے بلکل سامنے کھڑا تھا ۔۔ اپنی گہری نیلی سنجیدہ آنکھیں اس پر ٹکائے ۔

" کک ۔۔ کیا ہے سچ ؟ " کوشش کے باوجود بھی وہ آواز میں ظاہر ہوتا ڈر چھپا نہیں سکی ۔

جواب میں اس نے کچھ نہیں کہا ۔۔ بس ایک سنجیدہ نظر اس پر ڈالتا وہ اب ایک جانب بڑھنے لگا ۔ درختوں کے درمیان ۔۔ انابیہ کو کچھ سمجھ نہیں آنا پر وہ بے اب اسکے پیچھے چلنے لگی ۔۔ شاید وہ اسے کہیں لے جا رہا تھا ۔۔ پر کہاں ؟

ابھی بس تھوڑا ہی آگے گئے تھے کہ وہ رک گیا ۔۔ انابیہ نے سامنے ایک بہت پرانا اور ہرا بھرا درخت تھا ۔ درخت کی عمر کا اندازہ اسکی شاخوں سے نکلتی جڑوں سے لگایا جاسکتا تھا جوکہ زمین کو چھو رہی تھیں ۔ یقیناً یہ درخت کئ سالوں پرانا تھا ۔۔ اس کے آس پار ہی جگہ خالی تھی ۔ باقی درخت اس کے چاروں اور ایک دائرے کی صورت میں تھے ۔۔

ایک بار پھر انابیہ نے اس پرانے درخت کی اور دیکھا اور اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔۔نظر اب اس کرسٹل آئیز پر گئیں جو اب بے سنجیدگی سے سامنے دیکھ رہا تھا ۔ جبکہ انابیہ کبھی اسے اور کبھی اس درخت کو دیکھتی ۔ جس کی ایک مضبوط موٹی شاخ پر ایک وجود بیٹھا تھا ۔۔ چھوٹا قد ، نیلے بال ، نیلی آنکھیں ، سفید رنگت ، نیلے ہونٹ اور نیلا لباس ۔۔

وہ وجود بلکل اسی کی طرح دکھتا تھا ۔ بس شاید وہ کچھ کم عمر تھا اور یہ بہت مضبوط اور طاقتور ۔۔

" یہ ۔۔ " انابیہ نے ناسمجھی اور حیرت سے اس سے پوچھا ۔

" ہم میں سے ایک ہے ۔ " اسکے جواب پر انابیہ نے دوبارہ سامنے دیکھا ۔۔ تو اس جیسے اور بھی تھے ؟ کتنے؟ کب سے ؟ کئی سوالات اسکے ذہن میں آئے مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب مانگتی ۔۔

اچانک درختوں کے درمیان سے ایک کالا سایہ اس درخت کی جانب آتا نظر آیا ۔۔ وہ اب اس درخت کے مضبوط تنے کو اپنے گھیرے میں لینے لگا ۔۔ گولائی میں وہ کالا سایہ اب درخت کو اندھیرے میں لپیٹتا اس وجود کے قریب ہونے لگے ۔ وہ نیلی آنکھوں والا وجود اسکی موجودگی کا احساس کرتے ہی ہوا میں اڑ کر وہاں سے بھاگنے ہی لگا تھا کہ اس سائے نے اسکی ٹانگوں کو پکڑ کر اسے اگلے ہی پل ذمین پر پٹخا ۔۔

یہ ۔۔ یہ کیا ہورہا ہے ؟ یہ سایہ کیسا ہے ؟ " انابیہ نے ایک اور سوال کیا " مگر اگلی جانب مکمل خاموشی تھی ۔ انابیہ نے ایک بار پھر سامنے دیکھا ۔۔ اور اس منظر پر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ۔۔

وہ کالا سایہ اب آہستہ آہستہ ایک نسوانی وجود میں ڈھلنے لگا ۔۔ پاؤں تک آتے کالے بال ، کالی رنگت پر لال سرخ آنکھیں ، پتلے سوکھے ہونٹ ، کالے ہاتھوں کی لمبی انگلیوں میں بے حد لمبے ناخون جن کی لمبائی چھ انچ کے قریب ہوگی ، کالا میلا لباس پہنے وہ وجود اب خونخار نظروں سے زمین میں پڑے وجود کو دیکھ رہا ہے جو اپنے پاؤں کو اس سائے کی گرفت سے چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے ۔

تجھے منع کیا تھا اس علاقے میں مت آنا ۔۔۔ تیری ہمت کیسی ہوئی یہاں " آنے ؟ " آج تک انابیہ کو لگتا تھا کہ اس کرسٹل آئیز سے زیادہ خوفناک اور ٹھنڈی آواز کوئی نہیں ہوسکتی ۔۔ مگر آج وہ غلط ثابت ہوئی تھی ۔ اس کی آواز ، اس کی آواز سے کئی زیادہ خوفناک تھی ۔ اتنی کی انابیہ کو اپنی رگوں کا خون جمتا محسوس ہوا ۔

مم ۔۔ میں دوبارہ نہیں آؤنگا ۔۔ جانے دو " اس نے جیسے التجا کی تھی ۔ " مگر اس چڑیل نما مخلوق کا ارادہ تو کچھ اور ہی تھا ۔

ہاں ۔۔ چل پھر تجھے جانے دیا " اور اسی کے ساتھ ، بہت تیزی سے وہ " اسکی جانب جھکی اور اپنی انگلی کا ایک ناخون تیزی سے اسکی گردن کے درمیان کھونپ دیا ۔۔ بے اختیار ہی انابیہ کے حلق سے چیخ نکلی۔

" اس۔۔ اسے بچاؤ ۔ وہ اسے مار رہی ہے " آنسو سے بھری آنکھوں سے انابیہ نے کہا مگر اسکے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی ۔۔ وہ ایسے ہی کھڑا سامنے دیکھتا رہا ۔

ایک عجیب سے مسکراہٹ کے ساتھ اس چڑیل نے اب اپنا ناخون تیزی سے اسکی گردن سے نکالا اور اگلے لمحے ۔۔ وہ وجود بے جان ہوگیا ۔ گردن کے درمیان ہوئے سوراخ سے نیلا سیال بہہ کر زمین میں جزب ہونے لگا ۔ جبکہ وہ چڑیل اب مسکرا کر دوبارہ ایک سائے میں تبدیل ہوئی ۔۔ اس وجود کو اس سائے کے بادل میں اٹھایا اور بہت تیزی سے کہیں دور ۔۔ ہوا میں پھینک دیا ۔۔

کہیں دور جاکر وہ وجود گرا تھا ۔۔ اور اسکے گرنے کے زور پر زمین جیسے کانپ گئ تھی ۔۔ یا پھر ۔۔ یہ انابیہ تھی جسکا پورا وجود کانپ رہا تھا ۔۔

" وہ ۔۔ وہ تم میں نے ایک تھا ۔۔ تم نے اسے بچایا نہیں " کچھ دیر بعد وہ سایہ ایک بار پھر انہیں درختوں کے درمیان گم ہوگیا تو انابیہ نے سوال کیا ۔

" اگر وہاں ہوتا تو ضرور بچاتا " انابیہ نے دیکھا ۔ ان کرسٹل آئیز میں بے پناہ غصہ تھا ۔ افسوس تھا اور ایک عجیب سا احساس تھا ۔

" کیا مطلب ؟ " اسکے جواب پر انابیہ نے الجھ کر پوچھا ۔ جس پر اس نے انابیہ کی جانب دیکھا ۔

اور اگلے ہی لمحے ، اسکی کمر کو اپنی گرفت میں مضبوطی سے پکڑتے وہ ہوا میں اڑا ۔۔ انابیہ نے چیخ اس فضا کا حصہ بنی ۔۔ وہ بہت تیزی سے آگے کی اور اڑتے ہوئے جانے کتنا فاصلہ طے کرتا ایک جگہ آکر رکا اور اسے دوبارہ زمین پر کھڑا ہوا ۔ انابیہ کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا جبکہ اپنا سر اسے چکراتے محسوس ہوا ۔ کچھ دیر اسے اسی طرح خود کو نارمل کرنے میں لگی پھر اسکی جانب دیکھا ۔۔

" یہ ۔۔ یہ تم کہاں لے آئے مجھے؟ " خود کا کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا پاکر اس نے سوال کیا ۔

" جہاں وہ گرا ہے " سامنے دیکھتے اس نے جواب دیا جس پر انابیہ نے بھی نظروں کا رخ اس جانب گیا -- اور ایک بار پھر -- اسکی آنکھوں میں حیرانگی اتری --

وہ سامنے کھڑا تھا -- اس لاش کے پاس -- وہی تھا -- وہی جو اس وقت اسکے ساتھ کھڑا ہے -

انابیہ کبھی اسے دیکھتی اور کبھی سامنے -- دونوں ایک ہی تھے - ہر لحاظ سے -- مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

" یہ -- تم ہو ؟ " حیرانگی سے پوچھتے سامنے دیکھا - جہاں وہ اب اس لاش کے پاس کھڑا کچھ کہہ رہا ہے -

" قسم ہے مجھے - میں اسے مار ڈالونگا " اسکی ٹھنڈی آواز ، انابیہ کو صاف سنائی دے رہی تھی - وہ یقینا یہی تھا -- مگر ایک ہی وقت میں ، وہ اسکے ساتھ اور سامنے کیسے ہوسکتا ہے ؟

" تم --- " اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور سوال کرتی - اس نے انابیہ کا بازو پکڑ کر اسکا رخ بدلا --

اور اگلے ہی پل وہ ایک جنگل کے درمیان کھڑے تھے -- جنگل یہاں وہ چڑیل بہت تیز رفتار میں بھاگ رہی ہے اور ہوا میں وہ کرسٹڑ آئیز اسے پکڑنے کے لئے اسکے پیچھے --

اس نے ایک بار پھر انابیہ کی کمر کو گرفت میں لیا اور ہوا میں سیر کرتا ایک کھائی کے پاس لاکھڑا کیا -

جتنی تیزی سے یہ سب ہورہا تھا -- سوال کرنے کا نا اسے وقت ملا نا تھا نا ہی وہ کچھ سوچنے کے قابل تھی- وہ تو بس سب دیکھ کر اور اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی -

اب وہ دونوں اسی کھائی کے کنارے پر تھے - ہوئی کھائی جہاں سے وہ گری تھی -

اس نے دیکھا وہ چڑیل درختوں کے درمیان سے تیزی سے آرہی ہے - وہ کرسٹل آئیز اب اسکے بہت قریب پہنچ چکا ہے -- اسے پکڑنے ہی لگتا ہے

کہ وہ چڑیل دم ہی تیزی سے کھائی میں چھانگ لگا دیتی ہے -- وہ بھی اسے پکڑنے کے لئے کھائی میں جاتا ہے پر --- وہ وہاں نہیں ہوتی -- وہ ہر جگہ اسے دیکھ رہا ہے مگر وہ کہیں نہیں تھی -- وہ چڑیل ، ایک سایہ بن کر اچانک ہی غائب ہوگئی تھی -- اور وہ کرسٹل بس اسے ڈھونڈتا رہ گیا ۔

ایک بار پھر منظر بدلتا ہے -- اور ایک بار پھر -- وہ دونوں وہی پہنچ جاتے ہیں جہاں اسے ہوش آیا تھا ۔

انابیہ کو اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا -- اس نے کیا دیکھا ؟ کیسے دیکھا اور ان سب کا کیا مطلب تھا ؟ یہ سمجھنے کے لئے اسے بہت وقت کردار تھا جوکہ اسے اس نے دیا تھا --

جانے کتنی ہی دیر خاموشی سے گزری جب انابیہ نے خود کو بولنے کے قابل پایا --

" یہ -- یہ سب کیا تھا ؟ "

سچ " مختصر جواب -- جس پر انابیہ نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا " ۔

کیسا سچ ؟ کون تھی وہ ؟ " وہ اب سوچ سوچ کر تھکنے لگی تھی ۔ کیا " وہ اسے سیدھے طریقے سے سب نہیں بتا سکتا ؟

جو تم نے دیکھا وہ بیس سال پہلے ہوا تھا ۔ وہ چڑیل، وہ بلیک بلڈ شیدو ہے " ۔ اور ہم بلو بلڈ " اور اسکی بات پر انابیہ کو سمجھ آیا کہ اس لاش کی گردن سے نیلاسیال کیوں نکل رہا تھا ۔

بلیک بلڈ شیڈو بہت خطرناک اور بگڑی ہوئی مخلوق ہے ۔ انہیں خون خرابا " اور دوسروں کو تنگ کرنا پسند ہے۔ یہ انسانوں کو کچھ خاص پسند نہیں کرتے اس لئے انہیں مارنے سے بھی نہیں چکتے ۔ انکی رفتار بہت تیز ہوتی ہے ۔ اپنی شناخت یہ ایک کالے سائے کی شکل اختیار کر کے چھپاتے ہیں جبکہ اگر وہ کسی انسان کو پوزیس کر کے اسکے وجود میں رہنے لگ جائے تو ہم میں کوئی بھی انہیں ٹریس نہیں کرسکتا" اسکے آخری جملے پر انابیہ کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیلیں --

" اس۔۔ اسکا مطلب ؟ " اسکے سوال کو سمجھتے اس نے مثبت انداز میں سر ہلایا ۔

" ہم بلو بلڈ شیڈو ہیں ۔ ہمیں اپنی دنیا میں رہنا اور امن پسند ہے ۔ ہم بلیک شیڈوز کو انکی خوشبو سے ٹریس کر سکتے ہیں ۔ مگر ایسا صرف تب ممکن ہے جب اپنی اصلی شکل میں ہوں یا وہ اپنی کوئی قابلیت استعمال کریں ۔ کسی انسان کے باڈی میں چھپنے سے انکی خوشبوں بھی ختم ہوجاتی ہے اور ہم نا انہیں ٹریس کر سکتے ہیں نا پہچان سکتے "

" یعنی یہ سارے قتل اس بلیک شیڈو نے کئے ؟ اور ۔۔ وہ ہم سے نہیں تم سے چھپ رہی ہے ؟ " انابیہ کو اب آہستہ آہستہ سب سمجھ آنے لگا تھا ۔

" ہاں ۔۔ ہماری اور تمہاری دنیا ایک ہی ہے ۔ مگر فرق ٹائم ڈائیمنشن کا ہے ۔ اس وقت تم جہاں ہو وہ ہماری دنیا ہے ۔ " اب انابیہ نے اپنے چاروں اور نظریں دوڑائی ۔۔ اسے اب سمجھ آیا کہ یہ درخت اتنے مختلف کیوں تھے ۔ وہ انکی دنیا میں تھی ۔۔ یعنی اپنی دنیا سے باہر ۔۔

" یہ جگہ کہیں تمہاری دنیا میں بھی ہے ۔ مگر وہاں وقت الگ ہے ۔۔ وہاں رات ہے ، یہاں دن " اس نے آسمان کی جانب دیکھا ۔۔ نیلا صاف شفاف آسمان ۔۔ اور کہیں کسی دوسری ڈائیمنشن میں یہ آسمان کالا ہے ۔۔ وہاں جہاں بدر اقبال اب بھی اسکا انتظار کر رہا ہے ۔۔ اسے یہ سوچ کر کچھ اچھا لگا تھا ۔

" ہمیں تمہاری دنیا میں آنے کی ، انسانوں کو تنگ کرنے یا انکے سامنے آنے کی اجازت نہیں ہے ۔ مگر اس رات ۔۔ اس رات میں اسے پکڑنے کی والا تھا کہ اچانک اور غائب ہوگئی ۔۔ میں نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا مگر اسکی خوشبو کہیں نہیں تھی ۔۔ بہت وقت گزر جانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ وہ تو اس دنیا میں ہی نہیں ہے ، بلکہ مجھ سے بچنے کے لئے وہ رول توڑ کر تمہارے وقت میں چلی گئ ۔۔ پھر میں بھی رول توڑ کر اسے ڈھونڈنے وہاں آگیا ۔۔مگر وہاں بھی مجھے اسکی خوشبو کہیں محسوس نہیں ہوئی ۔ یعنی وہ کسی انسان کے اندر تھی " اسکی بات پر انابیہ نے چونک کر اسے دیکھا ۔

" وہ بیس سال سے یہاں ہے ؟ کسی انسان کے اندر ؟ "

" ہاں -- کسی ایک انسان کی باڈی میں یا پھر وہ انسان بدل رہی ہے - یہاں آنے کے کچھ سال بعد ایک دن مجھے اسکی خوشبو کا احساس ہوا میں اسکے پیچھے گیا پر میرے پہنچنے سے پہلے وہ دوبارہ کسی انسان کے اندر چھپ گئ تھی - جب میں رہاں پہنچا تو وہ ایک انسان کو قتل کر چکی تھی - اس دن اسے بھی میری موجودگی کا معلوم ہوگیا اور تب سے اب تک ، وہ انسانوں کا قتل کرتی ہے اور مجھ سے چھپنے کے لئے کسی دوسرے انسان کو سزا دلواتی ہے - "

" تو پچھلے قتل اس لئے ہوئے -- کیا وہ کسی لڑکی کی باڈی میں ہے ؟ " کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا -

" ضروی نہیں -- وہ کسی بھی جنس کی باڈی میں جاسکتی ہے - اسے پہچاننا یا پکڑنا میرے لئے مشکل تھا اس لئے میں نے ان انسانوں کی مدد کرنے کی کوشش کی جنہیں وہ پھنسا رہی تھی - مگر سب مجھ سے ڈرنے لگے -- صرف تم نے مجھ بات کرنے کی کوشش کی -- تم میری مدد کر سکتی ہو اسے ڈھونڈنے میں" انابیہ نے اب سوالیاں نظروں سے اسے دیکھا -

" تم اتنے سالوں میں ڈھونڈ نہیں سکے تو میں کیسے کر سکتی ہوں یہ ؟ "

" تم کر سکتی ہو -- کیونکہ وہ اس وقت تمہارے آس پاس ہی کسی انسان میں ہے - اس رات تمہارے قریب سے میں نے اسکی خوشبوں محسوس کی تھی -- اس لئے میں تمہارے سامنے آیا مگر اس کھائی میں گرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ تم نہیں ہو -- لیکن وہ تمہارے آس پاس موجود لوگوں میں ہی ہے - کس میں ؟ یہ تم پتہ لگا سکتی ہو "

" کیسے ؟ "

اور اسکے جواب میں اس نے کچھ کہا تھا -- کچھ ایسا جو انابیہ کو ڈرا گیا تھا -- کچھ ایسا جو اسے بچا سکتا تھا -- کچھ ایسا تو اس بلیک بلڈ کو پکڑوا سکتا تھا -- کچھ ایسا -- جو ان تمام مصیبتوں کو ختم کرسکتا تھا --

پر کیا ؟؟؟

....

بعض اوقات انسان کو اپنے حالات کا سامنا کرنے کے لئے تنہائی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ کسی کا ساتھ ہونا یا حوصلہ بڑھانا اچھا لگتا ہے مگر خود کو سمجھنے اور بہتر انداز میں سوچنے کے لئے تنہائی سب بہترین ساتھی ثابت ہوتی ہے ۔

ہر انسان اس بات کو سمجھ نہیں پاتا ۔۔ مگر بدر اقبال اس بات کو بہت اچھے سے سمجھتا تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ انابیہ کو اس وقت تنہائی چاہئے اپنے ساتھ ۔۔ اور شاید اسکے ساتھ بھی

وہ گاڑی کے فرنٹ سے ٹیک لگائے کھڑا بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا ۔۔ اسے گئے دو گھنٹے ہونے کو تھے ۔۔ اور اب وہ اسکے پیچھے جانے کا سوچ رہا تھا ۔۔

پانچ منٹ مزید گزرے تھے کہ اب جیسے اسکی بس ہوگئی تھی ۔۔ وہ سیدھا ہوا ، ایک قدم ہی آگے بڑھایا تھا کہ اسے وہ درختوں کے درمیان سے واپس آتی نظر آئی ۔۔ ایک گہری سکون کی سانس لیتا وہ اب اسکی جانب بڑھا ۔

تم ٹھیک ہو ؟ " فکر مندی سے پوچھا جس پر انابیہ مسکرائی ۔ "

ہاں اور اب سے ٹھیک ہی رہونگی " مسکرا کر کہا جبکہ بدر نے بغور " دیکھا ۔۔ وہ پہلے سے زیادہ مطمئن اور پرسکون لگ رہی تھی ۔

کیا وہ آیا ؟ " اسے اندازہ تو تھا کہ اگر وہ صحی ح سلامت یہاں واپس آئی " ہے تو یقیناً وہ آیا ہوگا ۔

ہاں " مختصر جواب دیا۔ "

" پھر ؟ کیا یہ سب اس نے کیا ہے ؟ "

نہیں ۔۔ یہ سب اس نے نہیں کسی اور نے کیا ہے اور وہ بھی انسان نہیں " ہے " اسکے جواب پر بدر کے چہرے پر حیرانی آئی ۔

" کیا مطلب؟ کیا کوئی اور بھی ہے ؟ "

" بلکل ۔۔ ہماری زبان میں ایک چڑیل اور انکی زبان میں بلیک بلڈ شیڈو "

" یہ کیس تو اور زیادہ الجھ گیا ہے ۔ " ایک بار پھر گاڑی کے فرنٹ سے ٹیک لگاتے کہا ۔ جبکہ انابیہ بھی مسکراتی ہوئی اسکے ساتھ کھڑی ہوئی ۔

" نہیں ۔۔ اب کیونکہ ہم سچ جانتے ہیں تو یہ کیس اب کچھ آسان ہوگیا ہے " اسکی بات پر بدر نے سوالیاں نظروں سے اسے دیکھا ۔

" اس نے کسی انسان کی باڈی کو پوزیس کیا ہے ۔ اور وہ انسان ہمارے درمیان ہی کوئی ہے ۔ اب ہمیں بس اس انسان کو ڈھونڈنا ہے۔۔ اسے احساس دلائے بنا "

" اس کے بعد ؟ "

اس کے بعد کا کام ان کرسٹل آئیز کا ہے ۔۔ " کاندھے اچکا کر کہا ۔ "

دور ایک گھر کے کمرے میں کوئی اندھیرا کئے اپنے بیڈ کر لیٹا ہے ۔۔

" ہمیں شروع سے شروع کر کے کیس پر مختلف طریقے سے کام کرنے کی ضرورت ہے ایک ایسا انسان ڈھونڈنا جس میں کوئی چڑیل چھپی ہے ۔۔ آسان نہیں ہے ۔۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اس سے پہلے ہونے والے دونوں مرڈرز میں وہ کس کے اندر تھی ؟ اگر وہ انسان آج بھی زندہ ہے تو اسے سب یاد ہوگا ۔ اور اگر نہیں تو ہمیں اندازہ ہوجائے گا کہ وہ کیسے انسان کو چنتی ہے ۔ ماضی کا معلوم ہوا تو حال میں اسکو پہچاننا آسان ہوگا " بدر نے کہا جس پر انابیہ نے مثبت انداز میں سر ہلایا ۔

اندھیرے میں کھلی کھڑکی سے آتی چاند کی ہلکی سی روشنی اسکے چہرے کو چھو رہی ہے ۔۔

" بلکل ۔۔ وہ ایک انسان سے دوسرے انسان کی باڈی میں بھی ٹرانسفر ہوسکتی ہے ۔ یعنی شاہد کا قتل ہم میں سے ہی کسی کے سے کروایا گیا اور نیہا کا بھی ۔۔ اس وقت بھی وہ ہم میں سے ہی کسی کے اندر موجود ہے " انابیہ نے کہا ۔

اس کے چہرے کو دیکھو تو اسکی آنکھیں مکمل کھلی ہوئی ہیں اور ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ رکی ہے ۔

" وہ تم نہیں ہو ۔۔ تو یعنی وہ زمان ، شارک اور لیزا میں سے کوئی ایک ہے ۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ان میں سے سب سے عجیب اور مشکوک کون ہے ؟ " بدر نے سوچتے ہوئے کہا ۔

اس وجود نے اب اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر چہرے کے سامنے کیا ۔۔ اس ہاتھ پلٹ کر وہ تعریفی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا ہے ۔۔

" مگر اگر صرف نیہا کا قتل دیکھا جائے تو وہاں لیزا نہیں ہے ۔۔ مگر زمان اور شارک ہیں " بدر کی بات پر انابیہ نے چونک کر اسے دیکھا ۔۔

وہ وجود اب اپنا دوسرا ہاتھ اٹھا کر اسے بھی تعریفیں نگاہوں سے دیکھ رہا ہے ۔۔ چاند کی پڑتی روشنی اسکی آنکھوں کی چمک کو واضح کر رہی ہے۔

" صرف اور شارک نہیں ۔۔ اگر اس نے باڈی تبدیل کی ہے تو وہ ہمارے بڑوں میں سے بھی کوئی ہوسکتا ہے " انابیہ کی بات بھی ٹھیک تھی ۔۔ شک کے دائرے میں اب سب شامل تھے ۔

" وہ جو بھی ہے جہاں بھی ہے ۔۔ ہم اب جانتے ہیں کہ اسے کیسے سامنے لانا ہے " اور اسی کے ساتھ ایک مسکراہٹ بدر کے ہونٹوں پر پھیلی ۔۔

" آئی رئیلی لائک دس باڈی " اس وجود کی آواز اس اندھیرے خاموش کمرے میں گونجتی ہے ۔۔

" تو پھر چلیں ۔۔ اسے پکڑنے کی تیاری کرتے ہیں " مسکرا کر کہتی انابیہ اب چلتی ہوئی گاڑی کے اندر آکر بیٹھی ۔ جبکہ بدر بھی اب اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی ۔

مسکراتے ہوئے اس وجود نے اب ہاتھ دوبارہ بیڈ پر رکھے ۔۔ آنکھیں اب بھی کھلیں ہیں ۔

" کہاں جانا چاہتی ہو ؟ " بدر نے انابیہ سے سوال کیا ۔

" گڈ نائیٹ " دھیمی سرگوشی میں کہتے اس وجود نے اب اپنی آنکھیں بند کر دیں ۔۔

" جیل ۔۔ " انابیہ نے مسکرا کر کہا ۔۔ جس پر سر ہلاتے بدر نے گاڑی آگے بڑھائی ۔۔

وہ اب سچائی جاننے کے بعد ۔۔ ان اندھیروں سے نکل کر روشنیوں کی جانب رواں دواں تھے ۔۔

وہ وجود اب مکمل طور پر نیند کی آغوش میں تھا ۔۔

پر وہ وجود تھا کس کا ؟؟

•••••••

تبدیلی ۔۔ انسان جیسا پیدا ہوتا ہے پوری زندگی ویسا نہیں رہتا ۔۔ اس میں بہت تبدیلیاں آتی ہیں ۔ جسمانی نہیں ، روحانی لحاظ سے ۔۔

عادتوں میں تبدیلی ، برتاؤ میں تبدیلی ، پسند میں تبدیلی اور زندگی گزارنے لے طریقے اور نظریے میں تبدیلی ۔

انسان اپنے اندر آئی تبدیلیوں کو محسوس نہیں کر پاتا ۔یا یہ کہیں بہت دیر سے محسوس کرتا ہے ۔ کیونکہ ہماری عادت ہے کہ خود سے زیادہ ہم دوسروں پر غور کرنا پسند کرتے ہیں بس اسی لئے ،ہمیں خود سے زیادہ دوسروں کی تبدیلیاں محسوس ہوتی ہیں اور اسی طرح کسی اور کو ، ہماری تبدیلی ۔۔

اس کہانی کے ہر کردار کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا ۔۔ سب تبدیل ہورہے تھے اور کوئی بھی اپنے اندر کی تبدیلی محسوس نہیں کر رہا تھا ۔۔ مگر آس پاس موجود لوگ ، بہت اچھے سے سب محسوس کررہے تھے۔

سب سے پہلے آتے ہیں شارک کی جانب ۔۔۔ جو اس وقت کھانے کی ٹیبل پر اپنے والدین کے ہمراہ بیٹھا۔

وہ رات جب سے انابیہ سے مل کر آیا تھا ۔۔ اس کے اندر کی تبدیلی اسے پریشان کررہی تھی۔ جس انابیہ سے وہ کل ملا وہ ، وہ ڈری سہمی انابیہ نہیں تھی جسے وہ جانتا تھا ۔ وہ تو کوئی اور ہی تھی ۔

ایک لڑکی کا جیل میں ہونا اسکی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے ؟ انابیہ اس سے بخوبی واقف تھی مگر اس کے باوجود ، وہ اتنی مطمئن کیوں نظر آرہی تھی ؟ کیا تھا ایسا جس نے اسے یہ کانفیڈنس اور یہ اطمینان دیا تھا ۔۔ اور اس کی آنکھیں ۔۔

اسے انابیہ کا وہ خیالوں میں کھویا وجود یاد آیا جب وہ اسے پکار رہا تھا ۔ مگر وہ جانے کن خیالوں میں کھوئی تھی۔ حیرت تو اس بات کی تھی کہ ان وقت اسکی آنکھوں میں ایک چمک سی تھی ۔۔ ایک ایسی چمک جو پہلے کبھی نا دیکھی تھی ۔۔ کچھ الگ تھا ۔۔ کچھ الگ تھا انابیہ میں پر کیا ؟ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا ۔

اسکی آنکھوں کی چمک اور اسکے سکون کی پیچھے کی وجہ کیا ہے ؟ یا کون ہے ؟ وہ یہ جاننے کو بے چین تھا۔ دل میں جانے کیوں کہیں کسی کونے میں ایک خدشہ تھا جس کا وہ سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا ۔

انابیہ کے اندر آئی اس تبدیلی پر جہاں وہ خوش تھا کہ ہمت سے ہر طرح کے حالات کا سامنا کر رہی ہے۔ وہیں جانے کیوں اس کے کھو جانے یا دور ہوجانے کا خوف جاگ گیا تھا ۔ ایسا لگتا تھا کہ انابیہ کے اندر آئی ان تبدیلیوں کے بعد ، ان سب سے گزر جانے کے بعد انابیہ وہ نہیں رہے تھی جو تھی ۔ اور شاید ۔۔ اور اگر ایسا ہوا تو کیا وہ اس سے دور ہو جائے گی ؟

بے اختیار نے ہی اس نے نفی میں سر ہلایا ۔۔ وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا ۔

" تم ٹھیک ہو ؟ " امی کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکل کر چونکا ۔

" جی ۔۔ ٹھیک ہوں میں " مسکرا کر کہا ۔

" لگ تو نہیں رہے ۔۔ کھانا ٹھنڈا ہورہا ہے پر تم کھا نہیں رہے " اسے بغور دیکھتے انہوں نے کہا ۔

" جی ۔۔ کھا رہا ہوں " وہ اب کھانے کی جانب متوجہ ہوا ۔ جبکہ وہ اسے ایسے ہی غور سے دیکھتی رہیں ۔ پچھلے کچھ عرصے سے شارک کے اندر آئی تبدیلی کو وہ محسوس کو رہی تھیں ۔۔ اور شاید کہیں نا کہیں اس کی وجہ بھی جانتی تھیں ۔۔ مگر ابھی کچھ کنفرم نہیں تھا تو خاموشی بہتر لگی ۔

" انابیہ کے کیس کا کیا بنا ؟ اسے سزا ہوجائے گی کا ؟ " ان کے سوال کر شارک کے ہاتھ رکے ۔

" انوسٹیگیشن ہورہی ہے امی ۔۔ اور اب تک انابیہ پر کوئی قتل ثابت نہیں ہوا ۔ بلکہ یقیناً اس کے پیچھے کوئی اور ہے " اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا ۔

" تم اپنی بہن کے بجائے اس کا ساتھ دے رہے ہو ؟ " سخت لہجے مین زبیر ہمدانی کی جانب سے کہا گیا۔

" میں کسی کا ساتھ نہیں دے رہا ابو ۔۔ پر کیا آپ نے سنا نہیں ؟ اس طرح پہلے بھی قتل ہوچکے ہیں اور ایک لڑکی یہ نہیں کر سکتی ۔۔ انابیہ کو پھنسایا جارہا ہے "

" وہ زمان اپنی بہن کو بچانے کے لئے من گھڑت کہانیاں بنا رہا ہے ۔ اور تم ۔۔ بجائے اسکے کہ تم اپنی بہن کی قاتلہ کو سزا دلواؤں ، تم اسکا ساتھ دے رہے ہو ؟ شرم آنی چاہئے تمہیں " امی نے کہا ۔

" میں اپنی بہن کے اصلی قاتل کو سزا دلواؤنگا امی ۔۔ انابیہ نے قتل نہیں کیا ، اسے سزا دلوانے کا مطلب اصلی قاتل کو چھوڑ دینا ہے جو کے میں ہونے نہیں دونگا " وہ کہتے ہوئے اب کھڑا ہوا ۔

" آپ دونوں اپنے جزباتی پن میں یہ کر سکتے ہیں مگر میں یہ زیادتی نہیں کر سکتا ۔۔ " حتمی انداز میں کہتا وہ پلٹ کر اپنے کمرے کی جانب جانے لگا جب زبیر ہمدانی کی آواز نے اسکے قدم روکے ۔۔

" وہ قاتل ہو یا نا ہو ، اسے سزا ملے یا نا ملے ۔۔ اس گھر کی بہو وہ کبھی نہیں بن سکتی ۔ "

اور جانے کتنے ہی پل وہ پلٹنے کا آگے بڑھنے کی ہمت ہی نا کر سکتا ۔۔ اس سے تو سب چھپانے کی ہر کوشش کی تھی پھر کیسے ؟ کیسے انہیں اس بات کا اندازہ ہوگیا ؟ کیا اسکے اندر کی تبدیلی اتنی واضح تھی؟

جو بھی تھا ۔۔ اب اگر بات کھل ہی گئی ہے تو کچھ بھی چھپانا ضروری نہیں تھا ۔۔ آنکھیں بند کر کے اس نے ایک گہری سانس لی ۔۔ جیسے اندر کی ساری ہمت جمع کر رہا ہو ۔۔ پھر آنکھیں کھولیں ۔

ٹھیک ہے -- آپکی بہو نہیں ، وہ صرف میری بیوی بنے گی " مضبوط " لہجے اور حتمی انداز میں کہتا وہ ان دونوں کو حیران چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا --

محبت کے معاملے میں وہ بہت مضبوط ارادوں کا حامل شخص ثابت ہوا تھا -- پر کیا اس کے یہ ارادے کبھی حقیقت کا روپ لے سکینگے ؟

کیا انابیہ ہمدانی ، اس کے لئے کبھی رازی ہوگی ؟ یا پھر --

وہاں محبت کوئی اور روپ لے چکی ہوگی؟

••••••••

یہ ٹیبل کئ صفحات اور تصاویر سے بھری ہے - اور اس کے پاس رکھی کرسی پر زمان ہمدانی نظریں اب تمام صفحات پر ٹکائے ، کسی سوچ میں گم ہے --

ٹیبل میں رکھے کئی صفحات میں سے ایک پرانے اخبار کا پیپر اٹھاتے ہوئے وہ ایک بار پھر اسے پڑھنے لگا۔

سکول پرنسپل کا اپنے ہی آفس میں قتل -- سی سی ٹی وی فوٹیج خراب " ہونے کے باعث کچھ معلوم نا ہوسکا - قتل پینسل کو گردن کے درمیان گھونپ کر کیا گیا - قاتل کون ؟ پولیس کی تفتیش جاری " پیپر واپس رکھتے اس نے اب ایک تصویر اٹھائی جو اس پرنسپل کی باڈی کی تھی -

جبکہ یہاں سے دور پولیس سٹیشن میں آؤ تو ایسی ہی ایک تصویر اس کمرے کے وائٹ بورڈ پر بھی لگی ہے-

سب سے پہلا قتل اسکا ہوا - دس سال پہلے " بدر کی سنجیدہ آواز پر انابیہ " نے اس تصویر اور اس کے نیچے لکھی ڈیٹیل کو غور سے پڑھا -

الزام کس پر آیا ؟ " انابیہ نے سوال کیا - "

اس قتل کا الزام سکول کے ایک ٹیچر پر ڈالا گیا جوکہ کیمسٹری پڑھاتا تھا " -- کہاں جاتا ہے کہ پرنسپل کے آفس سے آخری بار وہی باہر نکلا تھا " سامنے بیٹھے لڑکے نے کہا جس پر زمان نے اسے دیکھا -

" کیا الزام ثابت ہوا تھا ؟ " زمان کی جانب سے سوال ہوا ۔

" ثبوت اتنے پکے نہیں تھے مگر اس نے خود ہی اپنا جرم قبول کر لیا تھا ۔ پھر اسے جیل ہوگئ اور وہاں اس نے کچھ دن بعد خودکشی کرلی " بدر کی بات مکمل ہوتے کی انابیہ نے اب دوسری تصویر کی جانب دیکھا ۔ جو کسی اور کی تھی ۔

" اور یہ کون تھا ؟ " انابیہ نے پوچھا ۔

" یہ لڑکا ایک گورمنٹ ملازم کا بیٹا تھا ۔ کالج کے امتحان سے فارغ ہوکر ریزلٹ کا انتظار کر رہا تھا ۔ اسکی لاش اسکے گھر سے دور دوسرے علاقے میں سڑک پر ملی تھی ۔ اسکی موت بھی گردن میں کوئی چیز گھونپ کر کی گئ تھی ۔ حیرت ہے کہ دن دھاڑے قتل ہونے والے اس لڑکے کو کسی نے نا دیکھا تھا قتل کے وقت اور نا کسی فوٹیج میں کچھ ملا ۔ کہتے ہیں جس وقت قتل ہوا اس وقت وہ سڑک خالی تھی ۔ " بدر کے جواب پر انابیہ کے چہرے پر افسوس آیا۔ کتنی کم عمری میں وہ اس دنیا سے چلا گیا ۔

" اور اسکا الزام کس پر آیا ؟ "

" وہاں پاس ایک گھر کا گارڈ تھا ۔ اس پر اس کا الزام آیا ۔ کیونکہ اس وقت وہ ڈیوٹی پر تھا ۔ اسکا کہنا تھا کہ وہ نماز کے لئے گیا تھا جب قتل ہوا ۔ مگر لاش کے پاس سے کچھ ایسے ثبوت ملے کہ وہ شک کے دائرے میں آگیا "

" اور پھر کچھ دنوں بعد اس گارڈ نے بھی اپنا جرم قبول کر لیا اور اسے سزا ہوگئ ؟ " زمان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا ۔ جس پر سامنے بیٹھے لڑکے نے حامی میں سر ہلایا ۔

" اگر میں خود پر قابو نا پاتی تو وہ مجھے بھی اس حال تک پہنچا دیتی کہ میں خود کو قاتل سمجھنے لگتی " انابیہ کہتی ہوئی دوبارہ اس کرسی پر بیٹھی جہاں کچھ دیر پہلے بیٹھی تھی ۔

" ہاں ۔۔ تم نے ہمت دکھائی ہے " بدر نے کہتے ہوئے کافی کا کپ اسکی جانب بڑھایا جو کہ کچھ دیر پہلے سلیم رکھ کر گیا تھا ۔

کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی عام انسان نہیں ہے اس " کے پیچھے ۔ میں نے انابیہ کی اس رات حالت دیکھی تھی۔ وہ بہت ڈری ہوئی تھی ۔ اور جہاں تک مجھے ان تصاویر میں نظر آرہا ہے ، باقی سب بھی ڈرے ہوئے ہی تھے ۔۔ مگر کس سے ؟ " زمان کہتے ہوئے اپنی کرسی سے کھڑا ہوا ۔

اصلی قاتل سے " اس لڑکے نے جواب دیا ۔ "

پر اصلی قاتل کون ہے نومی ؟ کیا کوئی جادوگر یا کوئی جن جو کسی کو " نظر نہیں آتا اور ہر کوئی اس سے ڈر کر خود کو مجرم مان لیتا ؟ " زمان نے اکتاتے ہوئے کہا ۔۔ وہ جتنا سوچتا تھا سب اتنا ہی الجھ رہا تھا ۔

کیا تم نے انکی فیملیز سے بات کی تھی ؟ " انابیہ نے کافی کا گھونٹ لیتے " پوچھا ۔

اس کیس پر اس وقت ایک سینئر آفیسر تھا ۔ تمہیں میں اتنا بوڑھا لگتا ہوں " کہ دس سال پرانے کیس کا ہیڈ ہونگا میں ؟ " بدر نے سنجیدگی سے دیکھتے سوال کیا جس پر انابیہ نے اسے غور سے دیکھا ۔

وہ ایک میچیور مرد تھا ۔۔ تقریباً تیس سال کا ۔۔ اور اگر وہ اب تیس کا ہے تو دس سال پہلے بیس کا ہوکر وہ کسی کیس کا ہیڈ نہیں ہوسکتا ۔

آر یو میرڈ ؟ " بے اختیار کی انابیہ کی زبان سے الفاظ نکلے ۔ جس پر " اگلے ہی لمحے وہ چونکی ؟ اور ایسی ہی حیرت بدر کے چہرے پر بھی تھی ۔۔ یہ سوال ؟ پرسنل سوال اس وقت کرنے کا کوئی تک نہیں تھا ۔

کیا لگتا ہے تمہیں ؟ " سوال کے جواب میں سوال ہوا ۔ "

نہیں ۔۔ " انابیہ نے جواب دیا جس پر بدر کے ہونٹوں پر دھیمی سی " مسکراہٹ آئی ۔۔

کیوں ؟ " سوال ہوا ۔ "

وہ مسکراتا کم کم ہی تھا مگر جب بھی مسکراتا تھا ۔۔ اس کی نیلی آنکھوں میں چمک واضح ہوتی تھی جو اسے مزید دلکش بناتی تھی ۔

پتہ نہیں باس ۔۔ اصلی قاتل کون ہے یہ تو کسی کو نہیں پتا پر مجھے آپکا " دوسرا اندازہ ٹھیک لگتا ہے " نومی کے جواب پر زمان نے الجھ کر اسے دیکھا ۔

" کونسا اندازہ ؟ "

یہی کہ ۔۔ شاید کوئی جن ہو " اور نومی کے جواب پر زمان نے آنکھیں " گمائیں ۔۔

کیا فضول باتیں کر رہے ہو ۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوتا ۔ میں ان باتوں پر بلکل " یقین نہیں رکھتا "

تو پھر انابیہ کی وہ حالت کیوں تھی ؟ کوئی انسان ، ایسا خوف تو صرف " جنات سے ہی محسوس کر سکتا ہے؟ کیا آپ نے انابیہ سے کبھی کچھ جاننے کی کوشش کی ؟ " اور نومی کے سوال پر زمان رک سا گیا۔

ہاں ۔۔ اس نے انابیہ سے ان معاملات پر کبھی بات ہی نہیں کی ؟ کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ وہ کیا فیس کر رہی ہے ؟ اسکی کہانی کیا ہے ؟

وہ اپنی بہن کو بچانے میں اس قدر مصروف رہا کہ اسی سے بات کرنا بھول گیا ۔۔ اور یہاں وہ بہت غلط تھا ۔ یہاں سب غلط تھے ۔۔ کیونکہ کوئی بھی انابیہ کو جاننے کی کوشش نہیں کر رہا تھا ۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ اب تک وہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکے تھے ۔

کیونکہ اگر آپ شادی شدہ ہوتے پوری رات اس سڑک پر میرا انتظار نا کر " رہے ہوتے اور کل رات سے اب تک کوئی کال بھی نہیں آئی آپ کے پاس ۔۔ کوئی وائف کبھی اپنے ہزبینڈ سے اتنی لاپرواہ نہیں ہوتی " انابیہ کے جواب پر اس نے حامی میں سر ہلایا ۔ کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہی تھی ۔

تو اب ۔۔ میرے لئے وائف ڈھونڈنے کا ارادہ ہے ؟ " چھیڑنے والے انداز " میں کہا ۔ جس پر انابیہ کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ بکھری ۔۔

وائف نہیں ۔۔ لائف ڈھونڈنی ہے " مسکراہٹ گھری ہوئی ۔ "

اور اس کے لئے ہمیں ان دونوں مقتول کے آس پاس کے لوگوں سے بات " کرنی ہوگی " انابیہ اب دوبارہ اصل بات پر آئی -- جبکہ بدر کی مسکراہٹ اب سنجیدگی میں بدلی -- اسے حیران ہونا پڑا -- یہ شخص اپنے احساسات سویچ کرنے میں ماہر تھا --

تم نے ٹھیک کہا -- مجھے انابیہ سے بات کرنی ہوگی -- پر اس سے پہلے " " زمان نے اب میز پر انگلی رکھی۔

ان دونوں کے گھر والوں سے -- چلو " اور اسی کے ساتھ زمان اپنا موبائل " اور کارکی اٹھاتا وہاں سے باہر نکلا -- جبکہ پیچھے نومی اب وہ کاغذا ت جلدی سے سمیٹ کر ، انہیں لیتا اسکے پیچھے آیا ۔

تو چلو -- ڈھونڈتے ہیں لائف " اور اسی کے ساتھ بدر باہر کی جانب بڑھا ۔ " جبکہ اسکے پیچھے ، انابیہ اب چہرے پر ماسک لگائے ، سر پر کیپ پہنے ، ہاتھوں میں ایک فائل پکڑے اسکے پیچھے آئی --

یہ دونوں گاڑیاں تیزی سے آگے بڑھی تھی --

دونوں الگ الگا جگہ سے نکلی تھیں مگر دونوں کی منزل ایک ہی تھی --

لائف --

پر کیا یہ لائف ، اتنی آسانی سے مل جاتی ہے ؟

کیا لائف مل جانے کے بعد سب ٹھیک ہوجانا تھا --- یا --

کچھ مزید بگڑ جانا ہے ؟

•••••••

وقت کے کھیل میں انسان

ایک بہکا ہوا کھلاڑی ہے

کچھ جزبوں میں اناڑی ہے

کچھ محبتوں کے بکھاری ہیں

انکی گاڑی ایک کچے علاقے کی تنگ گلی کے کونے میں رکی تھی ۔ انابیہ نے حیرت سے اس علاقے میں دیکھا جہاں کچھ لڑکے ایک بائیک کے پاس کھڑے انکی گاڑی کو دیکھ کر ایک دوسرے سے جانے کیا کہہ رہے تھے ۔

ساتھ ایک پان کا چھوٹا سا کیبن تھا جہاں ایک آدمی کھڑا تھا ۔ نظر اسکی بھی انہیں کی گاڑی کی جانب تھی۔

" یہ سب ہمیں کیوں دیکھ رہے ہیں ؟ " انابیہ نے پوچھا ۔ جس پر بدر نے ایک سرسری نظر سب پر ڈالی اور پھر اسے دیکھا ۔

" وہ ہمیں نہیں دیکھ رہے ۔ وہ بس یہ دیکھ رہے ہیں کہ آخر اس علاقے میں گاڑی والے لوگ کس سے ملنے آئے ہیں؟ " اسکی بات پر انابیہ مسکرائی۔

" گھر کونسا ہے ؟ "

" اس گلی میں ہے ۔۔ باہر شاید نیم پلیٹ ہوگی ۔۔ چلو دیکھتے ہیں ، گھر مل گیا تو ٹھیک ورنہ کسی سے پوچھ لینگے " اسی کے ساتھ وہ دونوں اب گاڑی سے باہر نکلے اور اس گلی کے اندر آئے ۔

" ویسے ایک اتنے بڑے سکول کے کیمسٹری ٹیچر کا گھر ایسے علاقے میں ہوگا ۔ یہ میں ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی " اسکے پیچھے چلتے کہا ۔

" جب تک وہ ٹیچر تھا ۔ اچھا کماتا تھا ، انکی زندگی بھی اچھی تھی ۔ پھر وہ ٹیچر سے ایک مجرم بن گیا اور زندگی بھی جیسے عروج سے زوال کا شکار ہوگئ " وہ کہتے کہتے رکا اور پلٹ کر انابیہ کی جانب دیکھا ۔

" ہم جس دور میں رہ رہے ہیں نا انابیہ ۔۔ یہاں اچھا گھرانہ ، اچھے انسان اور اچھے وقت کا مطلب پیسہ ہوتا ہے ۔ اخلاق ، سچائی اور انسانیت کی قیمت بس دو کوڑی کی ہوتی ہے ۔ قیمتی تو بس وہی ہے تو دولت مند ہے " انکی بات پر انابیہ کے چہرے کئ تاثرات آکر گزرے تھے ۔

" جیل وہ نہیں گیا تھا بلکہ اس گھر کا کمانے وال واحد مرد گیا تھا ۔ اور بس ۔۔ پیسہ گیا تو رشتہ دار ، جاننے والے اور دوست احباب ، سب آہستہ آہستہ جاتے رہے اور زندگی انہیں آسمان سے زمین پر لے آئی " وہ اب ایک گھر کے سامنے رکا ۔ یہ دو منزلہ گھر تھا جس کے باہر نیم پلیٹ لگی تھی ۔

مرحوم علی افتحار " بدر نے نام پڑھا ۔۔ اور انابیہ پہچان گئ کہ یہ وہی " کیمسٹڑی ٹیچر تھا ۔

پر زمین میں رہنا برا تو نہیں " انابیہ کی بات پر بدر نے اسے سوالیاں " نظروں سے دیکھا ۔

اللہ کسی انسان کو جب اسکی اوقات سےزیادہ نواز دیتا ہے کہ وہ بعض " اوقات خود کو سب انسانوں سے اونچا ، آسمان سمجھنے لگتا ہے اور پھر وہ اکڑ کر چلتا ، زمینی خدا بن جاتا ہے " انابیہ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی ۔

پر یہ جو زمین پر رہنے والے لوگ ہیں نا ۔۔ اللہ انہیں کتنا ہی نواز دے یا " کتنی ہی کمی کر دے ۔۔ یہ زمین پر رہنے والے انسان ہیں اور انسانیت لے کر چلتے ہیں ۔ زمینی خداؤں کے لئے انسانیت کی قیمت بھلے ہی دو کوڑی کی ہو پر انسانوں کے لئے ، انسانیت ہی سب سے قیمتی شے ہے " اور انابیہ کی بات پر بدر کے ہونٹ مسکرائے ۔ کالے چشمے کی پیچھے چھپی آنکھوں میں اس لڑکی کے لئے ایک بار پھر چمک ابھری تھی ۔

یہ وقت ایسا تھا کہ وہ اس لڑکی پر یہ چمک ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مصیبتوں میں گھری اس لڑکی ہر وہ یہ چمک ظاہر کرے اور ایسا لگے کہ جیسے وہ اسکےحالات کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔

انابیہ کی نظروں میں اپنے لئے پسندیدگی وہ دیکھ چکا پر خود کو تو چھپا کر رکھے ہوئے تھا ۔۔

یہ وقت صرف اسکی مدر کرنے کا ہے ۔۔ اسکے ساتھ کے مطالبے کا نہیں

تم تو کافی سمجھدار ہو " کہتے ساتھ اس نے انابیہ پر سے نظریں ہٹاتے " دروازے کے پاس لگا بٹن دبایا جس سے گھر کے اندر ڈور بیل کی آواز گونجی ۔

کون ہے ؟ " کسی خاتون کی آواز آئی ۔ "

ہمیشہ سے ہوں " انابیہ کی فخریہ آواز بھی نکلی ۔ "

کرائم آفیسر بدر اقبال ۔۔ ہمیں مسٹر علی کے بارے میں بات کرنی ہے " بدر " نے کہا جس پر انابیہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ۔ اس نے ہم دسی پاکستانیوں کی طرح " میں ہوں " یا " دروازہ کھولیں " نہیں کہا تھا ۔۔ یہ آج تک اسے بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ کسی کے پوچھنے پر لوگ یہ جواب کیوں دیتے ہیں ؟ حالانکہ وہ اپنا نام بھی بتا سکتے ہیں جوکہ صحیح جواب ہے ۔

لیکن یہ بدر اقبال تھا ۔۔ اس نے ناصرف نام بتایا بلکہ کام بھی ساتھ ہی نپٹا دیا ۔

دروازہ کھلتے ہی ایک درمیانی عمر کی خاتون سامنے آئیں ۔

کیا بات کرنی ہے ؟" انہوں نے فکرمندی سے پوچھا ۔ "

یہ مس انابیہ ہیں ۔۔ ہمیں آپ سے دس سال پہلے ہوئے اس حادثے کے " بارے میں کچھ سوال پوچھنے ہیں " بدر کی بات پر اس خاتون کے چہرے پر دکھ اور پھر غصے کے تاثرات پھیلے ۔۔

میرا اکلوتا بیٹا اس دنیا سے جاچکا ہے ۔۔ اب کیا بات کرنی ہے آپ لوگوں " " نے ؟

ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے ۔۔ کیونکہ جو ماضی میں آپ کے بیٹے " کے ساتھ ہوا ۔۔ اب وہ میرے ساتھ ہورہا ہے " اور انابیہ کے جواب پر اس خاتون کے چہرے پر حیرت آئی ۔ اس نے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھا جو مصیبت میں اسکی مدد چاہتی تھی ۔۔ اور زمین میں رہنے والے انسان ، کب کسی کو مصیبت میں چھوڑتے ہیں ؟

اگلے ہی لمحے وہ اس گھر کے اندر تھے ۔

•••••

وقت کے تین چار گھنٹے آگے لے جاؤ تو یہ شہر کے مہنگے ترین سکولز میں سے ایک سکول کی عمارت ہے۔

اس سکول کی عمارت کے اندر آؤ تو یہ پرنسپل کا آفس ہے جہاں تقریباً پینتالیس سال کی عمر کا آدمی پرنسپل کی چئیر پر بیٹھا ہے جبکہ اسکے سامنے دونوں کرسیوں پر زمان اور نومی بیٹھے ہیں ۔

دیکھیں مسٹر زمان ۔۔ وہ واقعہ سالوں پرانا ہے ۔ اس وقت یہاں سٹاف کوئی " اور تھا ۔ اس حادثے کے بعد کئ والدین نے اپنے بچے نکال دیئے تھے اور کئی ٹیچرز بھی چلے گئے ۔۔ بہت سال لگے ہمیں اس سکول کو دوبارہ چلانے میں اور اب آپ آج پھر وہ واقعہ دہرانے آگئے ہیں ؟ " یہ سکول کا ملک تھا جو اس وقت غصے سے بھرپور انداز میں کہا ۔

آپ جانتے ہیں کہ پچھلے کچھ مہینوں میں تین لوگ اسی طرح قتل ہوئے" تھے جس طرح اپکے سکول کے پرنسپل ۔ ہمیں لگتا ہے کہ یہ واقعات جڑے ہوئے ہیں اس لئے ہم صرف اسکی ڈیٹیلز جاننا چاہتے ہیں ۔۔ ہوسکتا ہے آپکی بتائی کوئی ایک معمولی سی بات ہمیں اصلی قاتل تک لے جائے " زمان نے میز پر دونوں ہاتھ ٹکاتے ہوئے کہا ۔

ان واقعات کا آپس میں کوئی کنکشن نہیں ہے ۔ وہ مرڈر ایک ٹیچر نے کیا" تھا اور انہیں سزا ہوچکی تھی ۔۔ بات ختم " مزاج اور انداز میں مزید سختی آئی ۔۔

آپ بات نہیں سمجھ رہےسر ۔۔ ہم بس اس سال واقعے کے بارے میں بات " کرنا چاہتے ہیں " نومی نے کہا ۔

کیا آپ پولیس والے ہیں ؟ " سوال ہوا ۔ "

نہیں ۔۔ " نومی کی جانب سے جواب آیا ۔ "

کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی لائیسنس ہے ؟ نہیں نا ۔۔ مسٹر زمان آپ بس " ایک میڈیا ریپورٹر ہیں ۔۔ اور ہم میڈیا کو ہر بات کا جواب دینے کے پابند نہیں ہیں " اسی کے ساتھ وہ کھڑا ہوا ۔

آپ لوگ اب یہاں سے جاسکتے ہیں اور دوبارہ یہاں مت آئیے گا " اور " اسی کے ساتھ وہ اب تیزی سے آفس کا دروازہ کھول کر نکنے کی لگا تھا کہ اگلے ہی لمحے اسے اپنے پاؤں روکنے پڑے ۔ نظر سیدھا کسی کی بے حد سنجیدہ اور سرد آنکھوں پر گئی ۔

آپ کون ہیں ؟ " اس نے پوچھا ۔ "

کرائم آفیسر بدر اقبال ۔۔ کیا ہم بات کرسکتے ہیں ؟ " اور پرنسپل کے " چہرے کا رنگ فوراً ہی اڑا تھا ۔

جج ۔۔ جی ضرور ۔۔ آئیں " ہچکچا کر کہتا وہ اب انہیں آفس کے اندر لارہا " تھا ۔

زمان اور نومی جو اب جانے کے لئے مڑے تھے ۔ اندر آتے دو لوگوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے ۔ جبکہ سامنے کھڑے لوگوں کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا ۔

انابیہ ۔۔ تم ؟ " زمان نے حیرت سے کہا ۔ وہ ماسک کے پیچھے چھپے اس " کے چہرے کو ، بس اسکی آنکھوں سے ہی پہچان گیا تھا ۔ جبکہ انابیہ بھی زمان کو یہاں دیکھ کر حیران تھی ۔

زمان ۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو ؟ " اسکی جانب دو قدم بڑھاتے کہا ۔ "

ہمیں تو یہیں ہونا تھا پر تم ۔۔ تم تو جیل میں تھی نا ؟ " دھیمی آواز میں کہا " کہ آواز پرنسپل تک نا جائے۔

ہاں ۔۔ سب کے لئے میں جیل ہی ہوں ۔ مگر اصل میں ہم سچ جاننے کی " " کوشش کر رہے ہیں ۔ پر تم یہاں ؟

آپ یہاں کیسے مسٹر زمان " بدر کی جانب سے پوچھا گیا ۔۔ جبکہ پرنسپل " صاحب ناسمجھی سے سب کو دیکھنے میں مصروف تھے ۔

آپ لوگ جہاں انابیہ کو بے بنیاد الزامات کے لگا کر گرفتار کرنے مین " بزی تھے وہیں میں سچ جاننے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔ اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ پہلا قتل یہاں اس آفس میں ایک پرنسپل کا ہوا تھا ۔۔ اس لئے میں معلومات لینے آیا کہ شاید کچھ ایسا مل جائے تو اصلی قاتل تک لے جائے مگر یہاں کوئی کاپریٹ کرنے کو تیار نہیں " آخری جملہ اس نے پرنسپل کو دیکھنے طنزیہ کہا جس پر بدر کی نظریں بھی اس پر گئیں۔

" میں آگیا ہوں نا ۔۔ اب سب کاپریٹ کرینگے ۔۔ ہیں نا سر ؟ " معنی خیزی سے پوچھا ۔ جس پر جہاں انابیہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی ، وہیں پرنسپل صاحب نے ماتھے سے پسینہ صاف کیا ۔

" جج ۔۔ جی ضرور سر ۔۔ بس " وہ کہتے کہتے رکا ۔۔

" بس ؟ " زمان نے پوچھا ۔

" بس سکول کا نام نہیں خراب ہونا چاہئے ۔۔ میں نے بہت مشکل سے اسے دوبارہ یہاں تک پہچایا ہے "

" اسکی فکر مت کرو " بدر نے کہتے ہوئے پرنسپل کی کرسی سنبھالی ۔ جبکہ اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔

" آپ باہر جاسکتے ہین مسٹر زمان " بدر نے زمان کی جانب دیکھتے کہا جس پر وہ سب ہی حیران ہوئے ۔

انابیہ زمان کے چہرے پر پھیلتے غصیلے تاثرات دیکھتی بدر کے پاس آئی ۔

" آپ اسے باہر کیوں بھیج رہے ہیں ؟ " اسکے کانوں کے قریب سرگوشی کی ۔

" کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ وہ زمان ہی ہے یا اسکے اندر کوئی اور بھی ہے " بدر کے جواب پر انابیہ نے زمان کی جانب دیکھا ۔ جو ان دونوں کی اس بے تکلفی پر حیران تھا ۔

" اگر وہ اس کے اندر ہوتی تو زمان مجھے بچھانے کے لئے اتنی کوشش نا کر رہا ہوتا " اس نے دوبارہ بدر کو دیکھتے سرگوشی کی ۔

" کیا پتہ کہ وہ یہاں ثبوت مٹانے آیا ہو ؟ ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ وہ بہت چالاک ہے "

" پر مجھے ایسا نہیں لگتا کہ وہ زمان ہے ۔ اتنے مہینوں سے وہ صرف مجھے بچانے کی کوشش میں لگا ہے۔ یقیناً وہ نارمل ہے ۔

" ٹھیک ہے ۔ یہاں سے نکلنے کے بعد ہم یہ کنفرم کرلینگے کہ وہ اس کے اندر ہے نا نہیں ۔ پر فلحال اسے باہر جانا ہوگا " اسکی بات پر کچھ لمحے سوچنے کے بعد انابیہ نے سر ہلایا اور زمان کی جانب دیکھا ۔

" یہ کانفیڈنشل ہے ۔۔ تو تمہیں باہر ویٹ کرنا ہوگا زمان ۔۔ میڈیا کے سامنے تحقیق نہیں ہوتی " اور انابیہ کے الفاظ پر زمان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں جبکہ نومی ان اسکے کان کے قریب ہوا ۔

" باس ۔۔ آپکی بہن جیل میں ہے یا انہوں نے پولیس جوائن کرلی ہے ؟ میڈیا کے سامنے تفتیش نہیں ہوتی پر ملزم ہے سامنے ہورہی ہے ؟ یہ کیسی لاجک ہے ؟ " نومی کے بات سن پر بھی وہ کچھ دیر انابیہ ہی کو دیکھتا رہا ۔۔ جو نظروں ہی نظروں میں جیسے اس سے کہہ رہی تھی کہ مجھ پر بھروسہ کرو ۔

" چلو ۔۔ ہم باہر ویٹ کرتے ہیں " سنجیدگی سے کہتا وہ باہر کی جانب بڑھا جبکہ نومی بھی تیزی سے اس کے پیچھے ۔ انابیہ کو کچھ برا تو لگا تھا مگر بدر کی بات بھی ٹھیک تھی ۔۔ وہ کوئی رسک نہیں لے سکتے تھے۔

اور اب بدر اقبال ایک بار پھر اس پرنسپل کی جانب متوجہ ہوا ۔۔ جو اس کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ دونوں پرنسپل کے آفس سے باہر نکلے تو زمان اور نومی انہیں وہیں کھڑے نظر آئے۔

" کیا بتایا اس نے ؟ " زمان نے بدر سے پوچھا ۔

" اس نے بتایا کہ یہاں پاس ہی ایک مسجد ہے ۔ چلو نماز پڑھتے ہیں " بدر کی بات پر نومی اور زمان کو ایک بار پھر حیران ہوا پڑا ۔

" نماز ۔۔ اس وقت ؟ " نومی نے کہا ۔ اس وقت تو کوئی جماعت نہیں ہورہی تھی ۔

" ہاں وہ میں ظہر نہیں پڑ سکا ۔۔ تم گاڑی میں ویٹ کرو ہم نماز پڑ کر آتے ہیں " نومی کو جواب دیتے بدر نے انابیہ سے کہا جس پر وہ سر ہلاتی آگے بڑھی ۔ زمان کے لئے یہ سب بہت عجیب تھا مگر کیونکہ بدر آگے بڑھ چکا

تھا تو اب ان دونوں کو بھی آگے بڑھنا پڑا ۔۔ نماز کے لئے انکار کیسے کر سکتے تھے وہ ؟

تمہیں چار قل آتے ہیں ؟ " مسجد کے قریب جاتے ہی بدر نے پوچھا ۔ "

ہاں ۔۔ " زمان کو یہ شخص بہت عجیب لگنے لگا تھا ۔ "

گڈ میں ذرا بھول گیا ہوں تو چاہتا ہوں کہ تم دونوں مجھے وہ پڑھاؤ ؟ " " اور اب زمان اور نومی کے قدم رکے ۔

مسٹر بدر اقبال ۔۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں ؟ یہ سب ہو کیا رہا ہے ؟ " اس " نے سوال کیا ۔ جس پر مسجد میں قدم رکھتے بدر رکا اور پلٹ کر انہیں دیکھا ۔

ایک بار نماز اور قل پڑھ لیں ۔۔ پھر آپکو آپکے ہر سوال کا جواب مل " جائے گا مسٹر زمان ۔۔ " اور اسی کے ساتھ وہ مسجد کے اندر دخل جبکہ ضبط کا گہرا سانس لیتے زمان اور نومی بھی ۔۔

••••••••

مجھے مس انابیہ نے ملنا ہے " اس کے کہنے پر سامنے بیٹھے پولیس " آفیسر نے دائیں جانب کھڑے ایک اور پولیس آفیسر کی جانب دیکھا ۔ جس نے کچھ اشارہ کیا جسے وہ سمجھ گیا ۔

آپ اس وقت ان سے نہیں مل سکتی ۔ " آفیسر کے جواب پر اس نے حیرت " سے انہیں دیکھا ۔

یہ ملاقات کا ہی وقت ہے آفیسر ۔ اور آپ ایک وکیل کو اسکے کلائینٹ " سے ملنے سے نہیں روک سکتے" تانیہ کے کہنے پر اس نے آفیسر نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگایا ۔

ہم نہیں ، آپکی کلائینٹ آپکو ملنے سے روک رہی ہے وکیل صاحبہ ۔۔ " " انہوں نے کہا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملنا چاہتی

انہیں جاکر بتائیں کہ انکی وکیل آئی ہے ۔۔ " میز پر ہاتھ رکھتے اس نے " کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔ حلولدار ، جاکر انابیہ میڈم کو بتاؤ کہ انکی وکیل ملنا چاہتی ہے " آفیسر نے کہا جس پر حلولدار سر ہلاتا وہاں سے گیا اور کچھ دیر بعد واپس آیا ۔

" سر ۔۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ نہیں ملنا چاہتیں " اور اسکے جواب پر تانیہ کو حیرت اور غصہ دونوں نے آگھیرا ۔

" سن لیا وکیل صاحبہ ۔۔ اب آپ جاسکتی ہیں " اسے کہتا وہ آفیسر اب اپنی کرسی سے کھڑا ہوکر باہر نکلا گیا جبکہ غصیلے چہرے کے ساتھ تانیہ بھی اب وہاں سے باہر نکلی ۔

پولیس سٹیشن سے باہر نکلتے ہی اس نے کسی کو کام ملائی ۔ اگلی جانب سے کال کچھ دیر بعد اٹھا لی گئ۔

" مجھے لگتا ہے انابیہ کو مجھ پر شک ہوگیا ہے " اس نے گاڑی میں بیٹھتے کہا ۔ جبکہ اگلی جانب کسی کے چہرے پر الجھن آئی ۔

" کیسے ؟ " سوال ہوا ۔

" معلوم نہیں ۔۔ اس نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا " تانیہ نے فکرمندی سے کہا جبکہ دوسری جانب اب اس چہرے پر الجھن کے بجائے ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی ۔

" یہ تو بہت اچھی بات ہے " اور اب الجھنے کی باری تانیہ کی تھی ۔

" اچھا کیسے ہے یہ ؟ " سوال ہوا ۔

" وہ وکیل سے نہیں ملنا چاہتی اس کا مطلب ہے کہ اسے احساس ہوگیا ہے کہ اب وہ نہیں بچ سکتی ۔ وہ ہمت ہار گئ ہےت اور جلد اپنا جرم قبول کر لے گی " مسکراہٹ گہری اور آنکھوں میں چمک واضح ہوئی۔

" میں سمجھ نہیں پارہی ۔۔ جو جرم اس نے کیا نہیں وہ قبول کیوں کرے گی وہ ؟ " تانیہ کی سمجھ سے واقعی سب باہر تھا ۔ جبکہ اسکی بات پر اس چہرے سے مسکراہٹ فوراً ہی غائب ہوئی۔

" کیا تمہیں بار بار بتانا پڑے گا کہ یہ تمہارے سوچنے کی باتیں نہیں ہیں " دوسری جانب سے آتی سنجیدہ آواز پر تانیہ کو جیسے فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا ۔

" نہیں ۔۔ سوری ۔۔ تو پھر میرا کام ختم ؟ "

" نہیں ۔۔ وہ انابیہ کو سزا ملنے کے بعد ہوگا ۔۔ تم اب اس کورٹ کی تیاری کرو "

" اوک " اور اسی کے ساتھ دوسری جانب سے کال کٹ کردی گئ ۔ جبکہ تانیہ نے اب موبائل پیسنجر سیٹ پر رکھتے پولیس سٹیشن کی عمارت کی جانب دیکھا ۔

" تم سے ہمدردی ہے انابیہ ۔۔ پر میں تمہارے لئے خود کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی " کہتے ساتھ ہی ایک گہری سانس لیتے اس نے گاڑی آگے بڑھا تھی ۔۔ جبکہ اب یہاں سے دور اس گھر کے کمرے کی جانب آؤ تو وہ شخصیت موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے کی کھڑکی سے باہر دیکھتے مسکرائی ۔

" تم اس بار بھی مجھے نہیں ڈھونڈ سکوگے " الفاظ کہتے ہی اسکی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوا ۔

•••••••

یہ شام کے چھ بجے کا وقت ہے جب وہ چاروں ایک ریسٹورانٹ کے پرائیویٹ روم ایریا میں بیٹھے ہیں ۔۔ زمان کے چہرے پر دنیا جہاں کی حیرانگی اور اپنی بہن کے لئے فکرمندی تھی ۔۔

" تم ۔۔ تم اتنا کچھ اکیلی فیس کرتی رہی ۔۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں ؟ " وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسکی اکلوتی بہن اتنے مہینوں سے کب خوفناک حادثات سے گزری ہے ۔۔ اسے اب واقعی افسوس ہورہا تھا کہ وہ اپنے کاموں میں اس قدر مصروف رہا کہ دیکھ ہی نہیں سکا کہ وہ کیا کچھ سہہ رہی ہے ۔

رشتہ والدین اور اولاد کا ہو ، میاں بیوی کا ، یا بہن بھائی کا -- اس میں دوستی اور اعتبار کا وہ عنصر ضرور ہونا چاہئے جہاں بے ججک ایک دوسرے سے اپنے مسئلے اور احساسات کا اظہار کیا جاسکے -

جن رشتوں میں بڑاپن اور انا عروج پر ہوتی ہے ، وہاں احساس اور احترام کو زوال ہوتا ہے -

مجھے لگا کوئی میری بات پر یقین نہیں کرے گا اور پھر -- " وہ رکی - "

اور کیونکہ وہ ہم سے ایک کے اندر کے ہے تو شک مجھ پر بھی تھا " " زمان نے اسکی بات مکمل کی جس پر اس نے حامی میں سر ہلایا -

مجھے بہت خوشی ہے مسٹر بدر کے اس پورے عرصے میں آپ نے " میری بہن کا ساتھ دیا - حالانکہ مجھے غصہ تھا کہ انابیہ کو گرفتار کرنے کے علاوہ آپ لوگ کچھ نہیں کر رہے " زمان نے بدر کی جانب دیکھتے کہا -

انابیہ کو گرفتار کرنا اس لئے ضروری تھا کہ قاتل کو لگے کہ سب ویسا " ہی ہورہا ہے جیسا وہ چاہتا ہے - کیونکہ اگر ہم ایسا نا کرتے تو انابیہ کو سزا دلوانے کے لئے جو جانے اور کیا کچھ کرتا - " بدر کے جواب پر اس نے سر ہلایا -

اور کیونکہ قاتل کوئی انسان نہیں ہے تو اس وقت انابیہ میم کے لئے سب " سے سیف جگہ جیل ہی ہے- " نومی نے کہا -

بلکل -- اس لئے ہم چھپ کر انوسٹیگیٹ کر رہے ہیں تاکہ اس چڑیل سے " بچ سکیں " انابیہ نے کہا -

لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی " نومی نے کہا جس پر سب " سوالیاں نظروں سے اسے دیکھا -

جب اسے سب معلوم ہوتا ہے تو اسے آپ دونوں کہ بارے میں یہ سب " کیسے نہیں معلوم ؟ مطلب وہ تو ایک چڑیل ہے نا؟ تو وہ کیوں نہیں جان پارہی کہ ہم سب کیا پلین کر رہے ہیں ؟ " نومی کےسوال پر انابیہ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی -

ان کرسٹل آئیز کی وجہ سے " اور اسکے جواب وہ حیران ہوئے ۔۔ جبکہ " انابیہ کو اب اسکے الفاظ یاد آئے ۔

کیونکہ میں سب سے جڑا ہوا ہوں ، تمہارے قریب ہوں اس لئے وہ تمہیں نا " تو ٹریس کر پائے گی اور نا ہی تمہارے بارے میں کچھ بھی جان پائے گی ۔ میں تمہیں اور جو جو تمہارے ساتھ ہے انہیں اسکی نظروں سے بچا کر "رکھونگا ۔۔ اس طرح وہ تمہارے کاموں میں رکاوٹ نہیں ڈال سکے گی

تو اسکا مطلب دونوں بھی سیف ہیں باس " نومی نے خوش ہوتے ہوئے کہا " جس پر سب مسکرائے ۔

اب ۔۔ آگے کیا کرنا ہے ؟ " زمان نے پوچھا ۔ "

اب کیونکہ تم چار ہیں تو کام زیادہ جلدی ہوگا ۔۔ تم دونوں اس لڑکے کے " گھر والوں سے ملو جس کا سات سال پہلے قتل ہوا تھا ۔۔ میں اور انابیہ اب اس انوسٹیگیٹر سے ملنے جارہے ہیں جو اس کیس کو انوسٹیگیٹ کر رہا تھا " بدر نے کہا جس پر ان سب نے حامی میں سر ہلایا ۔۔

وہ اب چار لوگ تھے ۔۔

اور وہ چاروں مل کر اب سچائی تک تیزی سے پہنچ رہے تھے ۔۔

پر کیا سچائی تک پہنچ جانے کے بعد ۔۔ سب حل ہوجانا تھا ؟

شاید ہاں ۔۔ شاہد نہیں

•••••••

وہ کیس میری زندگی کے سب سے عجیب کیس تھے ۔۔ " یہ ایک پچاس " سال کے شخص کی آواز تھی۔ جو اس گاڑی میں موجود انابیہ کے کانوں میں جانے کب سے گونج رہی تھی ۔

قاتل کون ہے اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا ۔۔ اور جن لوگوں کے خلاف " ثبوت مل رہے تھے ، وہ ٹیچر اور گارڈ ۔۔ انکے پاس قتل کا کوئی موٹیو نہیں تھا ۔ صاف ظاہر تھا کہ کوئی انہیں پھنسانا چاہ رہا ہے " آواز رکی ۔۔ انابیہ نے اپنی سیٹ کے پشت سے ٹیک لگاتے آنکھیں بند کیں ۔

" میں پوری کوشش کے باجود بھی انہیں بے گناہ ثابت کرنے اور قاتل کے خلاف کوئی ثبوت نا ڈھونڈ پارہا تھا مگر .. وہ ٹیچر اور وہ گارڈ عجیب عجیب باتیں کرتے تھے کہ انہیں عجیب خواب آتے ہیں جن میں وہ کسی کا قتل کر رہے ہیں " انابیہ کو اب اپنے خواب یاد آئے ..

" انہیں ہر جگہ لکھا نظر آتا تھا کہ وہ مرڈرر ہیں " انابیہ کو اب وہ مرر اور چھت پر لکھے وہ الفاظ یاد آئے۔

" وہ خوفناک باتیں کرتے تھے کہ جیسے کوئی جن بھوت ہے جو یہ سب کر رہا ہے اور وہ لوگ پاگل ہورہے ہیں " انابیہ کو اپنا ڈر ، خوف یاد آیا..

" شاید یہ انکی باتوں کا اثر تھا کہ ان دنوں مجھے بھی کچھ عجیب عجیب محسوس ہونے لگا .. ایسےا جیسے کوئی مجھ سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہو .. مجھے عجیب مخلوق نظر آنے لگی .. " اس شخص نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا ۔

" کیسی مخلوق ؟ " یہ آواز بدر کی تھی ۔

" عجیب سی .. ہوا میں اڑتی چمکیلی نیلی آنکھوں والی .. عجیب آوازیں .. اور عجیب سی ٹھنڈک .. مجھے احساس ہوا کہ ان ملزموں کی باتیں شاید مجھ بھی حاوی ہونے لگی تھیں " انابیہ کو وہ کرسٹل آئیز یاد آئیں۔ وہ ٹھنڈک .. وہ آواز .. اور اسکے کہے الفاظ

" میں نے ان سب کی مدد کی کوشش کی مگر سب مجھ سے ڈرنے لگے ، صرف تم نے مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی " وہ سچ کہہ رہا تھا ۔

" مجھے ہر وقت خوف محسوس ہوتا تھا اور پھر میں نے اس کیس کو ایسے ہی چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا ۔ پھر ان دونوں نے بھی جرم قبول کر لیا اور انہیں سزا ہوگئ ۔ انکی سزا کے بعد سے ہی میرے ارد گرد سب نارمل ہوگیا ، مجھے وہ مخلوق دوبارہ کبھی نظر نہیں آئی .. وہ سب یقیناً انکی باتوں کا اثر تھا ۔ وہ اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی پاگل کر رہے تھے ۔ پھر کچھ دن بعد مجھے انکی خودکشی کی خبر ملی ۔ معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ انہیں ہر جگہ لاش نظر آتی تھی ۔ "انابیہ کو اس رات نظر آنے والی شاہد کی لاش یاد آئی ۔

تم ٹھیک ہو ؟ " بدر کی آواز اسے سوچوں سے باہر لائی -- اس نے اپنی " آنکھیں کھولیں -

ہاں - میں ٹھیک ہوں پر وہ لوگ ٹھیک نہیں تھے " انابیہ کو اپنی آنکھوں " میں نمی محسوس ہوئی -

وہ ان سب سے گزر چکی تھی، جن سے وہ لوگ گزرے تھے -- اس لئے وہ محسوس کر سکتی تھی انکا خوف اور تکلیف

وہ ٹھیک نہیں تھے کیونکہ انکے پاس بدر اقبال نہیں تھا - " بدر کے الفاظ " پر اس نے چونک کر اسکی جانب دیکھا --

مگر تمہارے پاس ہے -- اس لئے تم ہمیشہ ٹھیک رہوگی " اس نے انابیہ کی " آنکھوں میں دیکھتے کہا جہاں حیرت ہی حیرت تھی - وہ کبھی اس سے ایسی بھی کوئی بات کہے گا ؟ یہ اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا - جبکہ اسکی نظروں سے نظر ہٹاتے وہ دھیما سا مسکراتے اب دوبارہ سامنے دیکھنے لگا -

••••••

جب سے اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا - ماما اور بابا ، دونوں نے جیسے اس سے بات چیت بلکل بند کر دی تھی - اسے احساس تھا کہ اظہار کا یہ وقت بہت غلط تھا مگر اب غلطی ہو ہی گئی تھی تو اس سے پلٹنا ناممکن تھا - مگر وہ انہیں ایسے ناراض بھی نہیں رکھ سکتا تھا -- وہ دونوں اس وقت ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے تھے جب وہ گھر آیا --- اسے آتا دیکھ کر ہی وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر جانے لگے جب وہ تیزی سے انکی جانب آیا -

آپ دونوں میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں ؟ " بے چینی سے پوچھا - "

ہم نے کیا کیا ہے ؟ " امی نے انجان بنتے پوچھا - "

پچھلے چار دنوں سے آپ دونوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی -- کیوں " ؟ "

ہم انجان لوگوں سے بات نہیں کرنا چاہتے " جواب ابو کی جانب سے آیا " تھا -

انجان ۔۔ میں آپ دونوں کا بیٹا ہوں " اس تڑپ کر گیا ۔۔ وہ کیسے اسے " اجنبی کر سکتے ہیں۔

بیٹے تھے ۔۔ اب تم صرف اس لڑکی کے ہمدرد اور عاشق ہو " امی کی " جانب سے کہا گیا ۔

امی پلیز ۔۔ اس طرح مت کہیں ۔۔ میں آپکا بیٹا ہوں صرف آپکا " انکا دایاں " ہاتھ تھامتے کہا ۔

" تو پھر کرو وعدہ ، تم اس لڑکی سے شادی نہیں کروگے "

میں اس سے محبت کرتا ہوں امی " بے بسی سے کہا ۔ "

اور ہم اس قاتلہ سے نفرت " ابو نے گرجتے ہوئے گیا ۔ "

" وہ قاتل نہیں ہے "

یہ تمہاری محبت ہے جس نے تمہیں اندھا کر دیا ہے ۔ " امی نے اپنا ہاتھ " چڑا کر وہاں سے جاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے " اور شارک کے الفاظ پر وہ رک کر پلٹیں ۔ "

اگر وہ واقعی قاتل ہوئی تو میں اس سے شادی تو دور ، کبھی اسکا نام بھی " نہیں لونگا " اور شارک کے الفاظ پر انکے چہروں پر اطمینان لہرایا ۔

لیکن ۔۔۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو آپ دونوں اسے اپنی بہو قبول کرینگے " " اسکی بات پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا ۔

ایک بدنام لڑکی کو اس گھر کی بہو کیسے بنا لیں ہم ؟ پورے سوشل میڈیا " پر اس کا چرچہ ہے " ابو نے سختی سے کہا ۔

آپ بھول رہے ہیں کہ وہ آپکی بھتیجی ہے ۔۔ اور اگر قاتل کوئی اور ہوا تو " یہ بدنامی نہیں ، زیادتی کہلائےگی ۔ کیا آپ دونوں بھی اس زیادتی میں شریک ہونا چاہینگے ؟ " شارک کی بات پر ایک بار پھر دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔ اگر وہ بے گناہ ہوئی تو ہم تمہارے راستے میں نہیں آئینگے "
اور اسی کے ساتھ شارک کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک بڑھی ۔ اس نے بے اختیار ہی ان دونوں کو گلے لگایا ۔

" مگر جب تک یہ فیصلہ نہیں ہوجاتا ۔۔ تم نا اس سے ملو گے اور نا ہی اس کیس میں کوئی مداخلت کروگے " اس کے الگ ہوتے ہی ابو نے کہا ۔

" ڈن ۔۔ ڈن " وہ خوشی خوشی اس کے لئے بھی مان گیا تھا ۔

محبت کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لئے ، وہ اسی محبت سے چند دن دور تو رہ ہی سکتا تھا ۔

یہ سودا گھاٹے کا نہیں تھا ۔۔

پر کیا واقعی یہ گھاٹے کا نہیں تھا ؟

کیا وہ چند دن کی دوری واقعی بس چند دن ہی کی تھی ؟

کیا محبت واقعی اس کی زندگی کا حصہ بن جانی تھی ؟

یا پھر ۔۔ کہانی میں نیا موڑ آنا تھا ؟

یا پھر ۔۔ یہ دوری ، ہمیشہ کی ہوجانی تھی ؟

جانے آگے کیا ہونا تھا ؟

پر اس وقت ۔۔ اس وقت وہ خوش تھا ۔۔۔ وقتی خوشی

••••••••

" انابیہ ہمدانی کا کیس اچانک ہی ایک ٹھہری ہوئی جھاگ بن گیا ہے ۔
پچھلے ایک ہفتے سے انابیہ ہمدانی سے تفتیش جاری ہے مگر اب تک انہوں نے اپنے جرم کوئی اعتراف نہیں کیا ہے ۔ پولیس مزید ثبوت اکھٹے کرنے میں مصروف ہے مگر کوئی خاص لیڈ اب تک نہیں ملی ۔ پر اگر اب تک کوئی لیڈ نہیں ملی تو انابیہ ہمدانی اب تک جیل میں کیوں ؟ کیوں پولیس اسے رہا نہیں کر رہی ؟ کیوں اب تک اسے کورٹ میں پیش نہیں کیا گیا ؟ ایسے بہت سے سوالات ہیں جن کے جوابات خود کو پولیس کے پاس بھی نہیں ہیں ۔ یا پھر ۔۔ کچھ ایسا ہے جو پولیس ہم سے چھپا رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ

کیا ہے ؟ جاننے کے لئے ہمارے ساتھ رہئے گا " کیمرے کی لائٹ بند ہوتی ہے اور نومی اسکا موبائل لیتا اسکی جانب آتا ہے۔

باس کسی تانیہ کی بار بار کال آرہی تھی " موبائل اسکی جانب بڑھایا ۔ "

آنی ہی تھی ۔ " کہتے ساتھ اس نے کرسی کھڑے ہوتی کال ملائی اور " موبائل کان سے لگایا ۔

جی مس تانیہ آپکی کال آرہی تھی ۔سوری میں بزی تھا " وہ چلتے ہوئے " اب بیک پر آیا جبکہ نومی اسکے ساتھ ساتھ ۔۔

مسٹر زمان ۔۔ میں انابیہ سے ملنے گئ تھی مگر اس نے مجھ سے ملنے " سے انکار کر دیا " اسکی بات پر زمان کے ہونٹون پر مسکراہٹ پھیلی ۔۔ وہ وہاں ہوتی ملتی نا ۔۔

جانتا ہوں ۔۔ میں بھی گیا تھا پر اس نے مجھ سے ملنے سے بھی انکار کر " دیا " اسکے جواب پر تانیہ حیران ہوئی۔

" مگر کیوں ؟ "

معلوم نہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتی ۔ عجیب ڈری " ڈری رہتی ہے اور جانے کیا سوچتی رہتی ہے ۔۔ مس تانیہ میں انابیہ کو لے کر بہت پریشان ہون ۔ اب تو مجھے بھی شک ہونے لگا ہے کہ کہیں ۔۔۔ " لہجے میں دنیا جہاں کی فکرمندی سموئے اس نے کہا جس پر نومی نے اسکی آنکھوں سے تعریف کی ۔

سچ کہوں تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے ۔۔ کیا آپکو اب بھی یقین ہے " کہ وہ بے گناہ ہے ؟ " سوال ہوا ۔ سوال جو زمان کے دل میں جاگے شک کو ہوا دے گیا ۔۔

انابیہ کی تمام باتیں سننے کے بعد اسے یہ احساس ہوا کہ تانیہ نے بھی انابیہ کو بچانے کی کچھ خاص کوشش نہیں کی تھی ۔۔ بلکہ اس نے ہمیشہ انابیہ کے مجرم ہونے کا ہی اندیشہ ظاہر کیا ۔۔ کیا وہ تانیہ ہے ؟

معلوم نہیں مس تانیہ ۔۔ اس دن آپکی باتوں کے بارے میں، میں نے بہت " سوچا مگر مجھے کوئی جواب نہیں ملا ۔۔ اگر بھائی نہیں صرف انسان بن کر

سوچوں تو انابیہ مجرم لگتی ہے ۔ مگر بھائی بنتا ہوں تو اسے بچانا چاہتا ہوں .. میرا خیال ہے کہ ہمیں اب یہ سب انابیہ اور پولیس پر ہی چھوڑ دینا چاہئے .. کیونکہ شاید .. شاید انابیہ بھی اب ہماری مدد نہیں چاہتی " اس نے بے بسی سے کہا ۔

جی .. میں سمجھ سکتی ہوں .. " اور اسی کے ساتھ اس نے کال کٹ کردی " ۔

کمال کے اداکار ہیں باس " نومی نے داد دیتے کہا ۔ "

میڈیا میں اداکار ہی ہوتے ہیں نومی .. میرے کام کا کیا ہوا ؟ " اس نے اب " سنجیدگی سے سوال کیا ۔

کام تھوڑا لمبا ہے باس مگر ، کل تک ریپورٹ آجائے گی .. میں نے اپنا " ایک بندہ لگایا ہے " نومی نے جواب دیا جد پر سر ہلاتے زمان اب دوبارہ کیمرے کے سامنے جانے لگا ۔

جبکہ زمان کی کال کٹ ہوتے ہی تانیہ نے اب کسی اور کو کال ملائی ..

اسے شاید کسی کو خوشخبری دینی تھی۔

•••••••••

یہ رات کے دو بجے کا وقت ہے جب اس پولیس سٹیشن کے اندر موجود اس کمرے میں انابیہ ، بدر اور سلیم بیٹھے کچھ فائلز کو ریڈ کرنے میں مصروف تھے ۔

ان تمام ٹیچرز میں سے کئ تو اب بھی کہیں نا کہیں جاب کر رہے ہیں ۔ " کوئی بھی مشکوک نہیں لگ رہا " یہ سلیم کی آواز تھی ۔

اس سال کے سٹوڈنٹس کی لسٹ کہاں ہے ؟ " بدر سے سوال کیا ۔ "

پرنٹ ہورہی ہے ۔ آنے والی ہوگی " سلیم نے کہتے ساتھ ہی دوبارہ فائل " دیکھنا شروع کی ۔

وہ لڑکا بہت آوارہ طبیعت کا تھا ۔۔ لڑکیوں کو چھیڑنا اسکا مشغلہ تھا ۔۔ " مجھے تو لگتا ہے اس نے غلطی سے اس چڑیل کو چھیڑ دیا ہوگا " انابیہ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ جس پر سلیم بھی مسکرایا ۔

بیچارے کو چھیرنا مہنگا پڑگیا " اور اسی کے ساتھ سلیم اور انابیہ ہنسنے " لگے جبکہ بدر نے دونون پر سنجیدہ نگاہ ڈالی۔

تم دونوں کو بھی مجھے چھیڑنا مہنگا پڑ سکتا ہے ۔۔ کام پر دھیان دو " بدر " کے سخت الفاظ پر دو دونوں ایک بار پھر اپنی اپنی فائلوں کی جانب متوجہ ہوئے ۔۔

جبکہ یہاں سے دور اپنے کمرے میں سوئے زمان کا فون اچانک ہی بجا تھا جس پر وہ ڈر کر اٹھا ۔

ایک تو جب سے انابیہ نے وہ سب بتایا تھا اسے ہر وقت ڈر ہی محسوس ہوتا تھا اور اب رات کی اس خاموشی میں اچانک بجتا فون ۔۔

اس نے دیکھا نومی کی کال تھی ۔

آرام سے کال نہیں کر سکتے تھے ۔۔ ڈرا دیا مجھے " کال اٹھاتے ہی اس " نے کہا جس پر دوسری جانب نومی الجھا ۔

باس یہ آرام سے کال کیسے کرتے ہیں ؟ مجھے تو ایک ہی طریقہ آتا ہے " کال کرنے کا ۔ نمبر نکالوں اور ہرے سرکل پر ٹچ کرو " نومی کی بات پر اس نے آنکھیں گمائیں ۔

" کام کی بات کرو ۔۔ کیوں کال کی اتنی رات ہو "

ایک بہت زبردست خبر ملی ہے باس ۔۔ سنیں گے تو حیران رہ جائینگے " " نومی نے سسپنس کرئیٹ کرتے ہوئے کہا ۔

کیسی خبر " اس نے سنجیدہ ہوتے پوچھا ۔ "

اور جانے نومی نے کیا کہا تھا کہ زمان کے چہرے پر حیرت پھیلی ۔۔

یہ آپکی لسٹ " ایک اسسٹنٹ نے اندر آتے کہا اور ایک فائل سلیم کی جانب " بڑھائی ۔۔

" تھینک یو " سلیم نے فائل لیتے کہا جس پر وہ فوراً وہاں سے چلا گیا ۔ جبکہ سلیم اب وہ فائل کھول کر دیکھنے لگا ۔

" یہ تو بہت سارے بچے ہیں " حیرت سے آنکھیں پھیلیں ۔

" ہاں ۔۔ صرف سیکنڈری سیکشن دیکھو ۔۔ پرائمری کے بچے پرنسپل کے آفس نہیں جاتے کبھی "

" ٹھیک کہا " اب چہرے پر کچھ اطمینان آیا اور وہ مکمل طور پر فائل کی جانب جھکا ۔

" تمہیں کچھ ملا ؟ " بدر نے اب انابیہ سے پوچھا ۔

" نہیں ۔۔ اس دن باہر سے جتنے بھی لوگ آئے ان میں چند ایک ہی پرنسپل کے آفس گئے اور جو لوگ گئے تھے وہ سب بچوں کے پیرنٹس تھے اور انکے جانے کے بعد پرنسپل کو دیکھا گیا تھا ۔ وہ بلکل ٹھیک تھے۔ " انابیہ نے کہا جس پر بدر نے ایک بار پھر سلیم کو دیکھا ۔

" اب بس سٹوڈنٹ بچے ہیں سلیم ۔۔ غور سے دیکھنا سب " اس نے کہا جس پر سر ہلاتا سلیم دوبارہ فائل دیکھنے لگا ۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بدر کا موبائل بجا ۔۔ اس نے دیکھا ۔۔ زمان کی کال تھی ۔

" بس مسٹر زمان " زمان کا نام سنتے ہی انابیہ نے اسکی جانب دیکھا ۔

" کیسی خبر ؟ "

" اوک آپ آجائیں ہم پولیس سٹیشن میں ہی ہیں " اس نے کہہ کر کال کٹ کی ۔

" کیا کہہ رہا تھا وہ ؟ " انابیہ نے پوچھا ۔

" کہہ رہا تھا کہ اسے کوئی خبر ملی ۔۔ اور شاید وہ جانتا ہے کہ وہ چڑیل کس کے اندر ہے " اور اسک بات پر انابیہ اور سلیم دونوں ہی حیران ہوئے ۔

" کس کے ؟ " انابیہ نے پوچھا ۔

" آخر بتائے گا "

اور اب وہ سب بے چینی سے اسکا انتظار کرنے لگے تھے ۔

•••••

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سلیم کی بس ہونے والی تھی کہ اچانک ۔۔ اچانک اسکی نظر دو ناموں پر رکی ۔۔

یہ ۔۔ یہ نام کچھ سنے سنے لگ رہے ہیں " سلیم کا کہا جس پر انابیہ اور " بدر دونوں ہی اسکی جانب متوجہ ہوئے ۔ اور اس سے پہلے کہ وہ نام بتاتا ۔۔ اندر داخل ہونے زمان اور نومی نے انکی توجہ اپنی جانب منتقل کی ۔۔

بیس سال پہلے ۔۔ ایک حادثہ ہوا تھا۔۔ " ایک فائل بدر کی جانب بڑھاتے " زمان نے کہا جسے تھامتے اس نے کھول کر دیکھا ۔۔ جبکہ انابیہ اب اسکے آگے کہنے کا انتظار کرنے لگی ۔

اسی کھائی کے پاس جہاں اس رات تم گری تھی " اور زمان کے الفاظ پر " انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔۔

کیسا حادثہ ؟ " سلیم نے فائل میز پر رکھتے سوال کیا ۔۔ سوال جو اسے وہ " نام جیسے بھلا گیا تھا ۔

پکنک پر جاتی ایک سکول بس خراب موسم اور بارش کا شکار ہوتی اپنا " بیلنس کھو بیٹھی اور ایک کھائی میں گر گئ تھی " اور انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔۔

جانتے ہیں کس سکول کی بس تھی وہ ؟ " زمان نے سوال کیا ۔ "

اسی سکول کی جس کے پرنسپل کا قتل ہوا " بدر نے فائل پڑھتے ہوئے " کہا ۔۔

مگر وہ کھائی تو جنگل کے بعد آتی ہے " انابیہ کی جانب سے کہا گیا ۔ "

یہ وہ راستہ نہیں ۔۔ بلکہ اسکے بلکل اپازیٹ سائیڈ کا راستہ ہے جو کھائی " کے بلکل پاس ہے "

" پھر ۔۔ کیا وہ سارے بچے مرگئے ؟ " سلیم نے سوال کیا ۔۔ جب ان سب کے درمیان بدر وہ فائل مکمل پڑھ کر رکھ چکا تھا ۔۔ جیسے اسے سب معلوم ہوگیا ہو ۔

" " کھائی کی گہرائی اور خراب موسم نے کسی کو بچنے نہیں دیا سوائے ۔۔ " وہ رکا جبکہ انابیہ کے اندر بے چینی بڑھی ۔۔

" سوائے ایک بچی ہے ۔۔ معجزاتی طور پر ایک بچی شدید زخمی حالت میں بھی سانس لے رہی تھی ۔۔حالانکہ اسکی عمر صرف آٹھ سال تھی "

زمان رکا جبکہ سلیم کے دماغ میں کچھ کلک ہوا ۔۔ اس نے وہ دو نام دوبارہ دیکھتے ۔۔ جن میں سے ایک نام اس سٹوڈنٹ کا تھا جو پرائمری سے اس سکول میں پڑھ رہی تھی۔

جبکہ ایسا ہی ایک کلک انابیہ کے دماغ میں بھی ہوا تھا ۔۔ اسے ماضی کی ایک آواز یاد آئی ۔۔

" بچپن میں ایک حادثہ ہوگیا تھا ۔ ہمارے سکول کی بس موسم خراب ہونے کی وجہ سے گر گئی تھی پر میں بچ گئ ۔۔ مگر میرے پیرنٹس ڈر گئے ۔ اس لئے آج تک پیرنٹس نے کبھی مجھے کسی بھی پکنک میں نہیں جانے دیا " وہ اس آواز کے ملک کو بہت اسی طرح جانتی تھی ۔

" اس رات تمہارے پاس سے مجھے اسکی خوشبوں آئی تھی ۔ اس لئے میں تمہارے پیچھے آیا " اسے ایک ٹھنڈی آواز یاد آئی ۔۔

" اس رات تم نے مجھے اپنی لوکیشن بھیجی تھی انابیہ جو میں نے زمان کو دی اور تم مل گئ " اسے ایک اور جانی پہچانی آواز یاد آئی ۔۔ اسے اپنی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی ۔

" اس کا مطلب وہ ہم سے نہیں۔۔ تم سے چھپ رہی ہے " انابیہ کو اپنی اواز سنائی دی۔

" یہ سب تمہارا خواب ہے ۔۔ ایسا سچ میں کچھ نہیں ہوا انابیہ " اسے یاد آیا اس نے شاہد کے قتل کی رات کسی کو ان کرسٹل آئیز کے بارے میں بتایا تھا ۔۔

اس نے اسے اس کے بارے میں بتایا اور اسی رات شاہد کا قتل ہوا ۔۔

جانتے ہو اس بچی کا کیا نام تھا ؟ " زمان نے سوال کیا ۔۔ "

سلیم اب بھی اس نام کو دیکھ رہا ہے ۔۔ انابیہ اب بھی آوازوں میں گھری ہے ۔

اگر مجھے شارک سے محبت ہوتی تو میں اسے نہیں نیہا کو مارتی ۔۔ اس " طرح نیہا مر جاتی اور شاہد میرا " اسے اپنی مزاق میں کہی بات یاد آئی اور پھر ۔۔ اسی رات لیزا کا قتل ۔۔

ایک آنسو انابیہ کی آنکھ سے گرا تھا ۔۔

" لیزا حیدر "

ایک ساتھ سلیم اور انابیہ کے ہونٹوں سے ایک ہی نام ادا ہوا ۔۔

دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے تو دیکھا ۔۔

انابیہ کی نظر سلیم کی فائل پر گئ جہاں میٹرک کے سٹوڈنٹس کی لسٹ تھی ۔۔

اور سلیم کی انگلی دو سٹوڈنٹس کے نام کر ٹکی تھی ۔۔

" لیزا حیدر ۔۔۔ تانیہ سعید "

حیرت اور سچائی کی کئ بجلیاں ان سب پر گری تھیں ۔۔

اور اسکی شدت اتنی تیز تھی کہ کوئی کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا تھا ۔۔

وہ کمرا ۔۔ مکمل سناٹوں میں آگیا تھا۔

••••••

بیس سال پہلے :

وہ غصے میں ایک ینگ بلو شیڈو کو مار چکی تھی مگر اب ، اب ایک بہت طاقتور بلو شیڈو اس کے پیچھے لگا تھا جس سے وہ بھاگ تو سکتی تھی ، شاید کچھ وقت کے لئے چھپ بھی سکتی تھی مگر ۔۔ وہ جانتی تھی کہ ہو

اسے آخر کار پکڑ ہی لیگا اور مار دیتا ۔ بلو شیڈو اپنا بدلہ کبھی نہیں چھوڑتے اور وہ اب اسکے بدلے کا نشانہ بننے والی تھی ۔

وہ رفتار میں بہت تیز تھی اس لئے وہ بچ نکلنے میں اب تک کامیاب ہورہی تھی ۔ لیکن وہ تھکنے والا نہیں تھا ۔ وہ اسے چھوڑنے والا بھی نہیں تھا۔

اس رات ۔۔ اس رات بھی ایک بار پھر اس بلو شیڈو نے اسے ڈھونڈ ہی لیا تھا ۔ اور شکار اور شکاری کا کھیل ایک بار پھر شروع ہوگیا تھا ۔۔ وہ بھاگ رہی تھی کہ بس کسی طرح ایک بار پھر اس سے بچ جائے مگر آج وہ بھی اتنی ہی تیزی سے اسکے پیچھے آرہا تھا ۔ شاید اسکا پیچھا کرتے کرتے وہ بھی اب اپنی رفتار بڑھا چکا تھا ۔ وہ مسلسل آگے بھاگ رہی تھی اور وہ ہوا میں اسکے پیچھے ۔۔

اب اسے دور سے ہی وہ کھائی نظر آئی تھی جس کی اور وہ بہت تیزی سے جارہی تھی۔ وہ اڑ نہیں سکتی تھی کہ اس کھائی سے بچ جائے ، وہ کالے سائے میں تبدیل ہوسکتی تھی مگر وہ اس طرح بھی اس سے بچ نہیں سکتی تھی ۔ وہ بلو شیڈو ایک سائے کی شکل میں اور آسانی سے پکڑ سکتا تھا کیونکہ وہ بھی ہوا میں تھا۔

بچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اور کھائی اب اس کے مزید قریب تھی ۔۔

اور پھر اسے اپنے بچنے کا وہ واحد اور آخری دروازہ نظر آیا ۔۔ وہ اس دنیا میں اس سے نہیں بچ سکتی تھی مگر ایک وقت ، ایک دنیا ایسی ہے جہاں وہ اسے کبھی پکڑ نہیں سکتا ۔۔ اس سوچ پر ہی اسکی آنکھوں کی سرخی بڑھی ، رفتار میں بھی اتنی ہی تیزی آئی وہ اب اپنی مکمل رفتار میں کھائی کے قریب آئی ، نیچے چھلانگ لگائی اور خود کو فوراً ایک سائے میں تبدیل کرتی وہ وہ تیزی سے نیچے جانے لگی اور پھر ایک گہرائی تک آجانے کے بعد ، زمین کے قریب ہونے پر اس نے فوراً ہی رخ بدلا تھا ۔ وہ ایک دائرے میں گول گول گومتے ہوئے وہاں سے غائب ہوگئ ۔

وقت بدلا تھا ۔۔ اور اس بدلے وقت میں وہ کالا سایہ اس کھائی میں نمودار ہوا ۔۔ کھائی جو ہری بھری اور بھیگی بھیگی سی ہے ۔۔ یہاں اس وقت میں تیز بارش اور آسمان پر بجلی چمک رہی ہے ۔

کالا سایہ اب اس کھائی سے اوپر آتا ہے ۔۔ آس پاس گوم کر جیسے وہ یقین کرتا ہے کہ سب بدل چکا ہے۔ وہ بلو شیڈو اب وہاں نہیں ہے اور جو کچھ ہے ؟ وہ اس وقت میں نہیں تھا ۔۔ جیسے یہ طوفان

وہ اپنی اصلی شکل میں نہیں آسکتی تھی ۔۔ اس وقت اور اس موسم میں وہ اتنی جلدی اپنی اصلی شناخت کے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کرسکتی تھی ۔ اس لئے اسی کالے سائے کی صورت ، اس نے آس پاس مزید گومنے کا سوچا ۔۔

وہ کالا سایہ اب درختوں کے درمیان سے ہوتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے ۔ ہر طرف بارش کا پانی زمین اور درخت کے پتوں پر پڑھنے کا شور ہے ۔ وہ کالا سایہ اب آگے بڑھتا ہوا درختنوں کے درمیان سے نکلتا، ایک سڑک پر آتا ہے ۔

بارش کے زور اور ماحول کی اس دھند میں کہیں دور سے کسی گاڑی کی دو لائیٹس چمکتی نظر آتی ہیں ۔۔ وہ دھیمی سی روشنی اسی راستے پر بہت آہستگی سے سفر کر رہی ہے ۔ اس کالے سائے کو ایک راستہ نظر آتا ہے۔ ہمیشہ کے لئے اس بلو شیڈو سے بچنے کا راستہ ۔۔

وہ سایہ اب تیزی سے اس روشنی کی جانب بڑھ رہا ہے ۔۔ روشنی اسی آہستگی سے اسکی اور آرہی ہے ۔

کچھ دیر بعد دکھائی دیتا ہے کہ وہ روشنی دراصل ایک سکول بس کی ہے جس میں بہت سارے بچے، ٹیچرز ہیں۔ سائے میں چھپی اسکی سرخ آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوتا ہے اور اسکی رفتار میں مزید تیزی آتی ہے۔

بس کے ڈرائیور کی جانب آؤں تو جہاں وہ اس موسم کے اچانک خراب ہونے پر پریشان ہے وہیں وہ اس راستے کے قریب موجود کھائی کا خیال کرتے ہوئے بہت آہستگی اور احتیاط سے بس آگے بڑھا رہا ۔ ذرا سی غلطی کتنی بھیانک شکل اختیار کر سکتی ہے ؟ یہ وہ بہت اچھی طرح جانتا ہے ۔۔

دھند اتنی زیادہ نہیں تھی مگر بارش کا زور راستے کو مشکل بنا رہا تھا ۔۔ اور اسکی مشکلات میں مزید اضافہ کرنے ایک کالا سایہ بھی آپہنچا تھا ۔۔ اس ڈرائیور نے الجھ کر غور سے دیکھا ۔۔ دور سے کہیں ایک کالا سایہ بہت تیزی سے اسکی جانب آرہا تھا ۔۔ سایہ ایسے بھرے ہوئے بادل کی طرح

معلوم ہورہا تھا کہ اندھیرے کے علاوہ کچھ بھی اس پاس نظر نہیں آرہا تھا ۔ اور اب ۔۔ اب وہ جس تیزی سے اسکی جانب آرہا تھا ، اسے خطرہ محسوس ہوا ۔۔

" تمام بچے نیچے جھک جائیں ، طوفان آرہا ہے ، شاید بس تھوڑا ڈس بیلنس ہو " اس نے اونچی آواز میں وارننگ دی جس پر سب پریشان ہوئے اور ٹیچرز اب بچوں کو باری باری جھکنے کا کہنے لگیں ۔۔ ان کے چہرے پر پریشانی اور ہونٹوں پر صحیح سلامت گھر پہنچنے کی دعا تھی ۔۔

مگر کسی دعا کی قبولیت کے لئے تو زندگی کا ہونا ضروری ہے ۔۔ اور جب زندگی ہی ساتھ نا دے تو ؟

انکی زندگی بھی جیسے اس وقت ساتھ دینے سے انکاری تھی ۔۔

ڈرائیور نے کالے سائے کو بس کے قریب آتے اور اس پوری بس کو گولائی میں اپنے گھیرے میں لیتے دیکھا۔

" سب اپنی آنکھیں بند کرلیں " ٹیچرز نے یہ منظر دیکھتے ہی بچوں کو حکم دیا جس پر عمل کرتے تمام بچوں نے ڈر کر آنکھیں بند کیں ۔۔ وہ سب اس بھیانک منظر کو دیکھ رہے تھے جہاں ایک سایہ گولائی میں پوری بس کو اپنے گھیرے میں لے رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف اندھیرا چھا گیا ۔۔

ڈرائیور نے بریک لگا کر بس روکنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہیں ۔۔۔ بس جیسے آپا کھو چکی تھی ۔۔ ٹائروں کی چڑچڑاہٹ ہے ساتھ بس اب دائیں بائیں جھولنے لگی ۔۔

بچوں اور ٹیچرز کی خوف سے بھرپور چیخیں اس بس میں گونجنے لگی ۔۔ ہر کسی کی زبان پر کوئی نا کوئی دعا تھی۔ مگر ہر کوئی آج زندگی ہار رہا تھا ۔۔

بس کے جھولنے میں اضافہ ہوا ۔۔ ڈرائیور کی لاکھ کوشش کے باوجود بھی بس رک نا سکی اور پھر ۔۔

وہ بس کسی گہرائی میں گرنے لگی --- تمام بچے اور ٹیچر کی گرفت بھی کمزور پڑی اور وہ بس کے اندر یہاں وہاں جھولنے ، گرنے لگے --

بس چند لمحوں کا کھیل تھا اور کچھ درختوں سے ٹکراتی ، کئی زندگیوں کو ختم کرتی وہ بس زمین پر ایک دھماکے سے پڑتی ہے - ایک زوردار دھماکہ اور ہر چیخ دب جاتی ہے - انسانوں کی وہ آوازیں جو ان بارش کی آوازوں سے مل کر خوفناک صورت اختیار کرہی تھیں -- اچانک ہی خاموش ہوجاتی ہیں -- اب اس جگہ صرف ایک ہی آواز بچی تھی ، بارش کی

وہ سایہ اب بے چینی سے اس بس میں اپنی زندگی کی بازی ہارے ہوئے ایک ایک انسان کو دیکھ رہا ہے- بے چینی سے -- اسے زندہ انسان چاہئے تھا -- کسی مرے ہوئے انسان میں وہ داخل نہیں ہوسکتی تھی- اسے ہر حال میں کوئی زندہ چاہئے تھے -- وہ اب ایک ایک باڈی کے پاس آکر دیکھتی ہے مگر ہر کی سانس رک چکی تھی - کوئی بھی سانس نہیں لے رہا تھا سوائے ---

یہ سات آٹھ سال کی بچی تھی جو شاید اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی -- بے حد تکلیف میں، بے ہوشی میں ، آنکھیں بند کئے خون سے لت پت پکڑوں میں وہ چھوٹی معصوم بچی اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہی تھی --

اور اسکی یہ سانسیں وہ رکنے نہیں دے سکتی تھی -- یہ بچی ابھی زندی تھی تو یعنی یہ بچ سکتی تھی، اور کیونکہ وہ بچ سکتی ہے؟ تو اب اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں تھی --- پناہ لینے کی

اور پھر وہ سایہ بہت تیزی سے اس بچی کے سینے میں جزب ہونے لگا --- وہ جزب ہوتا ہوا مکمل اس کے وجود میں داخل ہوتا ہے اور اگلے ہی لمحے --- اس بچی کی آنکھ کھلتی ہے ، لال سرخ آنکھیں --

....

دس سال پہلے:

" تمہاری اٹینڈنس کی وجہ سے انہوں پریکٹیکل میں سر نے تمہیں کم نمبر دیئے ہیں ۔ اگر تھوڑے اور نمبر آجاتے تو تمہاری پرسنٹیج بڑھ جاتی " اسکی کلاس فیلو نے افسوس کہا ۔ وہ جو پہلے ہی اپنی مارک شیٹ دیکھ کر غصے میں تھی، اسکی بات نے جیسے اسکے غصے کو ہوا دی ۔

" اٹینڈنس سے کیا فرق پڑتا ہے ؟ میں نے لکھا تو سب ٹھیک ہی تھا " اس نے غصے میں کہا ۔

" اصل میں مجھے پتہ چلا ہے کہ سر نے تمہیں چیٹنگ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا ۔ کیونکہ تم نے اس دن ان سے بدتمیزی کی تھی تو اس بار انہوں نے سیدھا پرنسپل کو بتایا اور پرنسپل کے ہی کہنے پر تمہارے نمبر کٹ ہوئے " بس ۔۔ یہ معلوم ہونے کی دیر تھی اور اسے اپنا خون کھولنا محسوس ہوا ۔

" اسکی اتنی ہمت " وہ مارک شیٹ مضبوطی سے پکڑے اب پرنسپل کے آفس کی جانب جانے لگی ۔

" ارے کہاں جارہی ہو ؟ " اسکی کلاس فیلو بھی اسکے پیچھے آئی ۔ "

" پرنسپل کو مزہ چخانے " غصے سے پھولتی سانس اور لال آنکھوں سے وہ آگے بڑھ رہی ہے۔

" ایسا مت کرو ۔۔ تمہارا گریڈ اتنا اچھا ہے کہ اچھے سے کالج میں آرام سے ایڈمیشن مل جائے گا ۔۔ اب ویسے بھی سکول نے جان چھٹ ہی گئی ہے تو کیا ضرورت ہے خام خا پنگا لینے کی ؟ " وہ اسے سمجھا رہی تھی مگر اسکے ارادے تو کچھ اور ہی تھے ۔

" میری بات سنو " وہ اب پرنسپل کے آفس کی گھڑکی کے پاس آکر رکی جو کہ سکول کی بیک سائیڈ پر کھلتی تھی ۔

" کسی کو بھی ۔۔ کسی کو بھی اس طرف مت آنے دینا ۔۔ اوک " سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے اس نے سختی سے کہا ۔ اور اسکی آنکھوں سے سختی اور سرخی سے اس لڑکی نے ڈر کر حامی میں سر ہلایا ۔۔

" چلو اب ۔۔ پلٹو اور پیچھے مت دیکھنا " اسکے اس نئے آرڈر پر اس نے الجھ کر اسے دیکھا ۔

" کیوں ؟ "

جو کہا ہے کرو -- پلٹو اور پیچھے مت دیکھا " ایک ایک لفظ پر زور دیتی " اس نے جیسے دھمکی دی۔ وہ لڑکی اسکے اس انداز پر حیران اور ڈرتی اب پلٹی --

جبکہ اس کے پلٹتے ہی اب ، وہ ایک کالے سائے میں تبدیل ہوتی کھڑکی کے ذریعے اس آفس کے اندر گئ۔

وہ رخ موڑ کر کھڑی تھی پر تجسس --- یہ تجسس انسان کو کہاں چین لینے دیتا ہے ۔

انسان اپنی زندگی کی آدھی مصیبتوں کو تو اس تجسس کی وجہ سے دعوت دیتا ہے ۔ جیسے کہ وہ دے رہی تھی۔

وہ پلٹتی تو یقیناً اسے معلوم ہوجاتا ۔ اس لئے پلٹنے کے بجائے اس نے اپنے بیگ سے ایک شیشہ نکالا ۔ ان شیشے کو رخ کچھ ایسا کیا کہ کھڑکی کے شیشے سے ، آفس کے اندر کا کچھ حد تک منظر ظاہر ہورہا تھا ۔

اور شاید یہی اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی -- اس نے جو دیکھا ، اس پر یقین کرنا اور اسے سہنا بہت مشکل تھا ۔

اس نے ایک سائے کو پرنسپل کے پیچھے آتے دیکھا -- اور پھر -- اس نے اس سائے کو لیزا کی شکل اختیار کرتے دیکھا ، مگر اس بار -- اس بار وہ بہت مختلف لگ رہی تھی ۔ اسکی آنکھیں لال سرخ اور رنگ کچھ کالا ہوچکا تھا ، اسکے ناخون بے انتہاہ لمبے تھے اور --- اور یہ وہ کیا ر رہی تھی ؟

تانیہ کی آنکھیں حیرت اور خوف سےپھیلیں -- اس نے پرنسپل کو بالوں سے پکڑ اس کا چہرا اونچا کیا اور اگلے ہی لمحے ، اسکا ناخون پرنسپل کی گردن کے اندر تھا ۔

بے اختیار ہی ایک چیخ اسکے حلق سے نکلی جس پر لیزا نے اسکی جانب دیکھا -- وہ خوف سے کانپ رہی تھی۔ اور بس ایک لمحہ ہی لگا تھا کہ اس سے پہلے تانیہ وہاں سے بھاگتی -- وہ ایک سائے میں تبدیل ہوتی تیزی سے اسکے پاس آئی اسے بازؤں سے جکڑا اور دیوار کے ساتھ لگایا -- تانیہ نے

اب اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا تھا ۔۔ اس سائے سے دوبارہ وہ عجیب و غریب مخلوق بنتے ۔۔ اسکی آنکھیں آنسو اور خوف سے بھرنے لگیں ۔

" اگر تم نے ایک آواز بھی نکالی تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو اس پرنسپل کا ہوا ہے ۔۔ سمجی " اپنی خون آلود نگاہوں سے اسے گھورتی وہ کہہ رہی تھی جس پر تانیہ نے کانپتے وجود کے ساتھ حامی میں سر ہلایا ۔

لیزا اب اس سے تھوڑا دور ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دوبارہ نارمل انسان کی صورت اختیار کر گئ۔ تانیہ کو جہاں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا وہیں لیزا کی مسکراتی آنکھیں ، اسے یقین دلانے کے لئے کافی تھیں۔

" ویسے ، اصولاً تو مجھے اس وقت تمہیں مار دینا چاہئے مگر اگر میں نے ایسا کیا تو شک بہت آسانی سے مجھ پر آجائے گا ۔ اور میں ایسا نہیں چاہتی اس لئے ۔۔ " لیزا اب ایک قدم اسکے قریب ہوئی ۔

" اگر تم نے ۔ کسی کے بھی سامنے اپنا منہ کھولا تو میں تمہارا ہمیشہ کے لئے بند کردونگی ، ناصرف تمہارا بلکہ تمہاری پوری فیملی کا " اسکی دھمکی پر تانیہ کی آنکھیں خوف سے پھیلیں ۔۔ نہیں ۔۔ ایسا نہیں ہوسکتا

" مم ۔۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤنگی ۔۔ مم ۔۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا پلیز ۔۔ میری فیملی کو کچھ مت کرنا " وہ آنسوؤں سے بھیگے چہرے پر التجا سجائے کہہ رہی تھی جس پر لیزا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

" آفکورس ڈئیر ۔۔ میں انہیں کیوں کچھ کرونگی ۔۔ ویسے بھی ہم دوست ہیں اور دوست تو ایک دوسرے کا راز رکھتے ہیں ۔ خیال کرتے ہیں ۔۔۔ ہیں نا ؟ : اسکے دائیں کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھتے اس نے کہا ۔

جس پر تانیہ نے فوراً حامی میں سر ہلایا ۔۔

" چلو اب ۔۔ کسی کو معلوم ہونے سے پہلے ہمیں یہاں سے نکلنا ہے "

اور اسے کے ساتھ وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں ۔۔ اپنے پیچھے ایک لاش چھوڑتی ۔۔

•••••••

سات سال پہلے:

یہ ڈیفنس کے ایک علاقے کا منظر ہے جہاں ایک سڑک پر کالج یونیفارم میں ملبوس ایک لڑکی ، شاید کالج سے واپس اپنے گھر کی جانب جارہی ہے ۔ سڑک کے بیچ ایک درخت کے نیچے ایک نوجوان لڑکا بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف ہے ۔ لڑکی اسکے سامنے سے گزرتی ہے اور وہ نظر اٹھا کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے سیٹی بجاتا ہے ۔ لڑکی کے آگے بڑھتے قدم رکتے ہیں اور وہ قہربرساتی نظروں سے اسے دیکھتی ہے جس پر وہ لڑکا ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا ایک آنکھ دباتا ایک بار پھر سیٹی بجاتا ہے ۔ لڑکی تیزی سے وہاں سے گزر جاتی ہے۔

یہ دوسرا دن ہے اور آج پھر مخصوص وقت پر وہ لڑکی کالج یونیفارم میں گھر کی جانب جارہی ہے ۔ جبکہ وہ لڑکا آج جیسے اسکے انتظار میں اس درخت کے پاس کھڑا اسے مسکراتا ہوا آگے آتا دیکھ رہا ہے ۔

وہ اس کے نزدیک پہنچتے ہی اب ایک بے ہودہ گانا زور سے گانے لگتا ہے ، لڑکی بس ایک پل کے لئے رکتی ہے اور ایک بار پھر اس پر قہر آلود نظر ڈالتی وہاں سے گزر جاتی ہے۔ جبکہ وہ گانا اسے دور تک سنائی دیتا ہے ۔

یہ دو دن کی چھٹی کے بعد کا دن ہے ۔وہی مخصوص وقت اور وہی لڑکا ۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے گزر رہی ہوتی ہے لڑکا آگے بڑھ کر اسکا راستہ روکتا ہے ۔ وہ نظر اٹھا کر غصے سے دیکھتی ہے جس پر وہ مسکراتا ۔

" اف ۔۔ آنکھوں سے ہی مار ڈالوگی تم تو " سینے پر ہاتھ رکھتے وہ فلمی انداز میں کہتا ہے ۔ لڑکی دائیں طرف سے نکلنے کے لئے قدم بڑھاتی ہے کہ وہ اسکی کلائی پکڑ کر اسے روک دیتا ہے ۔

" کہاں جارہی ہو ۔۔ اتنے دنوں بعد آئی ہو ۔۔ جی بھر کر دیکھ تو لینے دو " اسکے ایک قدم مزید نزدیک ہوتا وہ بہکے انداز میں کہنے لگا جبکہ اس بار اس لڑکی کی آنکھوں میں سرخی اتری ۔۔

" ہاتھ چھوڑو " اس نے آہستگی سے کہا ۔

چھوڑ دیتا ہوں ۔ پہلے اپنا نمبر تو دو " اس لڑکے نے دوسرا ہاتھ اسکے " سامنے کیا جس پر پین پکڑا تھا ۔

لڑکی نے ایک نظر اس پین کو دیکھا اور دوسری نظر اس لڑکے کو ۔

میں نے کہا ۔۔ ہاتھ چھوڑ میرا " اس بار اس نے جیسے وارننگ دی تھی " جس پر اس لڑکے کی مسکراہٹ اب ہنسی میں بدلی ۔۔

ارے واہ تم تو بڑی پٹاخہ لڑکی ہو ۔۔ تم سے تو پر آگئی ۔۔ آئی لائیک اٹ " " ایک انگلی اس نے چہرے پر پھیرتے اس نے کہا جس پر اب ۔۔ اب اس لڑکی کی ضبط جواب دے گیا تھا ۔۔

اگلے ہی لمحے ، اس نے اپنا ہاتھ تیزی سے چھڑوا کر اب اس لڑکے کا بازو پکڑی وہ اسے درخت سے لگا گئ۔

اس کی اس تیزی اور طاقت پر اس لڑکے کا رنگ فوراً ہی اڑا ۔۔ اس نے اپنا بازو چھڑوانے اور درخت سے الگ ہونے کی کوشش کی مگر اس لڑکی گرفت مضبوط تھی ۔۔

اور پھر اس لڑکے نے دیکھا ۔۔ اس کی آنکھوں کو مکمل سرخ رنگ میں تبدیل ہوتے ۔۔

خوف کی ایک لہر اسے اپنے جسم میں دوڑتے محسوس ہوئی مگر اسے زیادہ دیر محسوس نہیں کرسکا ۔۔

اگلے ہی پل ، بہت تیزی سے اسکے ہاتھ سے پین لیتی وہ اسکی گردن میں گھونپ چکی تھی ۔۔

حیرت سی پھیلی آنکھوں کے ساتھ وہ لڑکا اسے دیکھ رہا تھا ، جب اس نے اسی تیزی سے وہ پین اسکی گردن سے نکالا اور اسے دور پھینکا ۔۔ وہ پینسل اب ایک گھر کے باہر سوتے ہوئے گارڈ کے پاس جاگرا تھی ۔۔

جبکہ وہ لڑکا خوف سے پھیلتی انکھوں سے اسے دیکھتا، دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پکڑا ہوا زمین پر گرا ۔۔

" اسی کے انداز میں کہتی وہ اب ہنستی ہوئی تیزی سے وہاں سے غائب ہوئی -- اپنے پیچھے ایک اور لاش چھوڑتی -- اریے واہ تم تو قدموں میں گرنے والے لڑکے ہو -- آئی لائک اٹ "

....

چند ماہ پہلے:

انکی گاڑی میں فل میوزک چل رہا تھا -- وہ سب گانا ایجوائے کرتے اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے -- یہ رات کے دو سے تین بجے کا وقت تھا اور وہ فارم ہاؤس کے بہت قریب تھے -

" انابیہ کی گاڑی نظر آرہی ہے کیا پیچھے ؟ " شارک نے پوچھا جس پر نیہا اور لیزا نے پیچھے دیکھا - جہاں کوئی گاڑی نہیں تھی -

" نہیں -- شاید وہ آگے نکل گئ ہو؟ " نیہا نے کہا جس پر شارک نے سامنے دیکھا جہاں زمان کی گاڑی کچھ دوی پر جاتی نظر آرہی تھی ، جس میں اس کے ساتھ شاہد بھی تھا -

" میں نے اسے آگے جاتے دیکھا تو نہیں " شارک نے سوچتے ہوئے کہا -

" آگے پیچھے ہی ہوگی بھائی -- ویسے بھی ہم پہنچنے ہی والے ہیں فارم ہاؤس میں " نیہا نے کہا جس پر شارک نے سر ہلایا -- جبکہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی لیزا نے ایک بار پھر پیچھے دیکھا -- انابیہ کی گاڑی کو اس نے آگے جاتے نہیں دیکھا تھا -- وہ یقیناً پیچھے تھی اور شاید -- کچھ زیادہ ہی پیچھے رہ گئی تھی -- خیز پہنچ ہی جائے گی راستہ تو معلوم ہے ہی اسے -- سوچتے ہوئے وہ بھی اب آگے دیکھنے لگی--

کچھ دیر بعد وہ سب فارم ہاؤس میں تھے جبکہ انابیہ اب تک نہیں پہنچی تھی --

" انابیہ کہاں رہ گئی ہے ؟ اسے کال تو کرو " شارک نے فکرمندی سے کہا -

" کی تھی -- پر شاید سگنل کا مسئلہ ہے کال نہیں لگ رہی " زمان نے جواب دیا -- وہ سب باہر لان میں کھڑے اسکے آنے کا انتظار کر رہے تھے -- مگر وہ نہیں آئی --

میں ایک بار پھر کوشش کرتی ہوں ۔۔ کیا پتہ لگ جائے کال " نیہا نے " کہتے ہوئے اسے کال کی جو کہ اس بار بھی نہیں لگی ۔۔

وہ سب اب پریشان ہونے لگے ۔۔ جبکہ وہیں کھڑی لیزا کے دماغ میں اب کچھ اور چلنے لگا ۔۔

وہ آہستہ آہستہ نا محسوس ہونے والے انداز میں ایک جانب آئی ۔۔ ان سب کے سامنے وہ اپنا روپ نہیں بدل سکتی تھی مگر انابیہ کو وہ اسکی خوشبو سے ڈھونڈ سکتی تھی ۔۔ لیکن اس کے لئے اس کے پاس وقت بھی کم تھا ۔۔ اسے پانچ سیکنڈ میں اسے ڈھونڈھاتھا کیونکہ زیادہ دیر ایسا کرنے سے اس بلو شیڈو کے ٹریس کرنےکابھی خطرہ تھا ۔۔

اس نے ایک درخت کے پاس آتے اپنی آنکھیں بند کیں اور اسکی خوشبوں کو ٹریس کرنے لگی ۔۔

ایک کالا سایہ مختلف راستوں سے تیزی سے گزر کر کسی کو ڈھونڈ رہا ہے ۔۔ یہ سڑکیں تاریخی میں ڈوبی ہیں اور اس تاریخی میں وہ سایہ معمول سے زیادہ تیزی سے پیچھے کی جانب سفرکر رہا ہے اور پھر ایک سڑک پر اسے اسکی گاڑی کھڑی نظر آئی ۔۔ اور وہ اس گاڑی کے اندر تھی کسی کو کال کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر شاید کال لگ نہیں رہی تھی اور اسکی گاڑی خراب ہوگئ تھی ۔۔

لیزا نے اگلے ہی لمحے اپنی آنکھیں کھولیں ۔۔ اس سڑک سے وہ کالا سایہ غائب ہوگیا ۔

زمان ۔۔ " لیزا کی آواز پر پریشان کھڑے زمان نے اسکی جانب دیکھا ۔ "

انابیہ نے اپنی لوکیشن بھیجی ہے ۔۔اس کی گاڑی شاید خراب ہوگئ ہے " " لیزا نے موبائل پر گوگل میپ کی ایپ میں ایک لوکیشن اسکے سامنے کی ۔

مجھے بھیجو میں ابھی اسے لے کر آتا ہوں " زمان اسے کہتا تیزی سے " گاڑی کی جانب بڑھا ۔

میں بھی آتا ہوں " شارک اسکے پیچھے گیا جبکہ لیزا نے اب زمان کے " موبائل پر ایک لوکیشن بھیجی اور وہ دونوں اس طرف چل دیئے ۔۔

جب وہ وہاں پہنچے تو انابیہ کی گاڑی کی ہیڈ لائٹ چل رہی تھی مگر انابیہ ڈرائیونگ سیٹ پر بے ہوش پڑی تھی۔ زمان اور شارک اپنے گاڑی سے نکل کر بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئے ۔۔

انابیہ ۔۔ انابیہ ۔۔ کیا ہوا تمہیں ۔۔ ہوش میں آؤ " زمان اسکے گال تھپتھپائے " کہہ رہا تھا جبکہ شارک بھی اسے ایسے دیکھ کر پریشان ہوگیا تھا ۔

میرے خیال سے زمان یہ اکیلی یہاں ڈر گئ ہے ۔۔ہمیں اسے ڈاکٹر کے پاس " لے کر جانا چاہئے " شارک کے کہنےپر زمان نے حامی میں سر ہلایا اور انابیہ کو ڈرائیونگ سیٹ سے اٹھا کر پچھلی سیٹ پر لٹایا اوت خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ۔۔ جبکہ شارک دوسری گاڑی میں بیٹھا ۔۔ اور اب وہ دونوں گاڑیاں وہاں سے چل گئی ۔۔

جبکہ ان گاڑیوں کے بلکل اوپر ۔۔ کوئی سایہ ہوا میں اڑتا ہوا ان کے پیچھے آرہا تھا ۔۔

•••••••••

وہ سب انابیہ کے ہوش میں آنے کے بعد اسکی عجیب باتوں کو اسکا ڈر سمجھ رہے تھے ۔ مگر انابیہ کے دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا تھا ۔۔ اور اس کے دماغ میں جو چل رہا تھا اسکا اظہار اس نے لیزا سے کیا ۔

ا س نے لیزا کو اس رات ہونے والا مکمل واقعہ بتایا جس پر لیزا کو احساس ہوا کہ وہ غلطی کر بیٹھی ہے ۔

جب اس نے انابیہ کو ڈھونے کے لئے اسے ٹریس کیا ہوگا تبھی اس بلو شیڈو کو اسکے انابیہ کے قریب ہونے کا احساس ہوگیا ہوگا ۔۔ اور اب یقیناً وہ انابیہ کے ذریعے اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

پر وہ اسکی یہ کوشش کامیاب نہیں ہونے دے سکتی تھی ۔۔ اس سے پہلے کہ وہ انابیہ کے ذریعے اس تک پہنچے ، وہ انابیہ کو کہیں اور پہنچا دے گی ۔۔ وہ انابیہ کو مار سکتی تھی مگر یہ کرنا اسکی دوسری غلطی ہوتی ۔ کیونکہ جس طرح اس بلو شیڈو نے انابیہ کی میچ میں مدد کی تھی ۔ یقیناً وہ انابیہ کے سب سے قریب ہے ۔ ہاں ۔۔ انابیہ نے اسے یہ بتایا نہیں مگر اب اسے سمجھ آگیا تھا کہ اچانک انابیہ نے اتنا اچھا کیسے کھیلا ۔۔ یہ یقیناً وہی تھا ۔۔

انابیہ کو کچھ کرنے کا مطلب اپنی موت کو دعوت دینا تھا اور وہ یہ نہیں کر سکتی تھی ۔

مگر اسے کچھ تو کرنا تھا ۔۔

اسے اس بار کسی ایسے کو قربان کرنا تھا کہ جس پر کسی کا بھی دھیان نا ہو ۔۔ کوئی ایسا جس کے ذریعے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے ۔۔ کوئی ایسا کہ جس کی موت سب کو اتنا کنفیوز کر دے کہ کسی کے دماغ میں کبھی بھی ۔۔ کبھی بھی لیزا کا خیال نا آئے ۔۔ مگر ایسا کون ؟

انابیہ کو کمرے مین بھیج کر وہ ٹی وی لاؤنچ میں آئی جہاں سب اب مووی دیکھنے کا پلین کر رہے تھے ۔ مگر لیزا ۔۔ وہ باری باری سب کو دیکھ رہی ہے ۔۔ وہ اپنا اگلا شکار ڈھونڈ رہی تھی

نظر سب سے پہلے ساتھ بیٹھی نیہا پر گئ ۔۔۔ نہیں، نیہا اور وہ ایک ہی کمرے میں ہیں تو نیہا کو مارنے پر لیزا پر سب سے پہلا شک آئے گا ۔

نظر اب شارک پر گئ ۔۔ اسکی انابیہ کے لئے فکر مندی صاف صاف بتاتی تھی کہ وہ انابیہ سے محبت کرتا ہے۔ اسے کچھ ہوگیا تو انابیہ کے لئے تڑپے گا کون ؟ کوئی تڑپنے والا بھی تو ہونا چاہئے نا ۔۔ ایک معنی خیز مسکراہٹ لیزا کے ہونٹوں پر آئی ۔

نظر اب زمان پر گئ ۔۔ وہ انابیہ کا بھائی ہے ۔۔ انابیہ سے لوگ ہمدردی تو کر سکتے ہیں مگر شک نہیں ۔

آخری نظر گئ شاہد پر ۔۔ اگر شاہد کو کچھ ہوگیا تو سب سے بڑا صدمہ نیہا کے لئے ہوگا اور نیہا جیسی جزباتی لڑکی انابیہ پر صرف شک ہونے پر ہی اس سے نفرت کرنے لگے گی ۔۔ شارک اسے بچانے کی کوشش کرے گا ۔ اور زمان بیچارہ الگ تڑپے گا ۔۔ شاہد کی موت ان سب کو کے درمیان سب کچھ بدل دے گی۔ اس سے اچھا آپشن اور کوئی نہیں ہوسکتا ۔۔

اور بس پھر وہی وہ لمحہ تھا ۔۔ جب لیزا نے شاہد پر موت کی سٹیمپ لگائی تھی ۔۔

نیہا اور شاہد کی منگنی ہوچکی تھی .. ان سب کے درمیان انہیں ایک دوسرے سے بات کرنے کا کم ہی موقع ملتا تھا اس لئے وہ دونوں سب کے سونے کے بعد باہر لان میں بیٹھ کر کچھ دیر بات کرنے والے تھے۔ لیزا نے نیہا کے موبائل سے شاہد کے میسجز پڑھے جس سے اسے وقت کا بھی معلوم ہوگیا ..

اب اس نے سب سے پہلا کام نیہا کو سلانے کا کیا تھا .. نیہا لیزا کے سونے انتظار کر رہی کہ وہ سوئے تو وہ شاہد سے ملنے جائے جبکہ لیزا جان بوجھ کر جاگی رہی کہ آخر نیہا کی آنکھ خود ہی لگ گئ ..

لیزا نے آنکھیں بند کر کے اس بلو شیڈو کی موجودگی کا احساس کرنا چاہا .. پر وہ وہاں نہیں تھا . اسے یہ کام ہر حال میں جلدی کرنا تھا .. ذرا سی دیری ، اس بلو شیڈو کو اس تک لاسکتی تھی .

بہت خاموشی سے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر آئی .. شاہد درخت کے پاس کھڑا نیہا کا انتظار کر رہا تھا .

لیزا اسکے قریب پہنچی .. اسکا رخ دوسری جانب تھا .. لیزا کی آنکھوں میں ایک بار پھر خون اترنے لگا .. اسکی آنکھیں لال سرخ ہوئیں . اس نے اپنا ایک ہاتھ درخت کی ایک مضبوط شاخ پر رکھا جبکہ دوسرا ہاتھ شاہد کے کاندھے پر .. وہ نیہا کی موجودگی محسوس کرتا ہوا مسکراتا پلٹا اور سامنے کھڑےوجود پر نظر پڑتے ہی اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں .. وہ لیزا تھی .. مگر وہ لیزا تو نہیں تھی ..

اور اس سے پہلے کہ شاہد کو کچھ کہنے یا سمجھنے کا موقع ملتا .. سیکنڈ کی تیزی سے لیزا نے ایک ہاتھ سے درخت کی وہ مضبوط شاخ توڑی اور اسے شاہد کی گردن کے بیچ گھونپ دیا .. اور اگلے ہی سیکنڈ اتنی ہی تیزی سے اس نے وہ شاخ نکالی اور شاہد کے ہاتھ میں انابیہ کا بریسلٹ پکڑاتی وہ لمحوں میں وہاں سے غائب ہوگئ .. جبکہ شاید اپنی خون آلود گردن پکڑے .. حیرت اور خوف سے پھیلتی آنکھوں کے ساتھ . زمین بوس ہوا ..

ایک بار پھر .. وہ اپنے پیچھے ایک لاش چھوڑ گئ تھی ..

••••••••

سب بہت اچھا چل رہا تھا ۔۔ اس نے اگلی صبح سے ہی انابیہ کو خوفناک خواب اور عجیب چیزیں دکھا کر ڈرانا شروع کردیا تھا ۔ اور انابیہ ان سے ڈرنے بھی لگی تھی ۔۔ پولیس کا شک بھی سیدھا انابیہ پر ہی گیا اور اسے گرفتار بھی کرلیا گیا ۔۔ سب ویسا ہی ہوا جیسا ہر بار ہوتا تھا ۔۔ مگر انابیہ باقیوں کے مقابلے میں کچھ بہادر ثابت ہوئی تھی ۔۔ وہ ڈرتی ضرور تھی مگر مانتی نہیں تھی کہ اسی نے شاہد کا قتل کیا ہے ۔ شاہد اسکے گھر والوں کا یہ بھروسہ تھا جس نے اسے مضبوط بنا رکھا تھا ۔۔ ثبوت کم ہونے اور انابیہ کے اقرار نا کرنے پر اسے بیل ہوگئ ۔۔ وہ اب انابیہ کو مزید ڈرا کر اس سے اقرارِجرم کروانے کا نیا طریقہ سوچ رہی تھی ۔ جو اس دن انابیہ خود ہی لے آئی ۔۔ اس نے جاب شروع کر لی تھی اور اس دن وہ جاب کے بعد لیزا سے ملنے آئی تھی ۔۔ مزاق مزاق میں انابیہ کہی بات کہ شاہد سے محبت ہونے پر وہ نیہا کو قتل کرتی شاہد کو نہیں ۔۔ لیزا کو یہ بات کچھ اچھی لگی تھی ۔۔ ایک تو انابیہ کا کانفیڈنس اور جس طرح وہ اس کیس پر کام کرنے کا ارادہ رکھتی تھی ، لیزا کو ڈرا رہا تھا کہ اگر ایسا ہوا تو انابیہ اس بلو شیڈو کو اس تک پہنچا دے گی۔ اس لئے انابیہ کو اس بار اس حد تک پہنچانا ہے کہو وہ خود اپنے جرم کا اظہار کرے ۔۔

اور اس رات ۔۔۔ اس رات وہی ہوا ۔۔ شاہد کی دکھتی لاش اور اس خواب نے انابیہ کو اس حد تک ڈرا دیا کہ اس نے اس خوف میں خود کو قاتل کہہ ہی دیا ۔۔

اور کچھ ساتھ وقت نے ایسا دیا کہ اس رات چھت پر کھڑی نیہا نے سب سن لیا ۔۔

اس نے انابیہ کو دھمکی دی اور یہ دھمکی ۔۔۔ یہ دھمکی انابیہ کو نیہا کو قتل کرنے کا موٹیو دے گئ تھی۔

وہ شاہد کے قتل سے بچ سکتی تھی مگر نیہا کے قتل سے نہیں ۔۔

اور انابیہ کے لئے ۔۔ نیہا کو بھی اس رات قتل ہونا پڑا ۔۔

مگر ان سب کے درمیان تانیہ کیسے آئی ؟

•••••

حال:

" ریپورٹ کے مطابق پرنسپل کے مرڈر والے دن لیزا اور تانیہ اپنی مارک شیٹ لینے سکون گئ تھیں " سلیم نے اپنی کرسی پر بیٹھتے کہا ۔ جبکہ سب اب بھی خاموش تھے ۔

" اور وہ لڑکا جس کا قتل ہوا تھا ۔ وہ راستہ لیزا کے گھر اور کالج کے درمیان کا راستہ تھا ۔ یعنی کالج آنے جانے کے لئے وہ وہیں سے گزرتی ہوگی جبکہ تانیہ شروع سے اب تک ایک ہی جگہ رہ رہی ہے اور سکول کے بعد سے لیزا اور اسکی کبھی کبھی ملاقات ہوتی تھی " سلیم خاموش ہوا ۔

" شاہد کے وقت بھی لیزا موجود تھی اور تانیہ تو بہت بعد میں تمہاری وکیل بن کر آئی ۔ اسکا مقصد یقیناً لیزا کو تمہاری کنڈیشن کی ریپورڑ دینا اور تم سے غلط بیانات دلوانا تھا جس سے تم مزید پھنس جاؤ " بدر نے کہا ۔

" یعنی وہ لیزا ہے -- اور تانیہ -- وہ یقیناً اس سے بلیک میل ہورہی ہے ۔ ورنہ کوئی انسان ایسی مخلوق کے ساتھ کبھی نہیں ہوسکتا " زمان نے کہا اور ایک بار پھر اس کمرے میں خاموشی چھا گئ ۔ سب نظر انابیہ تھی جو نم آنکھیں لئے خاموش بیٹھی تھی۔

" " اگر اس رات میں اسے وہ سب نا بتاتی -- تو آج شاہد اور نیہا زندہ ہوتے کمرے کی خاموشی کو انابیہ کی افسردہ آواز نے توڑا --

" نہیں -- تم اسے کچھ نا بھی بتاتی تب بھی اس نے ایسا ہی کچھ کرنا تھا ۔ ذرا سی بات پر اسے غصہ آتا اور وہ قتل کر دیتی " بدر نے کہا ۔

"لیکن میں اسے چار سال سے جانتی ہوں -- مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ کوئی اورہے " انابیہ نے کہا ۔ اس یہ سب اپنی غلطی لگ رہی تھی -- لیزا اسکی دوست تھی اور وہی اس رات لیزا کو ساتھ لے کر گئ تھی -- اگر اس رات وہ لیزا کو ساتھ نا لاتی ، تو شاید یہ سب نا ہوتا ۔

" یہ وقت خود کو کوسنے کا نہیں بلکہ سے پکڑنے کا ہے انابیہ ۔۔ باقی سب باتیں اپنی جگہ لیکن اب بھی ایسا بہت کچھ ہے جو ہم نہیں جانتے " زمان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" بلکل ۔۔ کیسا کہ اس نے نیہا کا قتل کیسے کیا ؟ وہ اس رات نیہا کے گھر تو نہیں تھی ۔ تو کیا اس نے باڈی تبدیل کی ؟ اور اگر کی ۔۔ تو کیسے اور کس سے ؟ " سلیم نے ایک سوال اٹھایا ۔

" وہ اتنے سالوں سے ایک ہی باڈی میں ہے تو اسکا مطلب ہے کہ وہ اس باڈی کو نہیں چھوڑے گی۔ اگر نیہا کا قتل اس نے کسی اور کی باڈی میں ٹرانسفر ہوکر کیا بھی ہے تو اس وقت ، وہ لیزا کے اندر ہی ہے " نومی نے کہا ۔

" تمہاری لائر تانیہ ۔۔۔ اسے یقیناً اس نے آج تک فیملی کی دھمکی دے کر ڈرایا ہوا ہے ۔ اس لئے وہ وہی کرتی ہے جو لیزا اسے کہتی ہے " زمان نے کہا ۔

" اگر ہم تانیہ کو پکڑ لیں تو لیزا تک وہ ہمیں پہنچا سکتی ہے " انابیہ نے بدر کی جانب دیکھتے کہا ۔

" پلین یہی ہے ۔۔ ہم سب سے پہلے تانیہ کو پکڑینگے ۔ اسے یقین دلائینگے کہ اسکی فیملی محفوظ ہے ۔ پھر وہ لیزا کو ہم تک لائے گی " بدر کی جانب سی کہا گیا ۔

" لیکن ہم لیزا کو پکڑ بھی لیں تو اسکا کچھ نہیں بگاڑ نہیں سکتے ۔۔ وہ ہم سب سے زیادہ طاقتور ہے ۔ " سلیم نے کہا ۔

"ایک اور بات ۔۔ " نومی نے کچھ خیال آنے پر کہا جس پر سب نے اسکی جانب دیکھا ۔

" ہمیں لیزا نہیں وہ بلیک شیڈو چاہئے ، اسے پکڑنا ہے ہمیں ۔۔ ہم کسی طرح لیزا کر قید بھی کرلیں تو وہ لیزا کو نقصان پہنچا سکتی ہے ۔۔ اگر ہم نے ان دونوں کو الگ کرنے کی کوشش کی ۔۔ تو شاہد وہ لیزا کو مار دے " نومی کی بات پر سب کے چہروں پر فکرمندی آئی ۔۔ سوائے انابیہ کے

" وہ لیزا کو کچھ نہیں کر پائے گی -- بلکہ وہ -- کسی کو کچھ نہیں کر پائے گی " انابیہ کی بات پر سب نے اسکی جانب دیکھا -- سب کی نظروں میں سوال تھا سوائے بدر کے -- وہ شاید پہلے سے سب جانتا تھا۔

" ہم لیزا کو پکڑینگے بھی اور اسے اس بلیک شیڈو سے آزاد بھی کروائینگے -- بنا کسی کو نقصان پہنچائے " انابیہ کی جانب سے کہا گیا --

" پر کیسے ؟ " زمان کی جانب سے سوال ہوا -- "

سوال کہ جس پر ایک معنی خیز مسکراہٹ انابیہ کے ہونٹوں پر پھیلی -- اس نے بدر کی جانب دیکھا --

ایسی کی مسکراہٹ بدر کے چہرے پر بھی تھی --

پر کیوں ؟

••••••

یہ اندھیری رات ہے جہاں سب اپنی اپنی جگہ موجود ہیں --

زمان اپنے گھر کے کمرے میں سورہا ہے -- شارک اپنے کمرے میں سورہا ہے --

انابیہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے منہ تک کمبل کئے سورہی ہے -- بدر اقبال اپنے آفس کی کرسی پر آنکھیں بند کئے بیٹھا سورہا ہے -- لیزا حیدر اپنے کمرے میں آنکھیں بند کئے سورہی ہے --

سب نیند کی آغوش میں ہے جبکہ ان سب سے دور ایک گھر کی چھت پر ایک سایہ ہوا میں کھڑا ہے --

سایہ اب آہستہ آہستہ اس گھر کے قریب ہوتا ہے -- اسکی کرسٹل بلو آئیز ایک کھڑکی پر ٹکی ہیں -

کھڑکی کے جس کے پار ایک وجود اپنے بیڈ پر سویا نیند کی وادیوں میں گم ہے --

وہ سایہ اب اس کھڑکی کے پاس آتا ہے -- کھڑکی اسکے قریب آتے ہی آہستگی سے خود ہی کھل جاتی ہے۔

وہ سایہ اب اس کمرے کے اندر داخل ہوتا ہے --

کھڑکی سے آتی ہوا کے احساس پر اس وجود میں کچھ حرکت ہوتی ہے - مگر نیند اتنی گہری تھی کہ وہ فوراً آنکھیں نا کھل سکیں --

وہ سایہ اب اس وجود کے قریب آتا ہے -- بے حد آتا اب اپنے دونوں ہاتھ اس وجود کی جانب بڑھاتا ہے-

یہ کسی کا موجودگی کا احساس تھا کہ ٹھنڈ کا -- مگر تانیہ کی آنکھیں فوراً ہی کھلیں تھیں --

نظریں سیدھا کسی روشن نیلی آنکھوں سے ٹکرائی -- خوف سے اسکی چیخ نکلنے لگی تھی کہ اس بلو شیڈو نے اپنا ایک ہاتھ اسکے منہ پر رکھ کر اسکی آواز نکلنے سے پہلے ہی روک دی--

تانیہ کو اپنے پورے وجود میں کپکپی محسوس ہوئی -- اسکی آنکھیں خوف سے پھیلیں --

جبکہ اس بلو شیڈو نے اب دوسرا ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپیٹا اور اگلے ہی لمحے ---

وہ کرسٹل آئیز ، تانیہ کو لئے ہوا میں تیزی سے سوار ہوتا، وہاں سے غائب ہوگیا --

مگر -- وہ گیا کہا ؟

••••

اسکی آنکھ کھلی تو اس نے خود کودرختوں کے درمیان پایا -- رات اسکے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ یاد آتے ہی ڈر کر فوراً سیدھی ہوئی --

یہ -- یہ میں کہاں ہوں ؟ " اس نے آس پاس دیکھتے کہا -- ایسا لگتا تھا کہ " جیسے وہ کسی جنگل کے درمیان ہے -

تم جہاں بھی ہو -- محفوظ ہو " ایک آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا -- اور " اپنی پیچھے کھڑی شخص کو دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں --

" انابیہ -- تم؟ یہاں ؟ " وہ حیران تھی -- انابیہ یہاں کیا کر رہی ہے ؟ وہ جیل میں تھی

" ہاں میں -- یہاں " وہ اب چلتی ہوئی تانیہ کے سامنے کھڑی ہوئی -

" اور تمہیں بھی یہاں میں ہی لائی ہوں " انابیہ کی بات پر اسے ایک بار پھر حیران ہونا پڑا --

" پر کیسے ؟اور وہ -- وہ سایہ ؟ " اسے اب بھی یاد تھا - راس کوئی اسے اٹھا کر ہوا میں سوار ہوا تھا - اور وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی -

" اسے میں نے ہی بھیجا تھا -- وہ میرے ساتھ ہے بلکل ایسے جیسے تم -- " انابیہ نے اب غور سے تانیہ کو دیکھا -

" جیسے تم لیزا کے ساتھ ہو " تانیہ کو ایک بار پھر حیرت کا جھٹکہ لگا -- اسے کیسے معلوم ؟

" کک -- کیا مطلب میں سمجھی نہیں ؟ " انجان بنی -

" میرے پاس تمہیں سمجھانے کا وقت نہیں ہے تانیہ -- میں اور تم اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں کیا بات کر رہی ہوں -- لیزا ، یعنی اس چڑیل اور تمہارے بارے میں ، میں سب جان چکی ہوں " اور اب تانیہ کے چہرے کے تاثرات بدلے -- وہاں اب ڈر اور شرمندگی تھی --

" آئی -- آئی ایم سوری انابیہ -- پر میری فیملی خطرے میں ہے - میں مجبور ہوں " اس نے شرمندہ ہوتے کہا -

" مجبور تو تم اب بھی ہو -- مگر لیزا کے آگے نہیں ، بلکہ میرے آگے " اور اب تانیہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

" کیا مطلب ؟ "

" مطلب یہ کہ میرے پاس تمہارے لئے اچھی خبر ہے اور ایک بری -- پہلے کون سی سنوگی ؟ " سوال ہوا -- سوال جس کے جواب پر تانیہ کچھ کہہ نہیں سکی - بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی -

چلو میں خود ہی بتا دیتی ہوں " انابیہ اب چلتے ہوئے ایک بڑے سے پتھر " پر بیٹھی ۔۔ اسکے چہرے کا اطمینان کمال کا تھا ۔۔ اور تانیہ اس اطمینان کی وجہ سمجھ نہیں پارہی تھی ۔ خیر وہ تو کچھ بھی سمجھ نہیں پارہی تھی ۔

اچھی خبر یہ ہے تمہاری فیملی کو اب اس چڑیل سے کوئی خطرہ نہیں ، " ہم نے تمہارے پیرنٹس چھپا دیا ہے ۔۔ ایک ایسی جگہ جہاں وہ کبھی نہیں جائے گی " اور تانیہ کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلیں ۔۔

کہاں ؟ کہاں ہے میری فیملی ؟ " اس نے تڑپ کر پوچھا ۔ "

یہی تو بری خبر ہے ۔۔ تمہاری فیملی کہاں ہے یہ صرف میں جانتی ہوں " اور میں تمہیں یہ تب تک نہیں بتاؤنگی جب تک کہ تم میرا کام نہیں کرتی " انابیہ کے جواب پر تانیہ کی آنکھیں بھیگیں ۔۔

تو ۔۔ تو اب تم مجھے بلیک میل کروگی " اسے اپنی بےبسی پر رونا آرہا " تھا۔۔ پہلے لیزا اور اب انابیہ ۔۔ وہ کیا ایسے ہی سب سے بلیک میل ہوتی رہے گی ۔۔

میں تمہیں بلیک میل نہیں کر رہی ۔۔ بلکہ میں ہم سب کو لیزا سے بچانے " کی کوشش کر رہی ہوں ۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا ورنہ تم پوری زندگی اس کے قتل چھپاتی رہوگی " انابیہ کو اب اس پر ترس آیا اس لئے کچھ نرمی سے کہا ۔۔

میرے پیرنٹس کہاں ہے انابیہ ؟ " اس نے دوبارہ پوچھا ۔ "

وہ جہاں بھی ہیں ، لیزا سے محفوظ ہیں ۔۔ تم اگر تمہیں باحفاظت واپس ملنا " چاہتی ہو تو تمہیں میرا کام کرنا ہوگا " انابیہ کے بات پر تانیہ نے ایک گہری سانس لی ۔۔

دس سال ۔۔۔ پچھلے دس سال سے وہ لیزا سے ہر طرح سے بلیک میل ہوتی رہی تھی ۔۔

لیزا اسے ہر طرح سے ڈراتی رہی تھی ۔۔

اب اگر ۔۔ اگر واقعی اسے لیزا سے نجات مل سکتی ہے ۔۔ تو اس موقع کا فائدہ اٹھالینا چاہئے ۔

انابیہ کی بات بھی ٹھیک تھی .. لیزا رکنے والی نہیں تھی اور تانیہ پوری زندگی ایسے ڈر کر نہیں گزار سکتی تھی ۔

کیا کرنا ہوگا مجھے ؟ " تانیہ سے سوال کیا .. "

سوال کے جس پر انابیہ کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ بکھری .. فاتحانہ مسکراہٹ

پر اب .. وہ کرنے کیا والے تھے ؟

••••••

موبائل کی مسلسل بجتی ٹیون پر اس نے کھڑکی سے ہٹ کر بیڈ کے پاس آتے اپنے موبائل کو دیکھا ۔ جہاں تانیہ کا نام جگمگا رہا تھا۔ ایک دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے موبائل بیڈ سے اٹھایا اور کال اٹینڈ کی ۔

بولو " کان سے موبائل لگاتے اب وہ کھڑکی کے پاس آکر رکی ۔ نظر اب " باہر تھی ۔

مجھے تم سے ملنا ہے " اسکی بات پر اب وہ الجھی ۔ یہ پہلی بار تھا جب " تانیہ خود اس سے ملنے کا کہہ رہی تھی ۔ ورنہ اتنے سالوں میں ہمیشہ وہی اسے تنگ کرتی آئی تھی جبکہ تانیہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرتی تھی کہ وہ اس سے دور ہی رہے ۔

کیوں ؟ " سوال ہوا ۔ "

میں انابیہ سے ملنے گئی تھی اور اسے تمہارے بارے میں سب معلوم " ہوگیا ہے " ان الفاظ پر اسکی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوا ۔

کیا مطلب؟ کیسے ؟ " اس بار آواز بہت سخت اور ڈراؤنی تھی ۔ جس پر " دوسری جانب موجود تانیہ کے وجود میں خوف کی ایک لہر دوڑی ۔

تم آجاؤ ۔ پھر بتاتی ہوں " کہتے ساتھ اس نے کال کٹ کی جبکہ دوسری " جانب لیزا نے ایک گہری سانس لے کر خود کو کنٹرول کیا ۔ آنکھوں کی سرخی میں کچھ کمی آئی تو وہ اگلے ہی پل اپنا موبائل بیگ میں ڈالتی باہر کی جانب بڑھی ۔

" اتنی جلدی میں کہاں جارہی ہو ؟ " کچن سے آتی اسکی والدہ نے کہا ۔

" ضروری کام ہے " وہ بنا رکے کہتی باہر نکل گئ ۔ وہ بھی افسوس سے سر ہلاتی اب دوبارہ کچن ہے اندر گئیں۔

اسکی گاڑی تیزی سے اس گھر سے دور وہی جبکہ اسکے جاتے ہی ایک اور گاڑی اس گھر کے سامنے آکر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے وہ باہر نکلا ۔ اسے دیکھتے ہی ایک اور شخص اس گاڑی سے باہر نکلا ۔

" یہ کس کا گھر ہے ؟ " اسے اس گھر کی ڈور بیل بجاتے دیکھ اس نے پوچھا ۔

" پتہ لگ جائے گا " اسے جواب دیتے وہ اب اس گارڈ کی جانب متوجہ ہوا جو دروازے پر آیا تھا ۔

" ہمیں لیزا کی والدہ سے ملنا ہے ۔ ان سے کہو انابیہ کا بھائی آیا ہے " گارڈ اسکی بات سنتے باہر چلا گیا جبکہ شارک نے الجھ کر زمان کو دیکھا ۔

" ہم لیزا کے گھر کیوں آئے ہیں ؟ اور اسکی والدہ سے کیوں مل رہے ؟ "

" معلوم ہوجائے گا " اسکے جواب پر اب شارک کو غصہ آیا ۔ ایک تو وہ اچانک اسکے آفس سے اسے یہ کہہ کر لایا کہ قاتل کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے ۔ اور اب وہ لیزا کے گھر موجود ہیں تو وہ اسے یہ بھی نہیں بتا رہا کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں ؟ آخر یہ شخص سیدھی طرح اسے کچھ کیوں نہیں بتا سکتا ؟

گارڈ نے آکر ان کے لئے دروازہ کھولا اور کچھ دیر بعد وہ تینوں ڈرائینگ روم میں موجود تھے ۔

اسکی گاڑی تانیہ کے آفس کی پارکنگ میں رکی ۔ تیزی سے اسے لاک کرتی وہ اس عمارت کے اندر گئ ۔ جبکہ اسی پارکنگ میں کھڑی ایک اور گاڑی میں موجود چہرے پر ماسک لگائے انابیہ نے اپنے موبائل سے کسی کو ایک میسج کیا ۔

" وہ آگئ ہے " میسج سینڈ کرتی وہ اب کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موند گئ ۔۔ آخر کار آج سب ختم ہونےہی والا تھا ۔۔ پر کیسے ؟

انابیہ کے ساتھ جو کچھ ہوا ۔ اسکا افسوس ہے مجھے " انہوں نے افسوس " سے کہا ۔ جس پر زمان کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ آئی ۔۔

لیزا کے ساتھ جو کچھ ہوتا آرہا ہے اس کا بھی افسوس ہے مجھے " اور " زمان کی بات پر شارک اور لیزا کی والدہ دونوں نے ہی چونک کر اسے دیکھا ۔

کیا مطلب ؟ اس کے ساتھ کیا ہوا ؟ " اسکی والدہ کی جانب سے پوچھا گیا " جبکہ یہی سوال شارک کی نظروں میں بھی تھا ۔

آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ اسکے ساتھ کیا ہوتا آرہا ہے اور کیوں ۔ میں " بس آپکو یہ بتانے آیا ہوں کہ اس وقت لیزا جہاں ہے ۔ وہاں سے واپس کم از کم آج تو نہیں آنے والی وہ " اسکی بات پر اب وہ پریشان ہوئیں ۔

کہاں ہے لیزا ؟ "سوال ہوا ۔ "

اپنے انجام کے بہت قریب " مسکرا کر کہتا زمان ان دونوں کو مزید الجھا " گیا ۔

اپنے موبائل پر آتا میسج دیکھ کر اس نے اب کسی کو کال ملائی ۔

تیار رہو ۔۔ وہ آگئ ہے " سنجیدہ مگر دھیمی آواز میں کہا ۔ "

جی سر ہم تیار ہیں " دوسری جانب سے آیا سلیم کا جواب سنتے ہی اس " نے کال کٹ کی اور میز پر رکھی میگزین اٹھا کر ایسے چہرے کے سامنے کی کہ سامنے سے گزر کر لفٹ کے اندر جانتی لیزا ، اسکا چہرا نا دیکھ سکی ۔

وہ جہاں بھی ہے اب واپس تبھی آئے گی جب وہ اس چڑیل سے آزاد " ہوجائے گی " اس بار زمان کی بات شارک کو چونکا گئ جبکہ لیزا کی والدہ کے چہرے پر اب گھبراہٹ ظاہر ہوئی ۔

یہ ۔۔ یہ تت ۔۔ تم کیا کہہ رہی ہو ؟ کونسی چڑیل ؟ کیسی چڑیل ؟ " ماتھے " پر آئے پسینے کے قطرے صاف کرتے انہوں نے کہا جس پر شارک کو اب حیران ہونا پڑا ۔۔ تو کیا یہ سچ تھا ؟ کیا سچ میں لیزا میں کوئی اور مخلوق ہے اور ---- اپنی اگلی سوچ پر وہ حیران ہوا ۔۔ کیا وہ لیزا ہے جس نے یہ سب

قتل کئے؟ وہ اب زمان کے مزید کچھ کہنے کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا ۔

وہ لفٹ سے نکلتی سیدھا تانیہ کے تانیہ کے آفس میں آئی ۔۔ ناک کرنا تو ا س نے ویسے بھی کبھی ضروری نہیں سمجھا تھا ۔ خالی آفس میں نظر دوڑاتے اس نے اٹیچ واشروم کے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے پانی کی آواز آرہی تھی ۔ یقیناً وہ واشروم میں تھی ۔ اب لیزا اپنا بیگ میز پر رکھتی تانیہ کی کرسی پر بیٹھی۔

میں وہی کہہ رہا ہوں جو سچ ہے ۔۔ دس سال پہلے اس پرنسپل ، پھر سات" سال پہلے اس لڑکے ، میرے دونوں کزنز شاہد اور نیہا کا قتل لیزا نے کیا ہے ۔۔ یہ آپ بہت اچھی طرح جانتی ہیں اور اب ۔۔ اب ہم بھی جان چکے ہیں ۔۔ " اس کے الفاظ نے شارک کے سر پر جیسے دھماکہ کیا تھا ۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسکی بہن اور شاہد کا قتل لیزا نے کیا ہوگا ؟ پر کیوں ؟

وہ واشروم سے باہر نکلی تو نظر سیدھا لیزا پر گئ جوکہ اسکی چئیر پر بیٹھی اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔ ایک گہری سانس لیتی وہ اسکی جانب آئی اور اسکے سامنے والی چئیر پر بیٹھی ۔

تو کیا کہہ رہی تھی تم ؟ " لیزا نے اسکے بیٹھتے ہی سوال کیا ۔ "

میں انابیہ سے ملنے گئ تھی ۔۔ یہ دیکھنے کہ آخر کیا چل رہا ہے اسکے " دماغ میں اور وہ کب اپنا جرم قبول کرے گی مگر اس نے اپنا جرم تو قبول اب تک نہیں کیا بلکہ اس نے مجھے کہا کہ یہ سب کسی انسان نے نہیں بلکہ کسی اور مخلوق نے کیا ہے " اسکی بات پر لیزا کی آنکھیں سرخ ہوئی ۔۔ غصے سے ۔

صرف یہ قتل نہیں ۔۔ بلکہ دس سال پہلے اس پرنسپل کا قتل بھی اور سات " سال پہلے اس لڑکے کا قتل تھی تم نے کیا ہے ۔ میرا مطلب ہے کہ لیزا کے اندر موجود تم نے ۔۔ یعنی ایک دوسری مخلوق نے" اور اسکی بات مکمل ہوتے ہی لیزا تیزی سے اٹھ کر اسکے پاس آئی اور اسے دونوں بازؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ سرخ آنکھیں تانیہ کی ڈری سہمی آنکھوں پر ٹکی تھیں ۔

" اسے یہ سب کیسے معلوم ہوا ؟ تم نے بتایا اسے ؟ " بلند آواز میں ایسی سختی تھی کہ تانیہ کانپ کر رہ گئ ۔

" نہیں ۔۔ میں نےنہیں بتایا اسے بلکہ وہ کسی کرسٹل آئیز والی مخلوق کے بارے میں کوئی بات کر رہی تھی کہ اس نے اسے سب بتایا ہے اور یہ بھی تم جان بوجھ کر انابیہ کو ڈرا رہی ہو تانکہ وہ ڈر کر یہ قتل خود پر لے لے اور کسی کو تمہارے بارے میں کچھ معلوم نا ہو " تانیہ نے اپنی بات مکمل کی تو اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا ۔۔

" اوہ ۔۔ تو یعنی وہ اس سے بات کرنے لگی ہے " اسکے لہجے میں اس بار پریشانی کا عنصر تھا ۔ جس پر تانیہ کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی ۔

" میری بیٹی نے کچھ نہیں کیا زمان ۔۔ یہ سب اس نے کیا ہے جو اسکے اندر ہے ۔ وہ اسے چھوڑنا نہیں چاہتی اور ہم ۔۔ ہم بہت بے بس ہیں " انہوں نے روتی آنکھوں سے کہا جس پر شارک کا شک یقین میں بدلہ ۔۔ تو یعنی یہ سب اس نے ہی کیا ہے ۔

" آپ لوگ شروع سے سب جانتے تھے اس کے باوجود آپ دونوں نے کسی کو کچھ نہیں بتاتا ۔ اتنے سارے لوگ آپ لوگوں کی وجہ سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر آپ لوگوں نے اپنی زبان نہیں کھولی صرف اس لئے کہ وہ آپکی بیٹی ہے ۔۔ اور باقی سب ؟ کیا وہ کسی کے کچھ نہیں لگتے تھے ؟ " زمان کی آواز اس بار غصے کی شدت کی وجہ سے اونچی تھی ۔۔ جبکہ انہوں نے تڑپ کر اسے دیکھا ۔

" ہم مجبور تھے ۔۔ اگر کسی کو کچھ بتاتے تو وہ لیزا کو مار دیتی "

" ہاں ۔۔ وہ لیزا کو نا مار دے اور باقی سب مر جائیں " زمان نے افسوس سے کہا ۔ جس پر انہوں نے شرمندہ ہوتے ہوئے اپنی گردن جھکائی ۔ شارک نے زمان کو دیکھتے اسے ریلکس رہنے کا اشارہ کیا ۔ جس پر زمان نے ایک گہری سانس لی ۔

" آپ کو کب معلوم ہوا کہ لیزا پہلے جیسی نہیں رہی " کچھ دیر بعد زمان نے پوچھا ۔

" لیکن اچھی بات یہ ہے انابیہ نے یہ سب پولیس والوں کو بتانا مگر کوئی بھی اسکی بات کا یقین نہیں کر رہا .. بلکہ اس پر سب کا شک اب اور پکا ہوگیا ہے کہ یقیناً وہ خود کو بچانے کے لئے ایسی کہانیاں بنا رہی ہے " تانیہ کی بات پر لیزا کے چہرے پر اب ایک مسکراہٹ آئی ۔

" انسانوں کی ایک یہی بات تو مجھے اچھی لگتی ہے ..سامنے کھڑے سچ پر وہ آنکھیں بند کر دیتے ہیں اور اندھے جھوٹ پر ایمان لے آتے ہیں " کہتے ساتھ وہ دوبارہ تانیہ کی کرسی پر بیٹھی جبکہ تانیہ اب اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی ۔

" تو اسکا مطلب انابیہ سچ کہہ رہی ہے .. شاہد نیہا اور اس پرنسپل کے علاوہ ، سات سال پہلے اس لڑکے کو بھی تم نے ہی مارا تھا ؟ " اس نے سوال کیا ۔

" وہ ایک بگڑا ہوا لڑکا تھا ۔ میں نے سلجھے انسانوں کو نہیں چھوڑا تو ایک بگڑے ہوئے انسان کو کیسے چھوڑ دیتی میں ؟ " کاندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا ۔

" تو اب .. اب کیونکہ انابیہ کو سب معلوم ہوگیا ہے تو اب تم اس کے ساتھ کیا کروگی ؟ " تانیہ نے ایک اور سوال کیا بس پر اسکی آنکھوں میں ایک بار پھر سرخی اتری ..

" وہی جو باقی سب کے ساتھ کیا ۔ اب وہ خود کو قاتل کبھی نہیں مانے گی کیونکہ اسے سچ معلوم ہوچکا ہے ۔ تو اب میں اسے اس حال تک پہنچا دونگی کہ وہ خودکشی کر لے گی .. ایک بار انابیہ نے خودکشی کرلی تو کیس بند .. "

" اس ایکسیڈنٹ کے بعد سے ہی وہ بہت مختلف ہوگئ تھی ۔ ہنسا کھیلنااس نے چھوڑ دیا تھا ۔ ہر وقت سنجیدہ رہتی اور کبھی کبھی خود سے باتیں کرتی .. اسے قرآن پڑھنے یا نماز کا کہتے تو صاف انکار کردیتی ۔ مجھے کچھ پڑ کر خود پر پھونکنے بھی نہیں دیتی تھی .. غصے میں اسکی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہوجاتی تھیں .. ہم پریشان تھے بہت .. پھر ہم نے اسے کسی مولوی کے پاس لے جانے کا سوچا مگر .. اس نے اپنے ٹانگ پر چری کے

کٹ لگاتےہوئے ہمیں ڈرایا کہ اگر ہم نے اسے لیزا نے الگ کرنے ، کسی کو بتانے یا کہیں بھی لے جانے کی کوشش کی تو وہ لیزا کو مار دے گی ۔ بس پھر ہم بے بس ہوگئے ۔۔ یا پھر خودغرض کہ اپنی بیٹی کی زندگی کے لئے دوسروں کی زندگی خطرے میں ڈالتے رہے ۔۔ وہ جیسی بھی تھی ، پر اسے دیکھ کر ایک تسلی بھی رہتی تھی کہ ہماری بیٹی زندہ تو ہے ۔ کبھی کبھی وہ نارمل ہوتی تو ہم سے بات بھی کرلیتی تھی اور یہی ہمارے لئے کافی تھا " وہ کہہ کر خاموش ہوئیں تو زمان فوراً ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا ۔

" لیکن ہمارے لئے یہ کافی نہیں ۔۔ آپکی خودغرضی کی وجہ سے کئ گھر اجڑیں ہیں اب مزید ایسا کچھ نہیں ہوگا ۔ لیزا اب ہمارے پاس ہے اور ہم اسے اس مخلوق سے آزاد کروا کر ہی رہینگے ۔ اور اگر آپ چاہتی ہیں کہ پولیس سے یہ سب چھپا رہے ، تو آپ اور لیزا کے والد یہاں خاموشی سے اسکا انتظار کریں ۔ کسی کو کچھ نا بتانا ہی آپ سب کے لئے بہتر ہوگا " دھمکی آمیز لہجے میں کہتا وہ تیزی سے انہیں پریشان چھوڑتا وہاں سے نکلا ۔ جبکہ اب شارک بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا ۔

" کسی کی بیٹی جان سے چلی گئ اور کسی کی بیٹی جیل ۔۔ اور آپ بس اپنی بیٹی کے بارے میں سوچتے رہے؟ کوئی اتنا بھی کیسے خودغرض ہوسکتا ہے ؟ ذرا احساس، ذرا رحم نہیں آیا آپ کو ؟ " نم آنکھوں میں شکوہ کرتے وہ بس ایک نظر ان پر ڈال کر باہر آیا جہاں زمان ڈرائیونگ سیٹ میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ تیزی سے پیسنجر سیٹ پر آکر بیٹھا اور اسے دیکھا ۔ آنکھیں نم اور بے حد سنجیدہ تھیں۔

” تم نے یہ سب مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ؟ “ سوال ہوا ۔ جس پر زمان نے ایک گہری سانس لیتے اسکی جانب دیکھا۔

” کیونکہ میں کچھ بتانا نہیں بلکہ ثابت کرنا چاہتا تھا ۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں انابیہ پر یقین ہے مگر سچ وہی طاقتور ہوتا ہے جو خود کو ثابت کر سکے ۔ بس میں چاہتا تھا کہ تم انابیہ کے بھائی نہیں بلکہ سچ سے ڈائیکرٹ سامنا کرو “ اسکی بات کو سمجھتے ہوئے شارک نے سر ہلایا ۔

“ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب لیزا کر سکتی ہے ”

” لیزا نہیں شارک -- بلیک شیڈو -- اس نے یہ سب کیا ہے اور لیزا -- لیزا تو خود اتنے سالوں اس کی قید میں بے بس ہے ۔ “ زمان کے دل میں لیزا کے لئے بھی درد پیدا ہوا ۔ وہ لڑکی ، جانے انجانے میں کتنے لوگوں کے دکھ کا باعث بنی ہے -- نجانے وہ کیسے جیتی رہی ہے ؟

” پر اب -- اب کیا کر رہے ہو تم لوگ اور لیزا کہاں ہے ؟ “ شارک کے سوال پر زمان کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی ۔

” وہیں جہاں -- اس کہانی کی شروعات ہوئی تھی -- جہاں اس کہانی کا اب اختتام ہوگا “ زمان نے کہتے ساتھ اپنی بھرپور مسکراہٹ لئے گاڑی آگے بڑھائی -- جبکہ شارک بس الجھ کر اسے دیکھتا رہ گیا۔

” اچھا سوچا تم نے “ تانیہ اب چلتی ہوئی آفس کے دروازے کے پاس آئی ۔

” مگر مجھے نہیں لگتا کہ تم اب کسی کا بھی کس بگاڑ سکوگی “ کہتے ساتھ ہی تانیہ دروازے سے باہر نکلی اور اسے فوراً لاک کیا ۔ جبکہ اسے پل اس آفس میں کہیں سے دھوا آنے لگا جو بہت تیزی سے اس آفس کو مکمل اپنے گھیرے میں لے رہا تھا ۔ لیزا کو جب سمجھ آیا کہ یہ کیا ہورہا ہے ؟ وہ تیزی سے دروازے کے پاس آئی مگر وہ لاک تھا -- دھوا آہستہ آہستہ اسکے اس پورے آفس میں بھر چکا تھا اور اب وہ اسکے دماغ اثر کرنے لگا تھا ۔

لیزا کے اندر بے چینی مزید بڑی -- تانیہ نے اسے دھوکا دیا -- یہ سوچ ہی اسے پاگل کر رہی تھی ۔

اب وہ دوازے کو توڑنے کے لئے مکمل اس سے ٹکرا رہی تھی --

” دروازہ کھول “ زوردار آواز اسے سنائی دی ۔ ساتھ ہی دروازے پر دھکے کی آواز --

یہ خوفناک آواز باہر کھڑے ہر ورکر کو خوف میں مبتلا کر گئی تھی --

” چھوڑونگی نہیں تجھے میں -- دروازہ کھول “ ایک اور لات دروازے کو ماری گئی جس کی شدت اتنی تھی کہ لکڑی اس جگہ سے ٹوٹ گئی تھی --

تانیہ کو اپنے جسم میں کپکپی محسوس ہوئی -- جبکہ کانوں میں انابیہ کے الفاظ گونجے ۔

” یہ دھوا نا اسے سائے میں تبدیل ہونے دیگا اور نا ہی ہوش میں رہنے دیگا ۔ کیونکہ یہ اسی کی دنیا کے کسی زہریلے پودے کے جلنے سے پھیلا ہے ۔ وہ پودا اس بلیک شیڈو کے لئے زہریلا ہے اس لئے وہ چاہ کر بھی خود کو کالے سائے میں تبدیل نہیں کر پائے گی ۔ اس سے اسکی جان کو خطرہ ہے اور لیزا کے جسم میں رہتے ہوئے وہ جلد بے ہوش ہوجائے گی ۔ “

” کب بے ہوش ہوگی یہ “ دروازے پر مسلسل اسکی لاتوں اور اسکی آوازوں سے گھبرا کر اس نے خودکلامی کی --

اگر اس دھوئے نے کام نا کیا تو ؟ اگر وہ دروازہ توڑ کر باہر آگئی تو ؟ اور بس --- یہ سوچ اسے اپنے بھیانک انجام پر مزید ڈرا دیتی ہے --

اور پھر آہستہ آہستہ اسکی آواز میں آہستگی آئی -- دروازے پر اب لات کے بجائے اسکے ہاتھ پڑنے لگے ۔

اسکی رفتار آہستہ آہستہ کم ہوتی -- ختم ہوگئی --

اب نا دروازے کے پار سے کوئی آواز آرہی تھی -- اور نا ہی دروازہ بجایا جارہا تھا -- وہ سب ایسے ہی کھڑے اس خاموشی کو محسوس کرنے لگے -- جو انہیں خطرے کا الارم بھی لگتی اور اطمینان بھی دیتی۔

اب اگر اسی خاموشی سے اس آفس کے اندر آیا جائے تو یہ کمرا دھوئے بھرا ہوا ہے اور اسی دھوئے میں دروازے کے بلکل پاس لیزا بے ہوش گری ہے -- آفس کے اندر اٹیچ واشروم کا دروازہ کھلتا ہے اور کوئی شخص اپنے چہرے کو مکمل کور کئے باہر آتا ہے -- اب وہ آہستگی سے اس وجود کے پاس آکر اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلاتا ہوا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ مکمل بے ہوش ہے -- تصدیق ہوتے ہی اب وہ جیب سے موبائل نکال کر کسی کو کال کرتا ہے ۔

” جی باس -- وہ بے ہوش ہوگئی ہے -- میں اسے لے کر آتا ہوں “ وہ کہہ کر کال کٹ کرتا اب اس وجود کو اپنے بازؤں میں اٹھاتا اس آفس سے باہر نکلا

۔ جہاں سب منہ کھولے یہ سب دیکھ رہے تھے مگر کوئی بھی کچھ سمجھ نہیں پارہا تھا ۔۔

اب وہ اسے لیتے باہر آیا جہاں پارکنگ میں ہی ایک کونے میں کھڑی وین میں بدر اسکا انتظار کررہا تھا ۔

وہ اب لیزا کو پیچھے لٹا کر خود آگے آیا ۔

” امید ہے کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک یہ جاگے گی نہیں “ سلیم نے کہتے ساتھ وین سٹارٹ کی۔

” نہیں جاگے گی ۔ “ بدر سے سنجیدگی سے کہا اور وین سے باہر نکل کر اب اپنی گاڑی میں آیا جہاں انابیہ بیٹھی تھی ۔

” ہمیں جلدی چلنا ہوگا ۔۔ اس کے جاگنے سے پہلے “ انابیہ نے فکرمندی سے کہا ۔

” ہاں ۔۔ چلو پھر ۔۔ “ بدر نے وین کو وہاں سے جاتے دیکھ کر گاڑی سٹارٹ کی اور انابیہ کی جانب دیکھا۔

” اس کہانی کے اختتام پر چلتے ہیں “ اور اسی کے ساتھ ۔۔ بدر اقبال کی گاڑی بھی تیزی سے وہاں سے نکلی ۔

اب سڑک پر آگے ایک وین اور پیچھے بدر کی گاڑی ۔۔ ایک ہی منزل کی اور تیزی سے رواں تھیں ۔۔ مگر ۔۔ کونسی منزل ؟

****

اس نے گاڑی شارک کے آفس کے سامنے روکی اور اسکی اور دیکھا ۔

” میں چاہتا ہوں کہ تم اسکا ذکر ابھی گھر میں کسی سے نا کرو “ زمان نے سنجیدگی سے کہا ۔

“ کیوں ؟ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ سچ کیا ہے ؟ ”

” انہیں معلوم ہوگا مگر ہمارے بتانے پر نہیں بلکہ سچ کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے پر ۔۔ بس آج کا دن انتظار کرلوں ۔۔ اسکے بعد ہم سب خود انہیں جاکر سب بتائینگے “ زمان کی بات پر اس نے حامی میں سر ہلایا ۔

اندر آکر چائے پی لو " گاڑی سے نکلنے سے پہلے پوچھا ۔ "

نہیں ۔۔ چائے میں اب گھر جاکر ہی پیونگا ۔۔ بہت دن ہوگئے ماما پاپا کے " ساتھ وقت نہیں گزارا " مسکرا کر کہا جس پر ایک دھیمی مسکراہٹ شارک کے ہونٹوں پر بھی پھیلی ۔

" تم نے بہت بہادری دکھائی زمان ۔۔ میں تمہارا احسان مند ہوں "

اللہ کی ذات کے سوا کوئی کسی پر احسان نہیں کرسکتا شارک ۔۔ انسان بس " ایک دوسرے کا خیال رکھ سکتے ہیں احسان نہیں کرسکتے ۔۔ اور میں نے تو خیال بھی اپنے ہی رشتوں کا رکھا ہے ۔ پھر یہ کوئی احسان ہو ہی نہیں سکتا ۔۔ تم جاؤ اور اب ریلیکس ہوکر اپنا کام کرو ۔۔ آج رات تک وہ چڑیل اپنے انجام کو پہنچ جائے گی ۔۔ میرا وعدہ ہے تم سے " اس نے جس یقین سے کہا تھا ۔۔ شارک کے دل نے مان لیا تھا۔ وہ مطمئن ہوکر سر ہلاتے اب گاڑی سے باہر نکلا ۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی زمان نے ایک گہری سانس لیتے کسی کو کال کی ۔

کیا ریپورٹ ہے ؟ " سوال ہوا ۔ "

وہ لوگ کچھ دیر پہلے لیزا کو لے کر نکلے ہیں " بدر کی اقبال کی گاڑی " سے کچھ دوری پر انکا پیچھا کرتے نومی نے کہا ۔

" ان کے ساتھ رہنا ۔ مجھے ایک ایک بات کی ریپورٹ کرنا "

وہ تو ٹھیک ہے باس مگر مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ آپ مجھے کیوں " " بھیج رہےہیں انکے پیچھے۔ جبکہ آپ خود بھی جاسکتے ہیں

کیونکہ انابیہ سے وعدہ کیاتھا کہ انکے ساتھ یا انکے پیچھے نہیں جاؤنگا " میں ۔۔ اب وعدہ اپنے لئے کیا تھا تمہارے لئے نہیں ۔۔ اس لئے تم جارہےہو " اپنی بات مکمل کر کے وہ مسکرایا ۔۔ جبکہ نومی کے چہرے پر بھی ایسی ہی مسکراہٹ آئی ۔۔

" بہت چالاک ہیں آپ "

ہماری فیلڈ میں چالاک لوگ ہی چل سکتے ہیں نومی ۔۔ تم تو یہ جانتے ہی " ہو " معنی خیزی سے کہا ۔

" جی باس ۔۔ سیاست ہو یا میڈیا ، چالاکی کے بغیر نو گزارا " کاندھے اچکا کر کہتے اس نے سپیڈ بڑھائی کیونکہ سامنے ان دونوں گاڑیوں کی سپیڈ بھی بڑھی تھی ۔

" اوک ۔۔ میں گھر جارہا ہوں ۔ تم مجھے اپڈیٹ دیتے رہنا " وہ کہہ کر موبائل رکھتا اب گاڑی گھر کی جانب موڑ گیا ۔۔ آج اسے سارا وقت گھر میں گزارنا تھا اور انتظار کرنا تھا کسی خوش خبرہ کا ۔

****

" کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے " بدر نے بیک مرر کی جانب دیکھتے کہا جہاں ایک گاڑی مسلسل انکا پیچھا کر رہی تھی ۔

" یقیناً زمان نے بھیجا ہوگا کسی کو ۔۔ اسے کہاں چین آئے گا اتنی آسانی سے " انابیہ نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر بدر نے اسکی جانب دیکھا ۔

" تم بہت خوش نصیب ہو کہ تمہارا بھائی تمہاری اتنی فکر کرتا ہے " اسکی بات پر انابیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی ۔

" ہاں ۔۔ میں واقعی بہت خوش نصیب ہوں کہ میرے ماں باپ اور میرا بھائی بہترین انسان ہیں ۔ اپنے رشتوں سے بے حد محبت کرنے والے اور سب کے ساتھ بہت مخلص ۔۔ "

" ٹھیک کہاں تم نے ۔۔ وہ بہترین انسان ہیں اس لئے ہر رشتہ نبھانا جانتے ہیں ۔۔ کیونکہ ایک اچھا انسان ہی رشتوں کو اچھے طریقے سے نبھا سکتا ہے جوکہ آج کل بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے " اب انابیہ نے بدر کی جانب دیکھا جس کی نظریں سامنے تھیں۔۔ اسکی آنکھیں مسکرائیں

" آپ بھی بہت بہترین انسان ہیں مسٹر بدر " انابیہ کے الفاظ پر بدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔

" یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں " اب اس نے ایک نظر انابیہ کو دیکھا ۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ابھی کسی رشتے میں دیکھا ہی کہاں ہے آپ نے مجھے ؟ ‘‘ معنی خیز ’’ انداز میں کہتا وہ ایک بار پھر سامنے دیکھنے لگا ۔۔ جبکہ انابیہ نے پہلے حیرت سے ا سے دیکھا اور پھر چہرا ونڈو کی جانب کیا ۔

‘‘ ابھی ؟؟؟ اس ابھی کا کیا مطلب تھا ؟ ’’

اور اب باقی کا راستہ اسی سوچ میں وہ گزارنے والی تھی۔

******

انکی گاڑ وہ دونوں گاڑیاں اس سڑک پر رکی تھیں ۔۔ یہ شام کا وقت تھا اور اس وقت بھی اس سڑک پر بہت دیر سے ہی کوئی گاڑی گزرتی تھی ۔ نومی نے بھی ان کی گاڑی کو رکتا دیکھ اپنی گاڑی کو بریک لگائی۔ اب یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ بدر اقبال یقیناً اسے پکڑ چکا ہوگا مگر ۔۔ جب وہ انجان بن رہے تھے تو اسے کیا ضرورت تھی اپنی شامت لانے کی ؟ بس اسی سوچ کے ساتھ وہ بھی کچھ دوری پر گاڑی روک کر انہیں دیکھنے لگا ۔

وین سے سلیم باہر آیا اور اب وہ لیزا کو اٹھائے ان درختوں کی جانب جارہا ہے جبکہ بدر اور انابیہ بھی اسکے پیچھے جاتے ہیں ۔

باس ۔۔ وہ تینوں لیزا کولے کر اسی جگہ جارہے ہیں ۔۔ اسی کھائی کی ’’ طرف ‘‘ اس نے زمان کو میسج کیا اور اپنی گاڑی لاک کرتا اب ان سب کے پیچھے جانے لگا ۔

وہ سب اب اس کھائی کے پاس آئے تھے جہاں سے یہ سب شروع ہوا تھا ۔ سلیم نے اسکے کنارے آکر لیزا کو زمین پر لٹایا اور ان دونوں کی جانب مڑا ۔

اب ؟ ‘‘ سوال ہوا ۔ ’’

آپ دونوں کو یہاں سے جانا ہوگا ‘‘ انابیہ کے الفاظ پر بدر نے حیرت سے ’’ اسے دیکھا ۔

میں کہیں نہیں جاؤنگا ‘‘ صاف انکار کیا۔ ’’

وہ ہر کسی کے سامنے نہیں آنا چاہتا ۔۔ لیزا کو اس کے حوالے میں نے ” کرنا ہے اور یہ میں آپ دونوں کی موجودگی میں نہیں کرسکتی اس لئے ۔۔ آپ دونوں جائیں اور میرا انتظار کریں “ اس نے سمجھانا چاہا۔

لیکن یہ خطرناک ہے ۔۔ یہ ہوش میں آگئی تو تمہیں ایسے نہیں چھوڑے گی ” “

یہ جب تک ہوش میں آئے گی ۔ تب تک کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ” رہے گی ۔ مجھ پر ٹرسٹ کریں اور جائیں یہاں سے ۔۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے “ وقت آگے بڑھ رہا تھا اور وہ ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرسکتے تھے ۔ اس لئے وہ دونوں خاموشی سے وہاں سے چلے گئے ۔۔ جبکہ انکے جانے کے بعد انابیہ نے لیزا کی جانب دیکھا اور پھر اوپر ۔۔ ایک درخت پر موجود اس سائے کو ۔

تم نے کہا تھا کہ تم لیزا کو کچھ نہیں ہونے دوگے ۔۔ مجھے اپنی پرواہ ” نہیں، بس میں چاہتی ہوں کہ یہ لڑکی سلامت رہے “ انابیہ نے کہا جس پر وہ سایہ بہت خاموشی سے سنجیدہ اور غصیلی آنکھوں سے بس لیزا کے بے ہوش وجود کو دیکھ رہا تھا ۔

اسکی جانب سے خاموشی پاکر انابیہ نے ایک گہری سانس لی اور پھر ---

اس نے لیزا کے وجود کو وجود کو اپنی پوری طاقت سے دھکا دیا تھا ۔۔ بے جان وجود اب اس کھائی سے نیچے گرا ۔۔ مگر وہ رکی نہیں ۔۔ اگلے ہی پل ایک چلانگ اس نے بھی لگائی تھی ۔۔ وہ دونوں اب اس کھائی سے زمین تک کے سفر پر تھے ۔۔

تیسرے وجود میں بھی ایسی ہی تیزی آئی تھی ۔۔ وہ کرسٹل آئیز بھی اب اس کھائی میں تیزی سے اترا تھا۔

******

وہ گھر آیا اور سیدھا اپنے کمرے میں آکر لیٹا ۔۔ زمان سے ہونے والی ملاقات سے اب تک وہ بس لیزا ہی کے بار میں سوچتا رہا تھا ۔ اور شاید کچھ زیادہ ہی سوچ لیا تھا کہ سر میں مسلسل درد ہورہا تھا ۔۔ کھانے کا تو وہ

پہلے ہی منع کرآیا تھا ۔۔ اس لئے سر درد کی گولی لیتا اب وہ کمرے کی لائٹ آف کرتا لیٹ گیا تھا ۔۔

ایک بار پھر سارے واقعات دماغ میں چلے ۔۔ اور ایک بار پھر لیزا اور اس مخلوق پر خیالات رکے ۔

خیالات کی اسی دنیا میں گم ۔۔ وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا ۔

******

وہ ہوش کی دنیا میں آہستہ آہستہ واپس آرہی تھی ۔۔ وجود ہلانے کی کوشش کی مگر جانے کیوں ؟ پر وہ اپنا وجود ہلا نہیں سکی ۔۔ آہستگی سے آنکھیں کھلنے کے بعد وہ اسے وہ احساس ہوا ۔۔ وہ اسکے اندر خوف پھیلانے کے لئے کافی تھا ۔۔ یہ وقت ۔۔ یہ ماحول ۔۔ یہ فضا اور یہ جگہ ۔۔

یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں وہ بے ہوش ہوئی تھی ۔۔ یہ وہ بھی نہیں تھی جہاں وہ اتنے سالوں سے تھی ۔۔

ایک جگہ کوئی اور تھی مگر ۔۔۔ مگر نئی بھی نہیں تھی ۔۔

یہ جگہ اسکے لئے کبھی پرانی بھی نہیں ہوئی تھی ۔۔

یہ وہ جگہ تھی جہاں سے وہ بیلونگ کرتی تھی ۔۔ یہ اسکا گھر تھا ۔۔ اسکا وقت تھا ۔۔ اسکی دنیا تھی

وہ دنیا جسے وہ بیس سال بعد دیکھ رہی تھی ۔۔

مگر ۔۔۔ مگر وہ یہاں واپس آکر خوش نہیں تھی ۔۔

کیونکہ وہ اپنی دنیا میں نہیں ۔۔ اپنی موت تک آگئی تھی

موت کے جس سے وہ کتنے سالوں سے بچتی رہی اور آخر ۔۔ آخر کار موت نے اسے ڈھونڈ ہی لیا

اسکی سرخ آنکھوں نے سامنے ہوا میں کھڑے اس وجود کو دیکھا ۔۔

وہ جو اپنی چمکدار نیلی کرسٹل آنکھوں میں ایک عجیب سے مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہا تھا ۔۔

فتح کی مسکراہٹ -- اپنا بدلہ لینے کی مسکراہٹ

اسے احساس ہوا کہ دائیں جانب کوئی اور بھی ہے -- گردن موڑ کر اس طرف دیکھا جہاں وہ کھڑی تھی۔

اپنی آ نکھوں میں جانے کیا کچھ لئے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی -- بے خوفی سے

جبکہ انابیہ کی اس بے خوفی پر اسکی آنکھوں کی سرخی بڑھی -- یہی لڑکی -- یہی لڑکی آج اسے اپنی موت تک لائی تھی -- وہ مرنے کی والی ہے تو اسے بھی زندہ نہیں چھوڑے گی ۔

بس اسی فیصلے پر اس نے تیزی سے اسکی جانب بڑھنے کی کوشش کی مگر --- یہ کیا ؟

اسکا وجود تو ہلنے سے قاصر نے -- اس نے اب اپنے وجود کو دیکھا جسے اسی درخت کی شاخوں سے ، اسی درخت سے باندھا گیا تھا جہاں اس نے اس ینگ بلو بلڈ شیڈو کو مارا تھا --

مضبوطی اتنی تھی کہ وہ ہل نہیں سکتی تھی -- مگر -- وہ سائے میں تبدیل ہوسکتی تھی ۔

اور شاید یہ اسی لئے کیا گیا ہے کہ وہ کسی طرح اس باڈی سے نکل کر اپنے اصل روپ میں آئے۔

اسی سوچ پر ایک مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر پھیلیں -- نظر دوبارہ ان کرسٹل آئیز سے ٹکرائیں۔

مارو-- مار دو مجھے -- انتظار کس بات کا ہے ؟ ‘‘ اسکی سنجیدہ آنکھوں ’’ میں دیکھتے اس نے کہا ۔ جس کے چہرے پر اب بھی مسکراہٹ تھی --

اب اس نے نظریں انابیہ کی جانب کیں -- جو اب بھی بے تاثر تھی۔

میں مرونگی تو یہ لڑکی بھی مرے گی ۔ ‘‘ دھمکی آمیز لہجے میں کہتی ’’ وہ مسکرائی ۔ دوبارہ اس بلو شیڈو کی جانب دیکھا جو اب بھی مسکرا ہی رہا تھا ۔ نظر دوبارہ انابیہ پر گئی جس کے ہونٹوں پر اب ایک دھیمی مسکراہٹ

آئی .. اور اس مسکراہٹ نے اس بلیک بلیک شیڈو کی مسکراہٹ پل میب غائب کی ۔

” تو مر جائے .. اس لڑکی کے ہاتھوں میرے دو کزنز کی موت ہوئی ہے ۔ میں جیل گئی میری زندگی خراب ہوگئی .. مجھے اسکی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں .. جہاں اتنے لوگ مرے ہیں .. وہیں اگر ایک آخری موت اسکی جائے تو اس سے اچھا اور کیا ہوگا ؟ “ اور انابیہ کے الفاظ اسے حیران کر گئے تھے ۔ وہ اسے لیزا کی موت کی کوئی پرواہ نہیں تھی .. اور اگر ایسا تھا تو ...

اس نے بلو بلڈ شیڈو کو دیکھا .. جس کی مسکراہٹ مزید پھیلی ..

تو یعنی اب کوئی راستہ نہیں بچا ... یعنی اب سب ختم

” ٹھیک ہے تو پھر یہ بھی مرے گی .. مجھے بھی اسے ساتھ لے کر مرنا ہے “ ایک فیصلہ کرتے اس نے کہا جس پر انابیہ اب آہستہ آہستہ اسکی جانب بڑھی ..

اسکا چہرے پر کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا .. اور یہ بے خوفی یقیناً ان کرسٹل آئیز کی وجہ سے تھی۔

” ضرور .. “ وہ اب اس کے بلکل قریب آکر رکی ..

” مگر میں مرنے سے پہلے .. میں تمہیں ایک تحفہ دینا چاہتی ہوں “ اور کہتے ساتھ ہی اپنی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑے گلاس کا آدھا پانی اسکے چہرے پر مارا .. ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے نکلی تھی ۔

وہ پانی نہیں تھا ... وہ کوئی تیزاب تھا

تیزاب جو اسے جلا رہا تھا ۔ تڑپا رہا تھا ..

وہ تڑپ رہی تھی .. مچل رہی تھی ۔ وہاں سے بھاگنے کے لئے .. اپنے وجود چھڑانے کے لئے

” یاد رہے گا .. سب کو اپنا کیا ہوا جرم یاد رہے گا .. میں مرجاؤنگی مگر یہ انسان، انہیں سب یاد آجائے گا کہ انہوں نے کیا کہا اور پھر .. یہ روز

مرینگے -- روز مرینگے یہ " وہ تڑپتے ہوئے اپنی چیخوں کے درمیان رہ رہی تھی -- جب

انابیہ نے ایک بار پھر اسکے چہرے پر پانی مارا تھا --

اس بار چیخ اس سے زیادہ بلند تھی -- پانی آہستہ آہستہ اسکے پورے وجود کو جلا رہا تھا

جیسے آگ جلاتی ہے -- وہ عام پانی نہیں تھا -- وہ عام پانی نہیں تھا -- وہ آب زم زم تھا

وہ بھی دم کیا ہوا .--- اور یہ پانی اسکے لئے کسی لاوے سے کم نہیں تھا --

لاوا جو اسے جھلسا رہا تھا -- وہ اسکی برداشت سے باہر تھا اور پھر --

اور پھر اس نے خود کو اس قید سے آزاد کر ہی دیا ---

انابیہ نے دیکھا -- ایک دلخراش چیخ کے ساتھ ہی ایک کالا سایہ لیزا کے سینے سے باہر آرہا ہے --

اس نے دیکھا اس سائے کی سرخ آنکھوں سے جیسے خون نما سیال نکل رہا ہے --

اس نے دیکھا لیزا کا وجود ایک بار پھر بے ہوش ہوچکا ہے -- اور -- وہ سایہ اب اسکے سینے سے تیزی سے نکل کر اوپر کی اور جاتا ہے -- مگر اس سے کئی زیادہ تیزی سے وہ بلو شیڈو اس سائے تک پہنچتا اسکی آنکھوں میں اپنی دو انگلیاں ڈالتا ہے --

ایک اور بھیانک چیخ نکلتی ہے اور وہ سایہ -- اب ایک نسوانی وجود میں ڈھلنے لگتا ہے--

لمبے کالے بال -- خون برساتی سرخ آنکھیں، سوکھنے ہونٹ ، کئی انچ لمبے ناخون -- وہ یقیناً بہت بھیانک تھی

پر اگلا منظر --- اگلا منظر اسکی زندگی کا سب سے بھیانک منظر تھا --

اس بلو بلڈ شیڈو نے اسکی گردن اپنے بائیں ہاتھ گرفت میں لی -- اور اپنے دائیں ہاتھ سے ایک بار پھر اسکی دونوں آنکھوں میں اپنی انگلیاں ڈالیں --

اسکی چیخ جسے آسمان تک پہنچ گئی تھی -- انابیہ نے بے اختیار اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے --

اسکی دونوں آنکھوں میں انگلیاں آہستہ آہستہ اندر جارہی تھیں -- اور کالا سیال -- اتنی ہی تیزی سے اسکی آنکھوں سے بہہ کر اسکے وجود کو بھگو رہا تھا --

اسکے ہونٹ چیختے ہوئے مکمل کھلے ہوئے تھے --- اسکا پورا وجود ہوا میں جھولتا ہوا تڑپ رہا تھا

مگر ان آنکھوں میں -- ان کرسٹل آئیز میں نفرت ہی نفرت تھی -- غصہ ہی غصہ تھا یاد شاید --

بدلہ --- جو بھی تھا -- بہت شدید تھا

اور اب اسکی انگلیاں مکمل طور پر اسکی آنکھوں میں گھپ چکی تھیں --

اسکی آنکھوں سے نکلتا سیال اسکے وجود کو بھگوتا اب زمین پر پڑنے لگا تھا --

وہ وجود تڑپ رہا تھا اور اسے ساتھ -- اسکے ساتھ ہی اسکی گردن پر اسکی ایک دم دی بہت مضبوط ہوئی اور--

اور اگلے ہی پل اسکا وجود بے جان سا جھول گیا تھا --

اس بلو شیڈو نے اب اسکا بے جان وجود تیزی سے بہت دور پھینکا تھا -- رفتار اتنی تیز تھی کہ اسکے کہیں گرتے ہی زمین ہل گئی تھی -- انابیہ کو اب اپنے وجود میں خوف محسوس ہوا --

ڈریں ڈریں آنکھیں اس بلو شیڈو پر تھیں جو اب اسکے سامنے آکر رکا تھا --

آج بیس سال بعد میں نے اپنا بدلہ لے لیا -- صرف تمہاری بہادری کی وجہ ” سے “ وہ اب بلکل نارمل ہوکر کہہ رہا تھا -- ایسے جیسے کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نا ہو --

یہ اس وقت بے ہوش ہے “ اس نے درخت سے بندھی لیزا کی جانب اشارہ ” کیا جو بے ہوش تھی -

” اسے .. جلد ہوش میں آجائے گی اور .. جیسا کہ اس بلیک شیڈو نے کہا سب یاد ہوگا ۔ ہر قتل اور ہر عمل “ اسکے کہنے پر انابیہ نے لیزا کی جانب دیکھا .. سب یاد رکھتے ہوئے آگے کی زندگی کیسے گزار سکے گی وہ؟

” کیا کچھ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اسے کچھ یاد نا رہے ؟ ہم انسان بہت کمزور ہوتے ہیں ۔

ہمارا وجود تو ایک ہی بار مٹی ہوتا ہے مگر ہماری روح ہر وار کر بار بار مرتی ہے ۔

اتنی بھیانک یادوں کے ساتھ یہ جی تو نہیں سکے گی مگر ہر پل مرتی ضرور رہے گی “ اسے اپنی آنکھوں میں نمی کا احساس ہوا .. وہ جا چکی تھی مگر ایسا لگتا تھا کہ جاتے جاتے بھی وہ اپنا کالا نقش اس لڑکی پر چھوڑ گئی ہے ۔ جس سے شاید وہ کبھی رہائی نا پاسکے۔

” نہیں .. ہم اسکی یادیں ختم نہیں کر سکتے.. مگر تم بہادر انسان ہو .. جتنی بہادری سے تم نے یہ سب سنبھالا ہے تم اسے بھی سنبھال لوگی “ اسکی بات پر انابیہ کے ہونٹ مسکرائے ۔ جبکہ آنکھوں سے پانی ایک قطرہ بہا تھا ۔

“ میں پوری کوشش کرونگی .. میری مدد کرنے کے لئے تھینکس ”

” میری مدد کرنے کے لئے تھینکس ... تمہیں تمہاری دنیا میں چھوڑنے کے بعد ، یہاں سے کبھی کوئی وہاں نہیں آئے گا ۔ میں بھی نہیں .. اس لئے اب تم سب آرام سے رہ سکتے ہو “ اسکی بات پر انابیہ نے حامی میں سر ہلایا .. جبکہ اب وہ بلو شیڈو لیزا کی جانب بڑھا .. اسے اس درخت کی شاخوں کی قید سے نکالنے کے لئے .. جبکہ انابیہ بس اسے چاپ سب کرتا دیکھ رہی تھی ..

جانتی تھی کہ اب دوبارہ وہ اسے کبھی نہیں دیکھ سکے گی ..

****

اس نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں .. کھڑکی سے آتی روشنی پر آنکھوں میں جیسے چبھن کا احساس ہوا اور آنکھیں دوبارہ بند کردیں .. کچھ

دیر بعد آہستہ آہستہ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں ۔ گردن سیدھی کی تو نظر سیدھا چھت پر گئی -- اور پھر -- نظروں کے سامنے کئی مناظر چلنے لگے --

ایک قتل -- دوسرا قتل -- تانیہ کو دھمکانا -- انابیہ کو ڈرانا -- شاہد کا قتل -- نیہا کا قتل

انابیہ کا اسے اس بلیک شیڈو سے آزاد کروانا -- سب روشن تھا نظروں کے سامنے

آنسو خاموشی سے اسکی دونوں آنکھوں نے نکل کر تکیے میں جزب ہونے لگے تھے --

اس نے اب اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ۔ انکی جانب دیکھا ۔

کتنے لوگوں کی جانیں لی تھیں ان ہاتھوں نے -- کتنے گھر تباہ ہوئے اسکے ہاتھوں

اتنے لوگوں کی تکلیف کا سبب بن کر -- اتنے گناہ کر کے وہ کیسے آج زندہ ہے ؟ وہ کیوں نہیں مری؟

کیوں بچایا اسے انابیہ نے -- مرنے دیتی وہ اسے اسکے ساتھ ہی -- کیوں زندہ ہے وہ کیوں ؟

" آآآآہ ہ ہ ہ ---- " ایک چیخ کے ساتھ ہی اس نے زاروقطار رونا شروع کیا تھا -- وہ بلند آواز میں مسلسل رورہی تھی --جبکہ اسکی آواز باہر کھڑے اسکے والدین سن رہے تھے --

وہ اندر جانا چاہتے تھے -- اپنی بیٹی کو سینے سے لگانا چاہتے تھے مگر انابیہ نے انہیں روک دیا تھا ۔

" اسے رو لینے دیں -- اپنے دل کا غبار نکال لینے دیں -- ایک بار یہ غبار نکل گیا پھر وہ ہمیں سننے اور سب سمجھنے کے لئے تیار ہوگی -- مگر اس وقت -- اس وقت اسے صرف تنہائی کی ضرورت ہے ۔" اور انابیہ کے الفاظ پر وہ تینوں اسکے مسلسل رونے کی آواز کو ان سنا کرتے ڈرائینگ روم میں آکر بیٹھے--

جبکہ اپنے کمرے میں ۔۔ لیزا اب بیڈ پر گٹنوں میں سر دیئے بیٹھی ہچکیوں سے رورہی ہے --

اور جانے اب وہ کتنے ہی گھنٹے رونےہی والی تھی --

****

یہ شارک کے گھر کا منظر ہے جہاں ٹی وی لاؤنچ میں اس وقت شارک ، اسکے والدین، انابیہ کے والدین ، زمان ، سلیم ، تانیہ اور بدر اقبال موجود ہے --

جبکہ یہاں گونجتی آواز ان میں سے کسی کی نہیں تھی ۔۔ بلکہ یہ آواز تو میز پر رکھی ایک ڈیوائس سے آرہی ہے جس میں شاید کوئی ریکارڈنگ چل رہی ہے --

" لیکن اچھی بات یہ ہے انابیہ نے یہ سب پولیس والوں کو بتانا مگر کوئی بھی اسکی بات کا یقین نہیں کر رہا ۔۔ بلکہ اس پر سب کا شک اب اور پکا ہوگیا ہے کہ یقیناً وہ خود کو بچانے کے لئے ایسی کہانیاں بنا رہی ہے " یہ آواز تانیہ کی تھی جو سر جھکائے ایک جانب کھڑی ہے ۔

" انسانوں کی ایک یہی بات تو مجھے اچھی لگتی ہے ۔۔سامنے کھڑے سچ پر وہ آنکھیں بند کر دیتے ہیں اور اندھے جھوٹ پر ایمان لے آتے ہیں “ یہ آواز جس کی تھی وہ اس وقت یہاں نہیں تھی بلکہ شاید ۔۔ وہ تو اب اس دنیا میں ہی نہیں تھی ۔

" تو اسکا مطلب انابیہ سچ کہہ رہی ہے ۔۔ شاہد نیہا اور اس پرنسپل کے علاوہ ، سات سال پہلے اس لڑکے کو بھی تم نے ہی مارا تھا ؟ "

" وہ ایک بگڑا ہوا لڑکا تھا ۔ میں نے سلجھے انسانوں کو نہیں چھوڑا تو ایک بگڑے ہوئے انسان کو کیسے چھوڑ دیتی میں ؟ "

" تو اب ۔۔ اب کیونکہ انابیہ کو سب معلوم ہوگیا ہے تو اب تم اس کے ساتھ کیا کروگی ؟ "

" وہی جو باقی سب کے ساتھ کیا ۔ اب وہ خود کو قاتل کبھی نہیں مانے گی کیونکہ اسے سچ معلوم ہوچکا ہے ۔ تو اب میں اسے اس حال تک پہنچا

دونگی کہ وہ خودکشی کر لے گی -- ایک بار انابیہ نے خودکشی کرلی تو کیس بند -- " اور اس آخری آواز پر وہ ریکارڈنگ رک گئی -- شاید ختم ہوگئی تھی --

اس ٹی وی لاؤنج میں ان موت سا سناٹا تھا --

ہم اس کے بعد لیز حیدر کو بے ہوش کر کے وہاں لے گئے جہاں سے وہ " چڑیل آئی تھی ۔ اچھی بات یہ ہے کہ ہم لیزا کو بچانے اور اس چڑیل کو مارنے میں کامیاب ہوگئے -- وہ اب نا اس دنیا میں زندہ ہے نا کسی اور دنیا میں -- " یہ بدر اقبال کی آواز تھی -- جس کے جواب میں کسی نے کچھ نہیں کہا تھا ۔

نیہا کی والدہ کی آنکھوں سے آنسو بے آواز بہہ رہے تھے ۔ اسکے والد کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

شارک سرخ بھیگی آنکھوں سے چہرا جھکائے بیٹھا تھا -- انابیہ کے والدین جہاں انابیہ کے بےگناہ ثابت ہونے پر خوش تھے وہیں وہ اب سب پر حیران اور افسردہ بھی تھے --

تانیہ یہاں گواہ کے طور پر موجود ، شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی ۔

جبکہ بدر نے اب کچھ دیر انتظار کے بعد دوبارہ کہنا شروع کیا ۔

کیونکہ یہ ایک پولیس کیس تھا تو ہمیں اوپر بھی کوئی جواب دینا ہی ہے -- " مگر یہ معاملہ اتنا کامپلیکیٹڈ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ فیصلہ آپ کریں " اب نیہا کے والدین نے اسے سوالیاں نظروں سے دیکھا ۔

کیسا فیصلہ ؟ " سوال شارک کی جانب سے ہوا ۔ "

آپ چاہیں تو ہم یہ ریکارڈنگ اور تانیہ کی گواہی سے پوری دنیا کو یہ بتا " سکتے ہیں کہ یہ قتل کس سے کئے اور پچھلے دو لوگوں کے ساتھ ساتھ انابیہ بے گناہ تھی -- مگر اس سے جو قہرام مچے گا ۔ شاید اسکا اندازہ آپ لوگ لگا سکیں --

انسان اچھائی سیکھے نا سیکھے مگر برائی بہت جلد سیکھتا ہے --

اس کیس کی سچائی بہت سے مجرموں کو ایک نیا طریقہ سکھا دے گی ۔۔ لوگ اس واقعے کو استعمال کر کے کوئی بھی جرم کرینگے اور الزام کسی ہوائی مخلوق پر ڈال دینگے ۔۔ اس طرح جرم بڑھے گا اور حل کوئی نہیں ‘‘ وہ خاموش ہوا ۔۔ ایک گہری سانس لی

’’ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم انابیہ کو با عزت بری کردیں ۔ اس سے تمام الزامات واپس لےلیں اور خاموشی سے اس کیس کو کلوز کردیں ۔۔ کسی نامعلوم کے نام پر ۔۔ اس طرح یہ دنیا کبھی کچھ نہیں جان پائے گی مگر ۔۔ آپ لوگ مطمئن ہوسکتے ہیں کہ آپکے بچوں کا قاتل اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے ‘‘ وہ خاموش ہوا تو شارک نے سر ہلاتے اپنے والدین کی جانب دیکھا ۔۔ آخری فیصلہ تو انہیں ہی کرنا تھا ۔

’’ دوسرا طریقہ بہتر ہے ۔۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ہمارے بچوں کو انصاف مل چکا ہے ۔ دنیا کو کچھ بتانے کی نا ضرورت ہے اور نا ہی اس سے کوئی فرق پڑتا ہے ‘‘ یہ شارک کے والد تھے ۔ جن کی بات پر سب ہی نے حامی میں سر ہلایا ۔۔

’’ ٹھیک ہے پھر ۔۔ ہمیں اجازت دیں ‘‘ کہتے ساتھ ہی بدر اقبال اور سلیم اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے ۔ جبکہ شارک ، زمان بھی کھڑے ہوئے تھے ۔

’’ تھینک یو آفیسر ۔۔ آپ نے ایمانداری سے اپنی ڈیوٹی نبھائی اور ان سب لوگوں نا صرف انصاف دلوایا بلکہ کئی لوگوں کی زندگی بچائی ‘‘ شارک نے بدر کی جانب ہاتھ بڑھاتے کہا ۔۔ جسے مسکرا کر اس نے تھاما ۔

’’ یہ میری ذمہ داری تھی مسٹر شارک اور ۔۔ انابیہ کی بہادری بھی ۔۔ اسکے بنا ہم سچ تک کبھی نہیں پہنچ سکتے تھے ‘‘ مثبت انداز میں سر ہلاتے شارک نے اسکا ہاتھ چھوڑا ۔۔

’’ اللہ حافظ ‘‘ اور اسی کے ساتھ بدر اقبال ، سلیم اور زمان ایک ساتھ وہاں سے نکلے ۔۔

’’ انابیہ ۔۔ ‘‘ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگا جب زمان نے کہا ۔

کچھ دیرمیں گھر آجائے گی ۔۔ آپ چاہیں تو یہ خبر سب سے پہلے اپنے ” نیوز چینل پر چلا سکتے ہیں “ ہلکی مسکراہٹ سے کہتا وہ گاڑی میں بیٹھ کر اسے آگے بڑھا گیا ۔۔ جبکہ زمان کو یہ آئیڈیا شاید کچھ اچھا لگاتھا۔

اس فوراً ہی ایک کام ملائی ۔۔

ہاں نومی ۔۔ کیمراز ریڈی کرو میں پانچ منٹ میں پہنچ رہا تھا “ اور اب ” زمان بھی تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا ۔۔

اب باقی چیزیں اپنی جگہ مگر تھا تو وہ بھی ایک ریپورٹر ہی ۔۔ کیسے اتنی بڑی خبر ہاتھ سے جانے دیتا؟

اب اگر اندر واپس آیا جائے تو نیہا کی والدہ اب شاکرہ ہمدانی سے کچھ کہہ رہی ہیں ۔

“ مجھے معاف کردوں شاکرہ ۔۔ میں نے انابیہ پر شک کیا ”

نہیں بھابھی ۔۔ آپکا غم بہت بڑا ہے ۔۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ” بلکہ خوشی ہے کہ سب ٹھیک ہوگیا “ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے رونے لگی تھیں ۔۔ جبکہ شارک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی ۔

آخر کار یہ غلط فہمیاں دور ہو ہی گئی ۔۔

وہ خوش تھا ۔۔ اسے خوش ہونا بھی چاہئےتھا ۔۔

یہ وقت ہی خوشی کا تھا ۔۔

*****

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے رات ہوچکی تھی ۔ اور اب اسکے کمرے میں بلکل خاموشی تھی ۔ آنکھیں رو رو کر تھک گئیں تو جانے کب دوبارہ نیند اس پر حاوی ہوئی ۔۔ اب آنکھ کھلی تو ایک بار پھر سب کسی فلم کی طرح نظروں کے سامنے چلنے لگا ۔ مگر اب وہ خاموشی سے آنسو بہاتے یونہی لیٹی رہی ۔۔ اور کتنا مزید لیٹتی کہ دروازہ کھلا اور ہاتھ میں ایک ٹرے لئے وہ اندر آئی ۔۔ جس پر نظر پڑتے کی لیزا فوراً اٹھ کر بیٹھی۔

" انابیہ -- تم یہاں ؟ " اسے جانے کیوں انابیہ کو یہاں دیکھ کر حیرانی ہوئی تھی -

" " اتنا حیران کیوں ہورہی ہو ؟ مجھے یہاں نہیں تو اور کہاں ہونا تھا ؟ کھانے کی ٹرے بیڈ کر رکھتے اسکے پاس بیٹھتے انابیہ نے مسکرا کر کہا ۔ جبکہ لیزا نے شرمندگی سے نظریں جھکائیں ۔

" تمہیں اپنے گھر والوں کے ساتھ ہونا چاہئے -- کتنے دنوں سے ان سے دور ہو تم " انکھوں سے خاموش آنسو اب بھی بہا تھا ۔ جسے انابیہ نے ہاتھ بڑھا کر اسکے گالوں سے صاف کیا ۔

" تمہارے سونے کے بعد گئی تھی میں ، پہلے پولیس سٹیشن اور پھر میڈیا کے مکمل پروٹوکول کے ساتھ ناعزت بری ہوتے ہوئے اپنے گھر -- پر زمان وہاں نہیں تھا -- جانتی ہو کیوں ؟ " ایک نوالہ اس کے ہونٹوں سے قریب کرتے انابیہ نے کہا جس پر الجھتے ہوئے لیزا نے منہ کھولا اور نوالہ لیا ۔

" کیونکہ وہ اس بریکنگ نیوز کو سب سے پہلے اپنے چینل پر چلا کر اپنی ریٹنگ بنانے میں مزی تھا " انابیہ اپنی بات کے اختتام پر ہنسی اور ایک مسکراہٹ نے لیزا کے ہونٹوں کو بھی چھوا -- ان بہن بھائی کی محبت واقعی قابل رشک تھی -

" تمہیں پتہ ہے سب سے تکلیف دہ حادثہ کسی انسان کے ساتھ کیا ہوتا ہے ؟ " ایک اور نوالہ اسکے ہونٹوں کے پاس لاتے کہا -- جبکہ لیزا کسے بچے کی طرح اس کے ہاتھ سے کھانا کھاتی اور نگاہوں سے سوال کرتی -

" کیا ؟ "

" یہ آشکار کہ اسکی ذات کو روندنے والا ہاتھ ، اس کے کسی بہت اپنے کا ہے -- اس سے زیادہ تکلیف دہ اور کچھ نہیں ہوتا ۔ بس سمجھو کہ یہ انتہاہ ہوتی ہے اور اسکے بات ایک نئے انسان کی ابتداء " ایک آنسو انابیہ کی آنکھوں سے بھی بہا تھا --

" میں بہت شکر گزار ہوں لیزا -- " نم آنکھوں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے اس نے لیزا کی آنکھوں میں دیکھتے کہا ۔

میں شکر گزار ہوں کہ میرے ساتھ یہ حادثہ نہیں ہوا ۔۔ میں شکر گزار ہوں " کہ تم بے قصور ہو اور میں شکر گزار ہوں کہ جس کا قصور تھا ، وہ اپنے انجام کو پہنچا " اس نے اب لیزا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ۔

ان سب میں ، سب سے زیادہ نقصان تمہارا ہوا ہے لیزا ۔۔ "

تم نے اپنا بچپن کھو دیا ۔ اپنا لڑکپن گنوا دیا ۔۔ تم نے اپنی زندگی اتنے خوبصورت سال کھو دیئے ۔۔

میں تمہیں ، تمہارا گزرا وقت واپس تو نہیں دے سکتی ۔۔ نا وہ سب سال لوٹا سکتی ہوں جو تم جی نہیں سکی مگر ۔۔ مگر میں تمہیں ، ایک بہترین دوست دے سکتی ہوں ۔ ایک ایسا دوست جو تمہارے ہر دکھ میں تمہارے ساتھ ہو۔۔ تمہاری خوشی میں تم سے زیادہ خوش ہو ۔۔ اور جو تمہارے لئے اچھے اچھے لڑکے دیکھے " ایک بار پھر وہ ہنسی تھی ۔۔ اور اس بار اس ہنسی میں لیزا بھی اسکے ساتھ تھی ۔۔

یہ عجیب منظر تھا ۔۔ وہ دونوں آنکھوں میں آنسو لئے ہنس رہی تھیں ۔۔

نہیں ۔۔ یہ انسان کے لئے سب سے خوبصورت وقت اور احساس ہوتا ہے کہ جب ، وہ بھیگیں آنسو سے بھی ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھال دیتا ہے ۔

مجھے معاف کردو " ہلکی آواز میں لیزا نے کہا ۔ "

ہم سب کو معاف کردو ۔۔ تم اتنے سال تکلیف میں تھی اور ہم کچھ کر ہی " نہیں سکے " اس نے بھی معافی مانگی تھی ۔

تم نے ہی تو کیا ہے انابیہ ۔۔ تم نا ہوتی تو شاید میں آج بھی ۔۔ " اور اس " سے آگے وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکی ۔

شاید نہیں ۔۔ زندگی میں " شاید " جیسا کچھ بھی نہیں ہوتا ۔۔ یا تو کچھ ہوتا " ہے ۔۔ یا پھر نہیں ہوتا

اور سچ یہ ہے کہ جو ہونا تھا وہ ہوگیا اور جو ہوگا اب وہ انشاءاللہ بہترین ہوگا ۔۔ کیونکہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں " اس نے پریقین انداز میں کہا ۔۔ جس پر لیزا کی مسکراہٹ گہری ہوئی ۔۔

سچا اور بہترین دوست میں اللہ کی نعمت میں سے ایک نعمت ہے ۔۔

اور انابیہ کی شکل میں اللہ نے اسے اس نعمت سے نوازہ تھا ۔۔

وہ خوش تھی ۔۔ اور مطمئن بھی ۔۔

•••••••••

انسان کی برداشت سے زیادہ بے شک اللہ اس پر کوئی بوجھ نہیں ڈالتا ۔۔

بوجھ دکھوں کا وہ یا ذمہ داریوں کا ۔۔ اگر وہ آپ پر ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اس قابل ہیں ۔

اور وقت ہر ایک کو اس کے بوجھ سے ایک نا ایک دن آزاد کر ہی دیتا ہے ۔ مگر اس آزادی کے بعد ، انسان بدل کر رہ جاتا ہے ۔

جیسے آج ۔۔ آج وہ سب آزاد تھے ۔۔ اور آج وہ سب بدل گئے تھے ۔

لیزا زیادہ سے زیادہ وقت اپنے گھر میں گزار رہی تھی ۔۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی جانے کتنے عرصے سے ان سے دور تھی ۔۔ انابیہ کی دوستی ، تانیہ کی معافی اور سب کے نارمل برتاؤ نے اسکے اندر کی شرمندگی کو بہت حد تک کم کر دیا تھا ۔۔ مگر یہ ختم ہونا تو ناممکن تھا ۔۔ اسے پوری زندگی انہیں بھیانک یادوں کے ساتھ گزارنی ہے ۔ یہ وہ قبول کر چکی تھی ۔۔ اور یہی ۔۔ یہی لیزا حیدر کے اندر کی تبدیلی تھی ۔

زمان اب اپنے چینل پر پہلے سے بہت زیادہ ایکٹیو ہوگیا تھا ۔۔ کوئی بھی نیوز بریک کرنے سے پہلے اب وہ مکمل طور پر تصدیق کرتا تھا کہ وہ سچ ہے بھی یا نہیں ؟ورنہ نیوز چینلز میں سچ جھوٹ نہیں ، بس کسی بریکنگ نیوز کو ہی اہمیت دی جاتی ہے ۔ مگر اب ۔۔ اب زمان سچ کی تلاش میں بھی رہتا تھا ۔۔ یہ زمان ہمدانی کی تبدیلی تھی ۔

انابیہ کو گھر آئے تین دن ہوچکے تھے ۔ ان تین دنوں میں اس نے بدر اقبال کی کمی بہت شدت سے محسوس کی تھی ۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے زندگی میں ایک خالی پن اسکی غیر موجودگی ہے ۔ نا اسکی جانب سے کوئی رابطہ ہوا تھا ۔۔ اور نا ہی انابیہ نے رابطہ کرنے کی کوشش کی ۔۔ مگر یہ بے چینی ۔۔ یہ انابیہ ہمدانی کے اندر کی تبدیلی تھی ۔۔

" کیسی ہو ؟ " وہ بدر کی ہی سوچوں میں گم تھی جب شارک کی آواز اسے اس دنیا میں واپس لائی ۔۔

" ٹھیک ہوں ۔۔ تم مجھ سے آخری بار ملنے آئے ہو ؟ " کرسی سے کھڑے ہوتے وہ اب اسکے پاس آکر کہہ رہی تھی ۔۔ وہ اس وقت لان میں بیٹھی تھی جبکہ شارک اندر اسکے والدین سے ملنے کے بعد اب اس سے ملنے آیا تھا ۔

" ہاں ۔۔ تم سے ملے بنا کیسے جاسکتا ہوں ؟ " زخمی نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا ۔

" جانا ضروری ہے ؟ " انابیہ نے افسردگی سے پوچھا۔

" اگر آج نہیں گیا تو کبھی نہیں جاسکونگا " اسکے لہجے میں ایک عجیب سی بے بسی تھی جسے انابیہ نے بھی محسوس کیا ۔

" تو مت جاؤ نا شارک ۔۔ کیوں جارہے ہو تم ؟ " اس نے ایک بار پھر وہی سوال پوچھا جو وہ بار بار پوچھ چکی تھی ۔

" اس گھر میں رہا تو مر جاؤنگا انابیہ ۔۔ بس موت سے بچ کر زندگی گزارنے جارہا ہوں ۔ کیا تم نہیں چاہتی کہ میں زندہ رہوں ؟ " ہمیشہ کی طرح وہی جواب ۔۔

" میں چاہتی ہوں کہ تم خوش رہو "

" تو پھر تم خوش رہا کرو ۔۔ تم خوش رہوگی نا ۔۔ تو بھی جی اٹھونگا " " اظہار تھا ۔۔ایک گہرا اظہار جسے انابیہ محسوس تو کر سکتی تھی مگر اپنا نہیں سکتی تھی ۔۔

اس کے دل پر تو کسی اور ہی کی حکمرانی تھی ۔۔ وہ کیسے کسی اور کا اظہار قبول کرلیتی ؟

" تمہیں بھی محبت ہوگئ ہے نا ؟ " اور انابیہ کے اندر کی بے چینی ، اسکی آنکھوں کی تلاش شارک ہمدانی محسوس کر گیا تھا ۔۔ اور جان بھی گیا تھا کہ وہ کیا ہے ۔۔ محبت ۔۔ کیسے نا پہچانتا ۔۔ وہ خود بھی تو ایسی ہی بے چینی سے گزرا تھا ۔۔

" شاید ۔۔ " دھیمی مسکراہٹ لئے انابیہ نے کہا ۔ اور شارک کے ہونٹوں پر ایک زخمی مسکراہٹ آئی ۔

" اس میں ایسا کیا اچھا لگا تمہیں ؟ " وہ جاننا چاہتا تھا ۔۔ جانتا تھا کہ اس معلومات سے سوائے دکھ کے اور کچھ نہیں ملے گا پر پھر بھی ۔۔ وہ انابیہ کی پسند جاننا چاہتا تھا ۔

" سب کچھ " جواب واقعی تکلیف دہ تھا ۔۔

" پھر بھی کچھ تو خاص ہے اس میں جو ہمارے پاس نہیں " اب اس نے بات کو مزاق کا رنگ دیتے شرارتی انداز میں پوچھا۔۔

" ہاں ۔۔ اسکے پاس نیلی آنکھیں ہیں ۔۔ تو تمہارے پاس نہیں " انابیہ نے بھی شرارتی انداز میں جواب دیا۔ جس پر شارک ہنسا ۔۔

" " اچھا مزاق تھا ۔۔ چلو میں چلتا ہوں ماما بابا گاڑی میں انتظار کر رہے ہیں اسے کہہ کر وہ ہنستے ہوئے پلٹا جبکہ انابیہ کچھ الجھی ۔

" یہ مزاق تو نہیں ہے ۔۔ تمہیں اتنی ہنسی کیوں آرہی ہے؟ " انابیہ کے سوال پر وہ رکا اور بھرپور مسکراہٹ لئے پلٹ کر اسے دیکھا ۔

" کیونکہ اسکی آنکھیں نیلی نہیں براؤن نے انابیہ میڈم ۔۔ لگتا ہے ان واقعات کا تمہارے کلر سنسس پر اثر پڑا ہے ۔۔ اپنا خیال رکھنا ۔۔ بائے " اور اسی کے ساتھ وہ تیزی سے اس گھر سے باہر نکلا ۔

یہ جانے بغیر کہ پیچھے انابیہ کسی طوفان کی زد میں تھی ۔۔

" اسکی آنکھیں نیلی نہیں ہے ۔۔ مگر مجھے تو ہمیشہ ؟؟؟ " اور اچانک اسکے دماغ مین کچھ کلک ہوا تھا ۔

" وہ کیس میری زندگی کے سب سے مختلف کیس تھے ۔۔ اس دنوں مجھے ایک عجیب سی مخلوق دکھتی ۔۔ کرسٹل آئیز جیسی ۔۔ " اسکے کانوں میں پچھلے کیس کے انوسٹیگیٹر کے الفاظ گونجے ۔

" اگر اس نے پچھلے کیس کے انوسٹیگیٹر سے بات کرنے کی کوشش کی تو اسکا مطلب ۔۔۔ " اور اگلی سوچ پر انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں ۔۔

وہ بلیک شیدو ، اس بلو شیڈو کی موجودگی محسوس نہیں کر پاتی تھی " کیونکہ --- وہ بھی کسی انسان کی باڈی میں تھا -- " خودکلامی کرتی وہ گرنے کے سے انداز میں کرسی پر بیٹھی --

بدر اقبال کی باڈی میں " اور اسے محسوس ہوا -- دل میں کچھ بہت زور " سے ٹوٹا تھا --

بھروسہ -- اعتبار -- یقین -- یا -- دل خود ؟

جو بھی تھا -- وہ ٹوٹ گیا تھا -- اب بس کرچیاں بچی تھی جو اس کے دل کو چبھ کر اسے تکلیف دہ رہی تھیں --

لیکن تکلیف میں وہ اکیلی نہیں تھی -- ایسی ہی تکلیف کسی اور کے دل کو بھی تھی --

باہر نکلتے شارک کے ---

وہ باہر آیا تو اسے تو اسے سامنے لیزا کھڑی نظر آئی -- چہرے پر فوراً ہی دنیا جہاں کی سنجیدگی در آئی ۔

تو تم نے یہ حل نکالا " لیزا نے گھر کے سامان سے بھرے ٹرک کی جانب " اشارہ کرتے کہا ۔

اس طرح اپنی محبت سے فرار حاصل کروگے تم -- یہ جگہ ہمیشہ کے " لئے چھوڑ کر " لیزا جیسے اس سے شکوہ کر رہی تھی -- اسکی دوست کو چھوڑ دینے کا شکوہ ۔

مجھے دیر ہورہی ہے " وہ اسے کوئی جواب دینا نہیں چاہتا تھا اس لئے " اسے اگنور کرتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھا ۔

وہ رات -- " لیزا کے الفاظ پر شارک کے قدم گاڑی کے پاس آکر رکے ۔ "

مجھے سب یاد ہے مگر -- وہ رات نہیں یاد -- اس رات کی آخری بات جو " مجھے یاد ہے وہ تم سے ملاقات ہے۔ " وہ رکی-- ایک گہری سانس لی --

وہی رات وجہ ہے نا --یہ گھر چھوڑنے کی اور -- محبت چھوڑنے کی " وہ " سوال کر رہی تھی --

نہیں -- وہ اسے بتا رہی تھی -- یا یاد دلا رہی ہے --

یاد -- ایک یاد جو تین دن پہلے اس رات شارک یاد آئی تھی --- اس رات کی یاد

•••••

وہ آفس سے گھر ہی آرہا تھا جب اسے راستے میں لیزا کھڑی نظر آئی -- اس نے گاڑی روکی اور باہر آکر لیزا کے پاس آیا --

لیزا تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ؟ " وہ جو موبائل میں مصروف تھی -- " اسکی آواز پر اسکی جانب دیکھا تو ایک مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر پھیلی -

تمہارا انتظار --- " اور اسی کے ساتھ اسے کوئی کالا سایہ اپنے آس پاس " پھیلتے محسوس ہوا --

اور پھر اس نے لیزا کے بے جان وجود کو گرنے سےبچانا -- اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر -- اب وہ اپنی سرخ آنکھوں کے ساتھ گھر کی پچھلی سڑک پر آیا --

گاڑی سے نکال کر دیوار پھلانگ کر وہ گھرکے اندر آیا اور رخ سیدھا نیہا کے کمرے کی اور کیا -

وہ اندر آیا تو نیہا کمرے کے بیچ کھڑی تھی -- اسے دیکھتے ہی وہ اسے کچھ بتانے لگی -- اپنی اور انابیہ کی ہونے والی کوئی بات -- مگر وہ اسے سن ہی کہاں رہا تھا ؟ اس نے تو بس تیزی سے ایک پین اٹھایا اور اسے نیہا کی گردن میں گھونپ دیا --

حیرت سے پھیلی آنکھیں لئے نیہا زمین بوس ہوئی تھی --

جبکہ شارک ہمدانی -- اب اسکے خون سے وہاں " اے " لکھ رہاتھا --

ٹرک کے ہارن کی آواز اسے اس رات کی یاد سے باہر لائی -- اور اسے محسوس ہوا -- اسکی آ نکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں -

جلدی سے انہیں صاف کرتا وہ پلٹا اور لیزا کی جانب دیکھا -- جو اسے ہی دیکھ رہی تھی --

اللہ حافظ " بس اتنا کہتا وہ فوراً گاڑی میں بیٹھا اور اسے سٹارٹ کیا .. "

کیا نظر اس گھر پر ڈالی جہاں پورا بچپن گزرا تھا .. اسکا .. اسکی نیہا کا ..

وہ نیہا جس کا قتل .. اسکے ہاتھوں ہوا ..

ایسی دردناک یاد ہے ساتھ .. وہ اس گھر میں نہیں رہ سکتا تھا .. یہ گھر نیہا کی یادوں سے بھرا تھا اور وہ .. وہ چاہ کر بھی خود کو بے قصور مان پر سکون حاصل نہیں کر سکتا تھا .. یہاں اب اسے گھٹن ہونے لگی تھی اس لئے اس نے یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا ..

ماما بابا انابیہ کے لئے مان گئے تھے مگر اب شارک ہمدانی .. اپنے ان ہاتھوں میں اپنی محبت کا ہاتھ نہیں تھام سکتا جن ہاتھوں پر اسکی بہن کا خون تھا..

یہ وہ نہیں کرسکتا تھا .. اس میں اتنا حوصلہ نہیں تھا ..

اس لئے اپنی محبت کو خاموشی سے اسی گھر چھوڑ کر .. اب وہ یہاں سے جارہا تھا ..

اور یہ .. یہ شارک ہمدانی کی تبدیلی تھی ..

•••••••

اس نے ڈور پھر بجائی .. اس بار ایک انجان لیڈی نے دروازہ کھول ہی دیا .

یہ مسٹر بدر اقبال کا فلیٹ ہے نا ؟ " اس نے الجھتے ہوئے پوچھا . "

جی۔ وہ اس فلیٹ کے مالک ہیں مگر ہم یہاں رہتے ہیں .. آپ کون ؟ " اس " نے سوال کیا .

جبکہ انابیہ کے ماتھے پر بل پڑے .. تو وہ شخص یہاں سے بھی غائب ہوگیا .

" کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں؟ "

وہ تو شہر سے باہر چلے گئے ہیں .. ہمیں نہیں معلوم .. آپ کون ہیں ؟ " " اس نے ایک بار پھر اس سے وہی سوال پوچھا .

تو آپ انکا وہاں کا ایڈریس دے دیں " اس نے ایک بار اسکا سوال اگنور " کیا ۔

وہ ہمیں نہیں معلوم ۔۔ پر آپ کون ہے ؟ " جانے وہ اسکا نام جاننے کے " لئے اتنی بے تاب کیوں تھی۔

اوک ۔۔ تھینک یو " وہ مصنوعی مسکراہٹ لئے کہتی پلٹی ۔ "

کیا آپ انابیہ ہمدانی ہیں ؟ " اور اپنا نام سن کر وہ حیران ہوتی دوبارہ اسکی" جانب دیکھنے لگی ۔

" جی ۔۔۔ مگر آپ مجھے کیسے جانتی ہیں ؟ "

وہ آپکے لئے کچھ دے کر گئے ہیں۔۔ ایک منٹ "کہتے ساتھ ہی وہ لیڈی " تیزی سے اندر گئی اور کچھ دیر بعد ایک لفافہ لیتی باہر آئی ۔۔

یہ ۔۔ انہوں نے کہا تھا اگر کبھی ایک لڑکی یہاں آئے جس کا نام انابیہ " ہمدانی ہو تو اسے یہ دے دینا " لفافہ اسکی جانب بڑھایا ۔

شکریہ " لفافہ لیتی وہ تیزی سے پلٹی ۔۔ "

دل جانے کیوں زور سے دھڑک رہا تھا ۔۔ جیسے اس لفافے میں کچھ ایسا ہےتو نہیں ہونا چاہئے ۔۔ پر کیا ؟

اس عمارت سے باہر آتے ہی اس نے لفافہ کھولا ۔۔ بادلوں سے بھرےآسمان نے آہستہ آہستہ بارش کی بوندیں برس رہیں ہیں مگر وہ ۔۔ وہاں کھڑی وہ خط پڑھ رہی ہے ۔۔خط جسے بدر اقبال نے اس کے لئے لکھا تھا ۔

میں بہت وقت سے ان کیسز پر سرچ کر رہا تھا ۔۔ کچھ تھا جو مجھے " ہمیشہ عجیب لگتا تھا مگر مجھے کوئی خاص کامیابی نہیں مل رہی تھی ۔۔ اور پھر ایک صبح میرے پاس شاہد نامی شخص کے قتل کی خبر آئی اور میں نے یہ کیس خود لیا ۔۔ کیونکہ کہیں نا کہیں مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہ سب قتل آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ میں اس افوسٹیگٹر آفیسر سے بہت پہلے مل چکا تھا اور اس نے مجھے اس کرسٹل آئیز کے بارے میں بتایا ۔۔ اس لئے کہیں نا کہیں ۔۔ میں جانتا تھا کہ شاید میرے ساتھ کچھ ایسا ہو ۔۔

اور ایسا ہی ہوا ۔۔ اس دن جب میں فارم ہاؤس آرہا تھا تو مجھے سڑک کے بیچ وہ ہوا میں کھڑا نظر آیا ۔۔

مجھے ڈر تو بہت لگا لیکن ۔۔ میں باقیوں کی طرح بھاگنا نہیں چاہتا تھا ۔۔ میں سچ جاننا چاہتا تھا اس لئے گاڑی سے باہر آکر میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کیا چاہتا ہے ؟

اور پھر اس نے کہا کہ وہ قاتل کو پکڑنے میں میری کرنا چاہتا ہے اور بدلے میں اسے میری باڈی میں آنے کی اجازت چاہئے ۔۔ وہ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا ۔۔ لیکن قاتل سے خود کو چھپانے کے لئے اسے کسی کی باڈی میں چھپنا تھا تانکہ وہ کبھی اسکی موجودگی محسوس نا کر سکے ۔۔

اور پھر بہت ہمت کر کے ۔۔ میں نے اسے اجازت دے دی ۔۔ وہ مجھ میں سماں گیا اور میں ۔۔ فارم ہاؤس چلا آیا ۔۔

شروع میں تم پر شک ہوا مجھے ۔۔ مگر اس نے ہی بتایا کہ تم وہ نہیں ہو ۔۔ بلکہ تمہارے مدد سے ہی ہم قاتل تک پہنچ سکتے ہیں ۔۔ اور بس ۔۔ اسکے بعد جو ہوا تم جانتی ہو۔۔

شاید اب تک تم جان گئی ہوگی کہ میری آنکھوں کا رنگ نیلا اسکی وجہ سے تھا جوکہ صرف تمہیں نظر آتا تھا کیونکہ تم اسے دیکھ چکی تھی پہلے ۔۔ باقی کوئی وہ رنگ نہیں دیکھ سکا کیونکہ کسی نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔۔

شاید تمہیں لگا ہوگا کہ میں نے تمہارا بھروسہ توڑا ہے ۔۔ مگر ۔۔۔ مگرایسا نہیں ہے انابیہ ۔۔ یہ سب شروع بہت الگ طریقے سے ہوا ۔۔ جب شروع ہوا تب اندازہ نہیں تھا کہ اس جنگ میں کہیں محبت بھی اپنی جگہ بنا لے گی ۔۔

ہاں ۔۔ تم سے محبت ہے مجھے ۔۔ کب ہوئی کیسے ہوئی نہیں جانتا ۔۔ بلکل ویسے ہی جیسے تم نہیں جانتی۔ مگر ۔۔ وہ محبت کا وقت نہیں تھا ۔۔ ہم دونوں ہی اس وقت اپنی زندگی کی سب سے بھیانک سفر پر تھے جہاں یا تو موت تھی ۔۔ یا زندگی ۔۔ اور ایسے میں ، میں تمہارے ساتھ تمہاری طاقت بن کر رہنا چاہتا تھا۔۔ بس اسی لئے اس سفر میں، میں نے محبت کو انجام کے بعد کے لئے چھوڑ دیا ۔۔

انجام ہوچکا اور بہت اچھا ہوا ۔۔ مگر اب ۔۔ اب جانے کیوں ہمت نہیں کر پارہا تمہارے سامنے آکر سب بتانے کی اس لئے لکھ رہا ہوں ۔۔ چاہتا ہوں کہ تم بس اسے پڑھ لوں اور ماضی یہی ختم کر دوں ۔۔

وہ کرسٹل آئیز ۔۔ وہ جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا ۔

وہ بلیک شیڈو ۔۔ وہ بھی اپنے انجام کو پہنچی

اب رہ گئے ہیں ۔۔ میں اور تم ۔۔

اور میں چاہتا ہوں کہ اب ۔۔ اب ہم پھر سے پہلی بار ملیں ۔۔ کیونکہ پہلے تم صرف مجھ سے نہیں ملی تھی ۔ تم اس سے بھی میرے ساتھ ساتھ ملتی رہی تھی ۔۔ اس لئے ۔۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے ملو ۔۔

اب جب میں مکمل طور پر بدر اقبال ہوں ۔۔۔

اب جب تم انابیہ ہمدانی آزاد ہو ۔۔

کیا تم اب ۔۔ مجھ سے بہت سے پہلی بار ملنا چاہونگی ؟

" ہمیشہ ملتے رہنے کے لئے ؟

خط بھیگ چکا تھا ۔۔۔ اور وہ بھی بارش میں مکمل طور بھیگنے کی والی تھی کہ ۔۔ اسکے سر پر آتی کسی چیز نے بارش کے قطروں کا راستہ روکا ۔۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا ۔۔ یہ ایک کالے رنگ کی چھتری تھی ۔۔

نظر اب ان ہاتھوں پر گئیں جنہوں نے اسے پکڑ رکھا تھا ۔۔

انابیہ کو اپنی آنکھیں بھیگتی محسوس ہوئی ۔۔

نظر ان ہاتھوں سے ہوتی بازو ۔۔ بازو سے کندھے اور پھر گردن سے ہوتی اس چہرے پر گئ۔

یہ چہرا ۔۔ وہ اس کی زندگی کے سب سے مشکل اور تکلیف دہ سفر میں اسکے ساتھ ہمیشہ رہا تھا ۔

اسکی طاقت بن کر ۔۔ اسکا حوصلہ بن کر ۔۔ اسکا بن کر

اور یہ آنکھیں -- یہ گہری براؤں آنکھیں جہاں بس محبت ہی محبت تھی --

اس کے لئے -- آنے والے کل کے لئے

آپ بھیگ جائینگی مس -- آئیں میں آپکو آپکی گاڑی تک چھوڑ دوں " اس " نے مسکراتی آواز میں کہا تھا۔

تھینک یو -- میں خود چکی جاؤنگی " اور مسکرا کر جواب دیتی وہ تیزی " سے اپنی گاڑی کی جانب چلی --

جبکہ بدر اقبال حیران کھڑا اسے دیکھتا رہا --

وہ انکی پہلی ملاقات تھی -- اور پہلی ملاقات میں وہ کیسے کسی انجان لڑکے کو فری کر سکتی تھی؟

ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ ، اس خوبصورت موسم میں --

دو انجان لوگوں کی محبت کا سفر شروع ہوا تھا۔-

بڑی دیر سے یہ گھڑی آئی ہے

محبت سامنے ، آنکھیں مسکرائیں ہیں

ختم شد !!